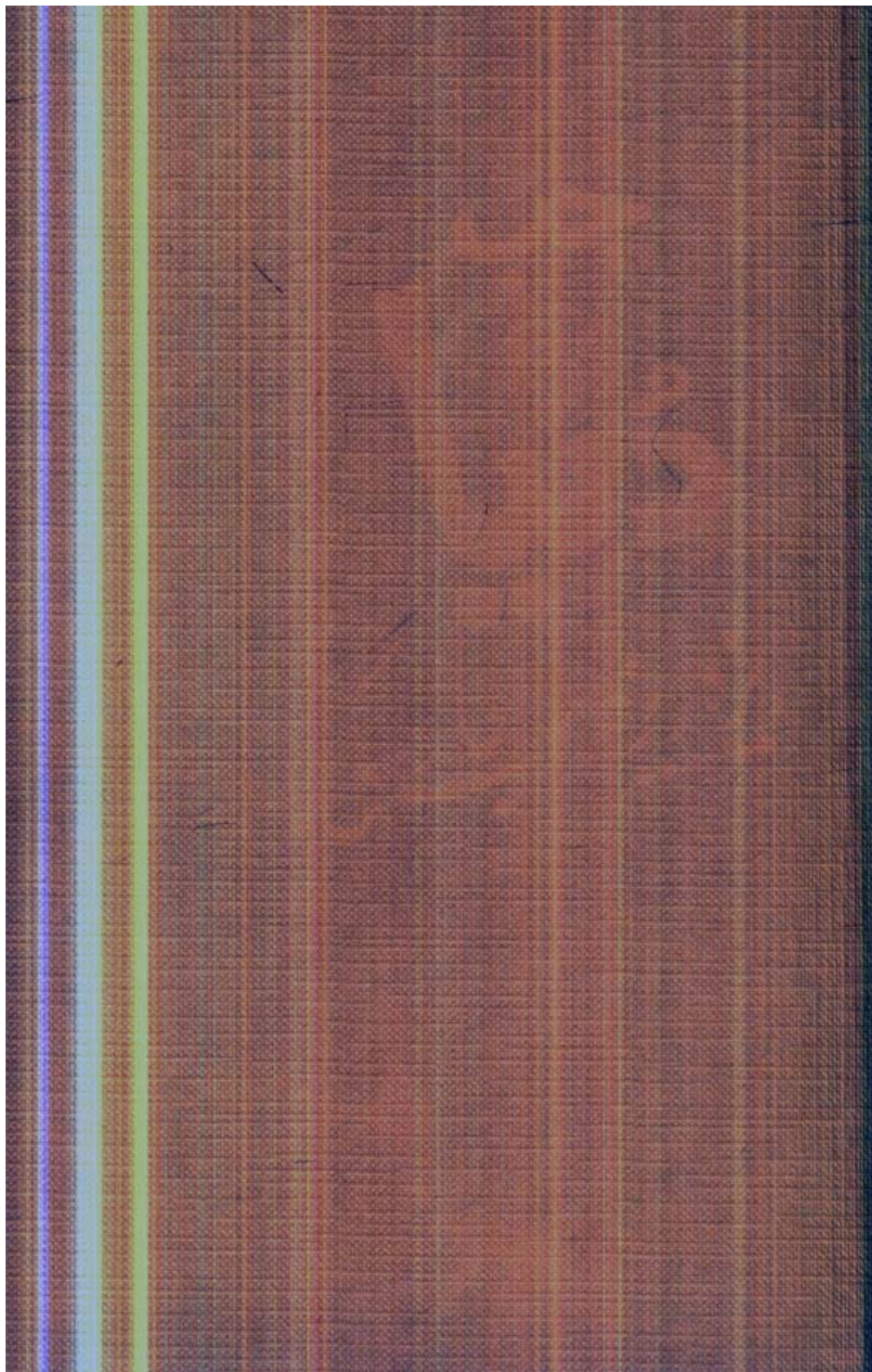


جب ف دسا

ریزہ ریزہ ہو جائے گی

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن العریضی



جب دُنیا

ریزہ ریزہ ہو جائے گی!

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن العریضی

قاری محمد اقبال عبدالعزیز

جمہوریت شاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الزیاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa, riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalamksa.com

- الزیاض - النعیم: فون: 01 4614483 فیکس: 4644945 • الملز: فون: 01 4735220 فیکس: 4735221 • سوہم: فون: 01 2860422
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قسیم (ریدم): فون/فیکس: 06 3696124 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ: فون: 04 8234446 فیکس: 04 8151121 موبائل: 0503417155
- ہمدہ: فون: 02 6879254 فیکس: 6336270 • انظر: فون: 03 8692900 فیکس: 8691551
- فن البحر/فون/فیکس: 04 3908027 موبائل: 0500887341 • شمس: فون/فیکس: 07 2207055 موبائل: 0500710328

- شاہجہ: فون: 00971 6 5632623 • امریکہ: • بھارت: فون: 001 713 7220419 • نیویارک: فون: 001 718 6255925
- لندن: فون: 0044 208 539 4885 • آسٹریلیا: فون: 0061 2 9758 4040

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

• 36- لورنوال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

- فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072 موبائل: 8484569-0322
- غزنی سٹریٹ، آردو بازار، لاہور: فون: 7120054 فیکس: 7320703 موبائل: 0322-4439150
- 260-Y بلاک کمرشل ایریا، فیئر III ڈینٹس، لاہور: فون: 042-5084895 موبائل: 0321-4212174
- Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
- F-8 مرکز اسلام آباد فون/فیکس: 0092 51 2281513 موبائل: 0321 5370378
- کراچی: مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن ہال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی
- فون: 4393936-0092 21 4393937 موبائل: 0321-2441843

﴿ وَمِنْهُمْ مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا
 الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ مَا فِئَا أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ
 ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾ قَهْلَ يَنْظُرُونَ
 إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا
 جَاءَتْهُمُ ذِكْرُهُمْ ﴿١٨﴾ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَاسْتَغْفِرُ لِذَنْبِكِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ
 يَعْلَمُ مُتَقَلِّبِكُمْ وَمُسَوِّدِكُمْ ﴿١٩﴾ ﴾



جب
 کتاب
 پڑھو تو جو جائے گی



مكتبة دار السلام، ١٤٣١ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية اثناء النشر

العريفي ، محمد عبدالرحمن

نهاية العالم / محمد عبدالرحمن العريفي - الرياض ، ١٤٣١

٦٥٤:ص مقياس ١٤x٢١ ، سم

ردمك: ٢-٠٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

(النص باللغة الاوردية)

١- علامات القيامه ٢- السمعيات ١. العنوان

ديوي ٢٤٣ ١٤٣١/٩٢٧٤

رقم الإيداع: ١٤٣١/٩٢٧٤

ردمك: ٢-٠٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

مضامین

- 30 * عرض ناشر
- 35 * مقدمہ
- 37 * اظہار تشکر
- 38 * علاماتِ قیامت کے بارے میں تالیف کا مقصد؟
- 44 * علاماتِ قیامت کے بارے میں بنیادی اصول
- 49 * لوگوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہی بات کی جائے
- 51 * علاماتِ قیامت کی نصوص کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے قواعد
- 61 * أشرطُ الساعة کا معنی و مفہوم
- 61 * علاماتِ قیامت کی اقسام



61

* پہلی قسم

62

* دوسری قسم

65

* علاماتِ صغریٰ

65

* پہلی قسم، وہ علامات جو واقع ہو چکی ہیں

70

* دوسری قسم، وہ علامات جو تا حال ظاہر نہیں ہوئیں

73

* علاماتِ صغریٰ (قیامت کی چھوٹی نشانیاں)

74

* ضروری بات

75

① ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت

77

② رسول اللہ ﷺ کی وفات

79

③ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا

81

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا سے چلے جانا

83

⑤ فتح بیت المقدس

85

⑥ بکریوں کی قُعاص جیسی بیماری سے لوگوں کی بکثرت موت



- 88 ⑦ انواع و اقسام کے فتنوں کا کثرت سے ظہور
- 90 ❁ حدیث کے معنی
- 91 ⑧ سیٹلائٹ چینلز کی بھرمار
- 93 ⑨ آپ ﷺ کی جنگِ صفین کے بارے میں پیشین گوئی
- ❁ **تنبیہ:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنے کے
- 94 بارے میں اہل سنت کا موقف
- 96 ⑩ خوارج کا ظہور
- 96 ❁ ان کے عقائد
- 98 ❁ خوارج کے ظہور کا آغاز؟
- 106 ⑪ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور
- 115 ❁ ایک اشکال
- 117 ⑫ امن و خوشحالی کی کثرت
- 119 ⑬ حجاز سے ایک بڑی آگ کا ظہور



121

* جبل ملیسا یا ملسا

123

14) ترکوں سے جنگ

126

15) کوڑے برس آنے والے ظالم حکمرانوں کا ظہور

128

16) قتل و خونریزی کی کثرت

129

* بعض جنگوں میں ہلاک شدگان کی تعداد

131

17) دیانت داری کا انسانی قلوب سے خاتمہ

131

* امانت کے ضیاع کا سبب، نبیوں میں فتور

135

18) سابقہ امتوں کے طریقوں کی پیروی

138

19) لونڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا

140

20) لباس پہننے کے باوجود ننگی عورتوں کا ظہور

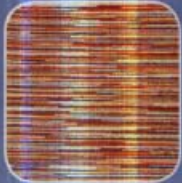
142

21) برہنہ پا، ننگے بدن چرواہوں کا بلند و بالا عمارتیں بنانا

145

22) خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا

23، 24 اور 25) تجارت کا پھیلنا، خاوند کی تجارت میں عورت کی شراکت اور



- 147 بعض تجار کا مارکیٹ پر قبضہ
- 150 26 جھوٹی گواہی
- 153 27 سچی گواہی کو چھپانا
- 154 28 جہالت کا چار سو پھیل جانا
- 158 29، 30، 31 لالچ اور کنجوسی کی کثرت، قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک
- 162 32 فحاشی کا عام ہو جانا
- 163 33 امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جانا
- 164 34 اچھے لوگوں کا خاتمہ اور برے لوگوں کا ظہور
- 166 35 مال کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں لاپرواہی
- 169 36 مال فے کی من مانی تقسیم
- 171 37 امانت کو مال غنیمت سمجھنا
- 172 38 بیوی کی فرماں برداری اور ماں کی نافرمانی
- 174 39 لوگوں کا خوش دلی سے زکاۃ ادا نہ کرنا



- 175 40 غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنا
- 177 41 دوستوں سے قربت اور ماں باپ سے دوری
- 178 42 مساجد میں آوازیں بلند کرنا
- 178 43 قبائل کی قیادت فاسقوں کے ہاتھ میں
- 179 44 سب سے رذیل شخص قوم کا سربراہ ہوگا
- 180 45 آدمی کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی
- 182 46 سے 49 زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھنا
- 188 50 لوگوں کا موت کی تمنا کرنا
- 191 51 ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر
- 194 52 مساجد کی آرائش و زیبائش اور اس پر فخر
- 196 53 عصر حاضر میں مساجد کے نقش و نگار کی چند شکلیں
- 197 53 گھروں کی تزئین و آرائش
- 198 54 کثرت سے آسمانی بجلی کا گرنا

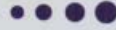


- 200 کتابت کی کثرت و اشاعت 55
- 202 زبان سے مال کمانا اور گفتگو پر فخر کرنا 56
- 205 قرآن کے سوا دیگر کتب کی کثرت سے اشاعت 57
- 206 قاریوں کی کثرت اور فقہاء و علماء کی قلت 58
- 209 اصاغر سے علم حاصل کرنا 59
- 212 ناگہانی اموات کی کثرت 60
- 214 بے وقوفوں کی حکمرانی 61
- 217 زمانے کا قریب ہو جانا 62
- 218 ❁ زمانے کے قریب ہونے کے بارے میں علماء کے اقوال 63
- 220 کم عقل لوگ دوسروں کی ترجمانی کریں گے 64
- 222 احمق اور جاہل سب سے زیادہ خوش حال ہونگے 65
- 224 مساجد کو راہگزر بنا لینا 66
- 225 حق مہر اور گھوڑوں کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ اور پھر کمی 67، 66



- 227 68 بازاروں کا قریب ہو جانا
- 229 ❁ بازاروں کے قریب ہونے کی تین ممکنہ صورتیں
- 230 69 اقوامِ عالم کی ملت اسلامیہ پر یلغار
- 234 70 لوگوں کا نماز کی امامت کرانے سے گریز
- 236 71 مومن کے خواب کا سچا ہونا
- 239 ❁ مومن کے سچے خواب والے زمانے کی تعین کے بارے میں دو احتمال
- 240 72 جھوٹ کی کثرت
- 242 73 زلزلوں کی کثرت
- 245 74 لوگوں کا ایک دوسرے سے ناواقف ہونا
- 247 75، 76 عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت
- 250 77 فحاشی و عریانی کا ظہور اور اس کا علانیہ ارتکاب
- 252 78 قراءتِ قرآن مجید پر اجرت لینا
- 254 79 لوگوں میں موٹاپے کی کثرت

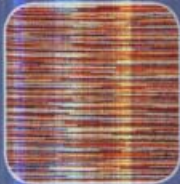




- 256 (80)، (81) ایسے لوگوں کا ظہور جو بلا طلب گواہی دیں گے اور نذر
 257 (82) طاقتور کمزور کو کھا جائے گا
 259 (83) اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنا
 261 (84) رومیوں کی کثرت اور عربوں کی قلت
 263 (85) لوگوں کے پاس مال و دولت کی کثرت
 265 ❁ اہل علم میں اختلاف ہے کہ یہ علامت واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟
 267 (86) زمین کا اپنے خزانے اگل دینا
 269 (87)، (88) اور (89) ① منخ، ② حسف اور ③ قذف کا ظاہر ہونا
 273 (90) ایسی بارش جس سے مٹی اور پتھر کے گھر بچ نہ سکیں گے
 275 (91) آسمان سے بارش تو ہوگی مگر اس سے پیداوار نہ ہوگی
 277 (92) ایسا فتنہ جو تمام عربوں کو ہلاک کر دے گا
 (93)، (94) اور (95) مسلمانوں کی نصرت کے لیے درختوں اور پتھروں کا
 279 کلام کرنا اور مسلمانوں کا یہودیوں سے جنگ کرنا



- 283 96) دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا
- 287 97) آدمی فسق و فجور نہ کرے گا تو اسے عاجز و در ماندہ ہونے کا.....
- 289 98) جزیرۃ العرب میں چراگا ہوں اور نہروں کا ظہور
- 99) 100) اور 101) مستقل چمٹنے والے فتنے، خوشحالی و فراوانی کا فتنہ اور
- 294 تاریک و اندھے فتنے کا ظہور
- 300 102) ایسا زمانہ جس میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے بہتر ہوگا
- 303 103) پہلی رات کے چاند کا بڑا نظر آنا
- 306 104) سب لوگوں کا شام کی طرف ہجرت کر جانا
- 309 105) 106) مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ اور فتحِ قسطنطنیہ
- 314 ❁ ایک دوسری روایت کے مطابق اس غزوے کی تفصیل
- 320 107) 108) وراثت تقسیم نہ ہوگی اور لوگوں کو مالِ غنیمت سے خوشی نہ ہوگی
- 321 109) لوگوں کا پرانے ہتھیاروں اور سواریوں کی طرف لوٹ آنا
- 110) 111) بیت المقدس کی آبادی، مدینہ طیبہ کی بربادی اور اس کا باشندوں





- 323 اور زائرین سے خالی ہو جانا
- 112) مدینہ شریوں کو اس طرح نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کا
328 زنگ دور کر دیتی ہے
- 332 113) پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا
- 334 114) ایک قحطانی کا ظہور، لوگ جس کی اطاعت کریں گے
- 336 115) حجابہ نامی ایک شخص کا ظاہر ہونا
- 116، 117، 118) اور 119) درندے، جمادات، کوڑے اور جوتے کے تسمے کا
337 گفتگو کرنا، آدمی کی ران کا اسے گھر والوں کی خبریں بتانا
- 339 ❁ درندوں کا کلام کرنا عہد نبوی میں واقع ہو چکا ہے
- 341 ❁ اسی طرح گائے کا کلام کرنا بھی واقع ہو چکا ہے
- 120، 121) قیامت سے پہلے اسلام کا دنیا سے معدوم ہو جانا۔ قرآن مجید
343 کا مصاحف اور سینوں سے اٹھالیا جانا
- 347 122) بیت اللہ پر حملہ آور لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا



- 352 123 بیت اللہ کے حج کا متروک ہو جانا
- 354 124 بعض قبائل عرب کا دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کرنا
- 356 125 قبیلہ قریش کا مکمل طور پر ختم ہو جانا
- 358 126 حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں کعبہ کی بربادی
- 360 ❁ ایک اشکال
- 363 127 مومنوں کی روحوں کو قبض کرنے کے لیے ایک پاکیزہ ہوا کا چلنا
- 365 128 مکہ میں بلند و بالا عمارات
- 367 129 امت کے آخری لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا
- 368 130 نئی سواریاں گاڑیاں
- 370 131 امام مہدی کا ظہور
- 371 ❁ نام و نسب
- 372 ❁ مہدی کے ظہور کا سبب
- 372 ❁ مہدی کی صفات



- 373 مہدی کے حضرت حسن بن علیؑ کی نسل سے ہونے میں حکمت ❁
- 374 مہدی کی حکمرانی کی مدت ❁
- 375 مہدی کا ظہور کہاں سے ہوگا؟ ❁
- 375 مہدی کے ظہور کا وقت ❁
- 377 حدیث کی تشریح ❁
- 378 ایک سوال اور اس کا جواب ❁
- 380 مہدی کے بارے میں وارد احادیث ❁
- 389 وہ احادیث جن کے مہدی کے بارے میں ہونے کا احتمال ہے ❁
- 399 مہدی ہونے کے دعویداروں پر ایک نظر ❁
- 405 مہدی ہونے کے دعویداروں سے معاملے کے قواعد و ضوابط ❁
- 407 کیا خواب سے کوئی شرعی حکم اخذ کیا جاسکتا ہے؟ ❁
- 408 ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہے تو اس نے اسے
ذبح کر ڈالا ❁
- 410 مہدی کا جائزہ افراط و تفریط کی بجائے عدل و انصاف سے لیا جائے ❁



- 412 مہدی کے منکرین کے دلائل ❀
- 414 کیا مہدی پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ دعوت و عمل کو چھوڑ دیا جائے؟ ❀
- 416 علامات کبریٰ ❀
- 418 تمہید ❀
- 420 مسیح دجال کا خروج ❀
- 421 دجال کون ہے؟ ❀
- 421 دجال کے بارے میں معلومات رکھنا ضروری ہے ❀
- 422 اس کا نام مسیح دجال کیوں ہے؟ ❀
- 422 دجال کا دعویٰ کیا ہوگا؟ ❀
- 423 ابن صیاد کا قصہ ❀
- 429 ابن صیاد کے بارے میں صحیح موقف ❀
- 429 قرآن کریم میں دجال کا ذکر نہ ہونے میں حکمت ❀
- 432 سب سے بڑا فتنہ ❀
- 434 خروج دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات ❀



- 436 ❁ ایک دوسری حدیث میں اس واقعہ کی تفصیل
- 438 ❁ خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے چند دیگر واقعات
- 440 ❁ چھ مزید واقعات
- 441 ❁ دجال کی جسمانی علامات
- 442 ❁ دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ
- 443 ❁ جناسہ کا قصہ اور دجال
- 451 ❁ برمودا مثلث کی حقیقت اور اس کا مسج دجال سے تعلق
- 451 ❁ جغرافیائی محل وقوع
- 452 ❁ جزائرِ برمودا میں مقامِ مزاحمت
- 452 ❁ جزائرِ برمودا میں گمشدگی کا نقطہ آغاز
- 453 ❁ طیاروں کی گمشدگی کے واقعات
- 455 ❁ اس مثلث کی گتھی سلجھانے کے لیے بعض تشریحات
- 456 ❁ کشش ثقل کا نظریہ اور جزائرِ برمودا میں ہونے والے واقعات سے اس کا تعلق
- 456 ❁ خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات



- 456 ❁ عربوں کی قلت
- 457 ❁ شدید لڑائی اور فتح قسطنطنیہ
- 458 ❁ فتوحات
- 459 ❁ بارش اور پیداوار کا رک جانا
- 460 ❁ فتنوں کی کثرت (فتنہ احلاس، فتنہ سراء، فتنہ دُہیماء) اور لوگوں کا باہمی اختلاف
- 462 ❁ تیس دجالوں اور کذابوں کا خروج
- 462 ❁ دجال کیسے ظاہر ہوگا؟
- 462 ❁ اس کے خروج کا سبب
- 463 ❁ زمین پر اس کی رفتار
- 465 ❁ وہ مقامات جہاں دجال آئے گا
- 470 ❁ دجال کے فتنے
- 470 ❁ آگ اور پانی
- 472 ❁ جمادات و حیوانات پر اثر
- 473 ❁ ایک اور فتنہ

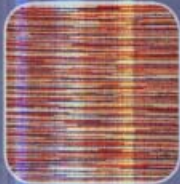




- 473 ایک اور فتنہ ❀
- 474 دجال کے سلسلے میں بعض غلط عقائد ❀
- 475 دجال کے پیروکار ❀
- 475 یہودی ❀
- 478 کفار و منافقین ❀
- 479 جاہل اور گنوار دیہاتی ❀
- 480 وہ لوگ جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے ❀
- 481 عورتیں ❀
- 481 دجال کے ٹھہرنے کی مدت ❀
- 482 فتنہ دجال سے نجات کیسے پائیں؟ ❀
- 484 اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ❀
- 484 اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا علم حاصل کرنا ❀
- 484 سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت ❀
- 487 اس کا سبب یہ ہے کہ ❀



- 487 ❁ پوری سورہ کہف کی تلاوت
- 488 ❁ حریم شریفین میں سے کسی ایک میں پناہ حاصل کرنا
- 488 ❁ نماز کے آخر میں قنۃ دجال سے پناہ طلب کرنا
- 489 ❁ لوگوں کو دجال کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس سے بچ سکیں
- 490 ❁ علم شریعت سے خود کو مسلح کرنا
- 494 ❁ فائدہ
- 494 ❁ دجال سے لڑائی کے لیے اہل ایمان تیاری کریں گے
- 495 ❁ دجال کا سامنا کرتے وقت مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟
- 496 ❁ بلاد شام میں دجال کی ہلاکت
- 497 ❁ دجال کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قتل کریں گے
- 501 ❁ دجال کے مقابلے میں سب سے زیادہ سخت لوگ
- 502 ❁ خروج دجال کا انکار کرنے والے
- 503 ❁ شیخ محمد عبدہ
- 503 ❁ محمد فہیم ابو عبیدہ



- 505 ❁ دجال کے متعلق آخری پانچ مسائل
- 508 ❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
- 512 ❁ مریم علیہا السلام کا اللہ کے حکم سے حاملہ ہونا
- 515 ❁ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت
- 518 ❁ عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں باتیں کرتے ہیں
- 523 ❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا
- 527 ❁ مسیح کی وجہ تسمیہ
- 527 ❁ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا
- 530 ❁ ایک سوال
- 530 ❁ جواب
- 531 ❁ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دلائل
- 531 ❁ قرآن کریم سے دلائل
- 535 ❁ سنت سے دلائل
- 538 ❁ خنزیر کے بارے میں اسلامی تعلیمات



- 539 ❁ خنزیر کے بارے میں یہودیت کی تعلیمات
- 539 ❁ خنزیر کے بارے میں عیسائیت کی تعلیمات
- 544 ❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث متواتر ہیں
- 547 ❁ امام سفارینی کا قول
- 547 ❁ نواب صدیق حسن خان کہتے ہیں
- 548 ❁ شیخ احمد شاکر رقمطراز ہیں
- 548 ❁ شیخ محمد ناصر الدین البانی کا بیان
- 549 ❁ سوال
- 549 ❁ جواب
- 550 ❁ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ
- 550 ❁ اہل کتاب دو مسیحوں کے اثبات پر متفق ہیں
- ❁ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ مسلمانوں سے درج ذیل
- 551 ❁ امور میں مختلف ہے
- 551 ❁ عیسیٰ علیہ السلام کن حالات میں نازل ہوں گے؟



- 555 عیسیٰ علیہ السلام کیسے اور کہاں نازل ہوں گے؟ ❁
- 557 عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی صفات ❁
- 560 ایک اشکال ❁
- 561 جواب ❁
- 562 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کام اور ان کے دور کے واقعات ❁
- 567 حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھیوں کا مقام ❁
- 568 تمام انبیاء میں سے صرف عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں حکمت ❁
- 571 ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کا سلام پہنچائیں ❁
- 572 نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کتنی مدت زمین پر قیام کریں گے؟ ❁
- 573 عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے ❁
- 574 خروج یا جوج و ما جوج ❁
- 575 ضروری بات ❁
- 577 یا جوج و ما جوج پر بنائی جانے والی دیوار کا قصہ ❁



- 578 ❁ ذوالقرنین کون تھا؟
- 580 ❁ یاجوج و ماجوج کون ہیں؟
- 583 ❁ جسمانی کیفیت
- 584 ❁ وہ دیوار میں سوراخ کیسے کریں گے؟
- 586 ❁ اس حدیث سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں
- 587 ❁ یاجوج و ماجوج کے بارے میں آیات قرآنیہ
- 590 ❁ احادیث مبارکہ
- 600 ❁ یاجوج و ماجوج کے بارے میں وارد ایک ضعیف حدیث
- 601 ❁ یاجوج و ماجوج کی ہلاکت
- 605 ❁ یاجوج و ماجوج کے بعد کوئی لڑائی نہیں
- 606 ❁ یاجوج و ماجوج کے بعد حج باقی رہے گا
- ❁ ذوالقرنین کی یاجوج و ماجوج کے لیے بنائی ہوئی دیوار کو کسی نے دیکھا ہے؟
- 607 ❁ یا کسی کے لیے دیکھنا ممکن بھی ہے؟
- 609 ❁ کیا سید ذوالقرنین کا دیوار چین سے کوئی تعلق ہے؟





- 611 ❁ مصنوعی سیارے (Satellite) یا جوج و ما جوج کو کیوں نہیں دیکھ سکتے؟
- 614 ❁ آخری بات
- 614 ❁ کیا مسلمانوں پر یا جوج و ما جوج کے خلاف لڑنا واجب ہے؟
- 615 ❁ زمین میں دھنسنے کے تین واقعات
- 617 ❁ ”خسف“ کے معنی
- 618 ❁ خسف کے بارے میں وارد احادیث
- 619 ❁ ایسی احادیث جن میں ”دھنسنے“ کے واقعات کا ذکر ہے جو گناہوں کی سزا کے طور پر ہوں گے
- 622 ❁ خلاصہ
- 623 ❁ دھوئیں کا اٹھنا
- 625 ❁ آیت میں وارد ”دخان“ کے بارے میں علماء کے دو اقوال
- 629 ❁ ”دخان“ کے بارے میں وارد احادیث
- 631 ❁ خروج دابہ (عجیب الخلق جانور کا نکلنا)
- 632 ❁ دابہ کا ذکر قرآن مجید میں



- 633 لیکن ہم اس کی جو صفات جانتے ہیں وہ یہ ہیں ❁
- 634 وہ کہاں سے نکلے گا؟ ❁
- 634 داپہ کیا کرے گا؟ ❁
- 634 وہ لوگوں کو آگ سے دانٹے گا ❁
- 638 سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ❁
- 639 سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا ذکر قرآن مجید میں ❁
- 640 سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں احادیث ❁
- 643 ایک اشکال اور اس کا ازالہ ❁
- 644 علامات قیامت سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے کا حکم ❁
- 646 آگ جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک لے جائے گی ❁
- 648 اس آگ کے بارے میں وارد احادیث ❁
- 651 ایک اشکال اور اس کا ازالہ ❁
- 652 آگ لوگوں کو کیسے اکٹھا کرے گی ❁
- 654 خاتمہ ❁



عرض ناشر

عملی لحاظ سے کوئی کتنا ہی گیا گزرا مسلمان ہو، وہ بھی اس ایمان و یقین سے مشرف و منور ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے ارشادات حرف بحرف سچے موتیوں کی طرح دائمی آب و تاب رکھتے ہیں اور اہل حقائق پر مبنی ہیں۔ نبی الجملہ آپ ﷺ کا ہر قول اور عمل سچائی کا ایسا مینارہ نور ہے جسے زمانے اور زندگی کی کوئی گردش کبھی بے نور نہیں کر سکتی۔ لہذا ظہور قیامت (The Day of Judgement) کے لیے آپ ﷺ جو کچھ فرمائے ہیں اس پر ہمارا اہل ایمان ہے۔ یہ دن آکر رہے گا۔ قرآن کریم کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے بعد اب ہمیں اس بارے میں کسی اور دلیل کی کوئی ضرورت نہیں..... لیکن اتنی بڑی حقیقت سے ایسے روشن خیال مسلمانوں اور غیر مسلموں کو کس طرح روشناس کرایا جائے جو سامنے کی حقیقت کو بھی نقد و نظر کے ترازو میں تولتے ہیں۔ اور ایک واضح بات بھی عقلی دلیل کے بغیر قبول نہیں کرتے؟

ان سے عرض ہے۔ ذرا صحنِ گلستان پر نظر ڈالیے۔ خزاں کے جھونکے آتے ہیں تو سارا باغ کتنا ویران ہو جاتا ہے۔ پودے مرجھا جاتے ہیں، سبزہ و گل اُجڑ جاتے ہیں، ہرے بھرے پتے زرد رُو ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ ڈالیاں ننگی ہو جاتی ہیں، فضا سنسان ہو جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سارے چمن زار پر موت کی پرچھائیاں چھا گئی ہیں۔ ایسے میں وہ کون ہے جو رحمت کی گھٹائیں بھیج کر بہاروں کے قافلے لاتا ہے اور مردہ باغوں میں زندگی کی رُو چھونک کر انھیں دوبارہ شاداب کر دیتا ہے؟ ایسی زبردست قدرت والے احکم الحاکمین کے لیے مرے ہوئے انسانوں کو از سر نو زندہ کر دینا کون سا مشکل کام ہے؟

وہ یقیناً ایسا ہی کرے گا اور قیامت کے دن سب کے سامنے اپنا تختِ جلال بچھا دے گا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انسان دو مختلف جنسوں میں تقسیم ہے۔ ایک جنس مرد ہے اور دوسری جنس عورت ہے۔ اگر یہ دوئی نہ ہو، عورت اور مرد شادی کے بندھن میں ایک جوڑی نہ بنیں تو انسانی نسل کی بقا کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ جنگل کے درندے، فضاؤں کے پرندے، پہاڑوں کی بستیاں، میدانوں کی آبادیاں، سمندروں کی مخلوق اور حشرات الارض سب اسی تضاد و توافق، دوئی اور جوڑی کے قانونِ قدرت کے تحت وجود میں آئے ہیں۔ اگر یہاں عورت اور مرد کی دوئی اور یک جائی سے اولاد کا سلسلہ جاری ہے تو اسی کارخانہٴ زندگی میں شام و سحر کے الٹ پھیر، اور دن رات کی گردش سے نظامِ عالم قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی چیز اکہری نہیں۔ ہر چیز دوہری ہے۔ ہر گوشے میں دوئی اور جوڑی موجود ہے، یہاں زندگی ہے تو موت بھی ہے۔ اجالا ہے تو تاریکی بھی ہے۔ سیاہی ہے تو سفیدی بھی ہے۔ رات ہے تو دن بھی ہے۔ سردی ہے تو گرمی بھی ہے۔ خزاں ہے تو بہار بھی ہے۔ شمال ہے تو جنوب بھی ہے۔ مشرق ہے تو مغرب بھی ہے۔ بدی ہے تو نیکی بھی ہے۔ ظلمت ہے تو نور بھی ہے، جھوٹ ہے تو سچائی بھی ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ دنیا ہے تو آخرت بھی ہے!

اگر عالمِ آخرت نہ ہو۔ اگر یومِ قیامت نہ ہو۔ نیکی کی جزا نہ ہو، بدی کی سزا نہ ہو تو پھر اس فانی دنیا کی زندگی سراسر لغو، کھیل تماشا اور دفترِ بے معنی ہے۔ دنیا کا صحیح مفہوم قیامت کے دن پر ایمان ہی کی بدولت اجاگر ہوتا ہے۔ جو لوگ آخرت کے قائل نہیں، وہ عقل و بصیرت سے خالی ہیں۔ دنیا کی زندگی اتنی بودی اور فانی ہے جیسے چار گھڑی کا کھیل تماشا..... کیا یہ سارا کارخانہٴ ہستی صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ چند دنوں تک کھیلو کودو اور پھر سب کچھ ختم ہو جائے؟ اگر اعمال کے نتائج و ثمرات کے لیے آخرت کی زندگی نہ ہو تو

یہاں جو کچھ ہے وہ لہو و لعب سے زیادہ کچھ نہیں، قرآن کریم نے اس بارے میں جا بجا بڑے بلیغ اشارے کیے ہیں۔ خاص طور پر سورۃ الانعام کی آیت 26 سے لے کر آیت 30 تک جو کچھ فرمایا ہے، وہ اس قدر واضح اور روشن ہے کہ ہماری نگاہ ظاہر بین سے سارے پردے ہٹا کر قیامت کا نقشہ پوری طرح اُجاگر کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

”کافر کہتے ہیں کہ ساری زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے، ہمیں مر کر پھر نہیں اٹھنا۔ اے انسان! اگر تو ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھے جب یہ قیامت کے دن اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے تو تو بڑا تعجب کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: تم مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کرتے تھے۔ اب تم مرنے کے بعد پھر جی اٹھے ہو۔ بتلاؤ کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ یہ لوگ کہیں گے: ہاں! پروردگار کی قسم..... اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم دنیا میں اس اخروی زندگی کا انکار کرتے رہے۔ اب اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً وہ لوگ تباہی و بربادی میں پڑ گئے جنہوں نے مرنے کے بعد اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا۔“

قرآن کریم اللہ رب العزت کی وحدانیت، ربوبیت اور رحمت کی صفات عالیہ کے بعد سب سے زیادہ وضاحت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ عدالت ہی بیان کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کے ظہور کا سب سے بڑا دن قیامت کا دن ہوگا۔ اس دن ہر شخص اپنے اعمال نامے کے اندراجات دیکھے گا۔ اپنی کرنی کا پھل پائے گا اور ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ﴾ کا نظارہ انصاف دیکھ کر دنگ رہ جائے گا۔

محترم قارئین! یہاں تک جو کچھ عرض کیا، اس پس منظر میں مجھے دنیائے عرب کے معروف دانشور، ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن العریفی کی یہ کتاب ”نہایۃ العالم“ بہت پسند آئی۔

ڈاکٹر صاحب بہت بڑے عالم دین ہیں۔ جدید زندگی کے مسائل سے باخبر ہیں۔ آج کے انسان کی الجھنیں اچھی طرح سمجھتے ہیں اور پیچیدہ معاملات کی گرہ کھول کر دینی زندگی کے نقوش اُجاگر کرنے کا سلیقہ خوب جانتے ہیں۔ ان کی یہ کتاب قیامت کی نشانیاں بتا کر انسان کی اصل ذمہ داری یاد دلاتی ہے۔ اسی لیے یہ زیادہ سے زیادہ توجہ اور احترام سے مطالعے کی مستحق ہے۔ جلیل القدر مصنف نے قرآن و سنت کی روشنی میں جس محنت اور باریک بینی سے یہ آگہی بخش کتاب لکھی ہے، اسی محنت اور سلیقے سے ہمارے فاضل رفیق ادارہ قاری محمد اقبال عبدالعزیز نے اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اور دارالسلام کے سینئر ریسرچ سکاالر اور معروف مترجم مولانا محمد خالد سیف نے اس پر نظر ثانی کا حق خوب ادا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں۔ ان میں سے کئی نشانیاں اپنے ظہور کے بعد اوراق تاریخ پر اپنے نقوش ثبت کر گئیں۔ کئی نشانیاں سامنے نظر آرہی ہیں اور کئی مستقبل کے پردے سے جھانک رہی ہیں۔ محترم مصنف نے ظہور دجال، نزول مسیح، یاجوج ماجوج کے نمودار ہونے کے علاوہ مشرق و مغرب کے بدکاروں کو زمین میں دھنسا دینے کے واقعات، مغرب سے سورج طلوع ہونے کی علامت اور اُس بھڑکتی ہوئی آگ کا ہوشربا منظر بیان کیا ہے جو قیامت کے دن لوگوں کو ہانک کر حشر کے میدان میں لے جائے گی۔ ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ﴾

اس کتاب کی پروف خوانی ادارے سے منسلک علمائے کرام کی معتمد ٹیم میں سے مفتی عبدالولی خان، قاری عمار فاروق سعیدی، مولانا محمد عمران صارم، مولانا ساجد الرحمن اور حافظ محمد ندیم نے کی۔ ڈیزائننگ جناب شہزاد صاحب نے اور ان کی معاونت جناب ہارون الرشید نے کی ہے۔ مدیر دارالسلام لاہور عزیزم حافظ عبدالعظیم اسد کی ہمہ جہت

نگرانی اور مساعیٰ جمیلہ کے نتیجے میں اب یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔ اس کتاب میں علاماتِ قیامت اُجاگر کرنے کے لیے نہایت خوبصورت روشن ورنگین تصاویر اور 40 نادر نقشے بھی دیئے گئے ہیں، یہ تصاویر اور نقشے اس کتاب کا خاص امتیاز ہیں۔

پانی، ہوا، سورج کی کرنوں اور چاند کی چاندنی کی طرح ہدایت کی روشنی پانا بھی ہر انسان کا قدرتی حق ہے۔ دارالسلام دنیا کے ہر انسان تک اللہ کی رحمت کا پیغام اور اسوہٴ حسنہ کی تجلیاں پہنچانا اپنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ اسی غایت کے پیش نظر ہم نے زیر نظر کتاب کا بہت آسان اور دلنشین انگریزی میں ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔ جو محترم خواتین و حضرات عربی اور اردو سے بیگانہ ہیں وہ اس کتاب کے انگریزی کے نہایت خوبصورت ایڈیشن سے بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں۔

ہر محترم بھائی اور بہن سے درخواست ہے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھیے اور اپنے اہل خانہ کو بھی پابندی سے سنائیے۔ آج ہی سے اپنی قوتِ ارادی کی تربیت کیجیے۔ خواہشات و جذبات کے ہيجان سے بچئے۔ اللہ کے آگے جھک جائیے۔ اور نیکیوں کا توشہ اکٹھا کرنا شروع کر دیجیے۔ اس کا صلہ یہ ملے گا کہ کل آپ قیامت کی ہلچل اور ہجوم میں جدھر سے بھی گزریں گے پروردگار کا دستِ رحمت آپ کے تصور سے بڑھ کر آپ کا خیر مقدم کرے گا۔

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد

ہیجنگ ڈائریکٹر دارالسلام لاہور، ریاض

اکتوبر 2010ء

مقدمہ

«الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَفْضَلُ
الصَّلَاةِ وَأَزْكَى التَّسْلِيمِ۔ أَمَّا بَعْدُ:

عصر حاضر میں رطب ویاہل سب خلط ملط ہو کر رہ گیا ہے اور نوبت یہاں تک
آپہنچی ہے کہ بک سٹورز پر دستیاب کتب میں اور انٹرنیٹ پر محض وہم و گمان اور
اندازے سے مستقبل کے ان واقعات کو بیان کیا جاتا ہے، جن کی بنیاد ان آیات و
احادیث پر ہے، جن میں مستقبل کے ان واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو
علاماتِ قیامت سے متعلق ہیں۔

جیسے جیسے اسلام اور ملت اسلامیہ کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگوں نے
ان ناموافق حالات سے نکلنے کی راہ تلاش کرنی شروع کر دی ہے۔ کبھی آپ ظہور
مہدی کی خبر سنتے ہیں تو کبھی یہود و نصاریٰ کے خلاف اہل اسلام کے اس عظیم معرکے
کی جس کی اطلاع احادیث میں دی گئی ہے اور کبھی یہ خبر کہ مشرق یا مغرب میں کچھ
لوگ زمین میں زندہ دھنس گئے ہیں، وغیرہ۔

کچھ عرصہ قبل ایک افریقی ملک میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان
کے ہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے اور

آسمان سے نازل ہوا ہے۔

میں نے ان حالات میں ضروری خیال کیا کہ علاماتِ قیامت کی درست تعبیر و تشریح کر دی جائے اور لوگوں کو ان کے صحیح معنی و مفہوم سے آگاہ کر دیا جائے، زیر نظر کتاب اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کو پریس میں جانے سے قبل گہری توجہ سے پڑھا اور اپنے قیمتی ملاحظیات اور آراء سے نوازا۔ ان حضرات علماء کرام میں سر فہرست ڈاکٹر سلمان بن فہد العودہ، شیخ ڈاکٹر عبدالعزیز آل عبداللطیف، محدث عصر شیخ عبدالعزیز الطریفی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے کرم فرما شامل ہیں۔ ان تمام شخصیات کی میرے ساتھ شفقت اور حسن سلوک ناقابل فراموش ہے۔ میں بارگاہِ الہی میں دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو نفع کا باعث بنائے، اسے خالصتاً اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے اور اسے ایک ایسا نفع بخش علم بنادے، جو روزِ قیامت ہمارے حق میں شہادت دے۔ آمین

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن العریفی

استاذ عقیدہ و معاصر ادیان و مذاہب

ملک سعودیہ یونیورسٹی۔ ریاض

رکن اعلیٰ کمیٹی برائے اسلامی ذرائع ابلاغ

محرم 1431ھ 2010ء

موبائل: 966505845140

ای میل: Moharifxie@gmail.com

اظہارِ تشکر

میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں مدد فرمائی خصوصاً برادرِ مہربان پروفیسر محمد بن عبدالکریم العمادی، برادرِ مہربان پروفیسر عبدالرحمن بن سلمان الحلائی اور سعودی ٹیلی کام کارپوریشن (STC)، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان سب کو عظیم اجر و ثواب عطا فرمائے اور اس کتاب کو ایسا علم نافع بنا دے، جو روزِ قیامت ہم سب کے بارے میں شہادت دے۔ آمین!

علاماتِ قیامت کے بارے میں تالیف کا مقصد؟

کسی بھی معاملے کے بارے میں جب انسان گفتگو کرے اور تحقیق سے کام لے، تو ضروری ہے کہ اس تحقیق اور عمل کے نتیجہ میں کچھ ثمرات و فوائد بھی حاصل ہوں۔

سوال: کیا علاماتِ قیامت کی تحقیق و معرفت کے ہماری عملی زندگی میں واقعی کچھ فوائد ہیں، یا یہ محض معلومات ہی ہیں، جنہیں ایک انسان اپنے علمی ذخیرے میں اضافہ کے لیے جمع کرتا رہتا ہے اور روزمرہ کی عملی زندگی میں ان کی کوئی خاص تاثیر نہیں ہے؟

جواب: امر واقع یہ ہے کہ قرآن مجید اور سنتِ مطہرہ میں علاماتِ قیامت کا ذکر موجود ہے اور انسان کی عملی زندگی میں اس کے متعدد فوائد و ثمرات ظاہر ہوتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

① ایمان بالغیب کی مضبوطی، یہ عقیدہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾

1 "وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔"

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَوَمِنُوا بِي
وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائِهِمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا
بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ»

”مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا آنکہ وہ گواہی دیں کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر
ایمان لے آئیں، جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال
محفوظ کر لیں گے سوائے ان کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ
ہوگا۔“¹

ایمان بالغیب کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس چیز پر کامل ایمان و یقین رکھا جائے،
جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہو اور وہ خبر صحیح
طریق سے آپ ﷺ سے منقول ہو، چاہے اس کا مشاہدہ ہم نے کیا ہو یا نہ کیا ہو،
ہم اس بات کا یقین رکھیں کہ یہ بات سچ اور حق ہے اور انھی چیزوں میں سے
علاماتِ قیامت بھی ہیں، مثلاً: خروجِ دَجَّال، نزولِ عیسیٰ ابنِ مریم ﷺ، یا جوج
وما جوج کا نکلنا، خروجِ ذابَّہ (ایک عجیب الخلق جانور کا نکلنا)، مغرب سے
طلوعِ آفتاب اور اسی طرح کی دیگر علامات جو صحیح دلائل سے ثابت ہیں۔

② علاماتِ قیامت کے بارے میں جاننے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی
اپنے نفس کو مسلسل اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہے اور روزِ قیامت کے لیے

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 21.

اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ ان کے ذکر سے غافل لوگ بیدار اور توبہ پر آمادہ ہوتے ہیں، یہ چیز انھیں دنیا کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں علاماتِ قیامت میں سے جب بھی کسی نشانی کا مشاہدہ فرمایا تو آپ نے اپنے اصحاب کو اسی انداز پر تیار کیا۔ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے آئے اور فرمایا:

«وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَتَحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ»

”عربوں کے لیے اس شر اور فتنہ سے تباہی ہے جو بہت قریب آپہنچا ہے۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ پڑ گیا ہے۔“ پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا۔¹

③ علاماتِ قیامت میں متعدد شرعی احکام اور فقہی مسائل بھی بیان ہوئے ہیں، دجال کے زمین میں ٹھہرنے کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر ہوگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے دجال کے ان طویل ایام کے بارے میں سوال کیا جو وہ زمین پر بسر کرے گا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس طویل دن میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم اوقات کا اندازہ

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3346، وصحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2880

کر کے عام دنوں کے دورانیے کے مطابق نمازوں کا وقت متعین کر لینا۔“¹ ہمیں نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ گرامی قدر سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان جو ایسے ممالک میں رہائش پذیر ہوں، جہاں دن اور رات کئی مہینوں پر محیط ہوتے ہیں، وہ نمازیں کس طرح ادا کریں۔

④ نبی کریم ﷺ نے تمام علاماتِ قیامت کے بارے میں امت کو آگاہ فرما دیا، حالانکہ یہ تمام امور غیبی ہیں، انھیں محض ظن و تخمین سے معلوم نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح یہ امور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی بھی دلیل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝﴾

”وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کر لے تو اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔“²

⑤ علاماتِ قیامت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم جان لیتے ہیں کہ ان واقعات کا سامنا شرعی طریقے سے کیسے کرنا ہے اور اس طرح معاملے کے خلط ملط ہونے کا امکان نہیں رہتا، مثلاً: ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل کے ساتھ خبر دی گئی ہے حتیٰ کہ اس کی آنکھوں، اس کی پیشانی اور ان چیزوں کے بارے میں بھی جو اس کے پاس ہوں گی، آگاہ

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937. 2 الجن 26:27.

علاماتِ قیامت کے بارے میں بنیادی اصول

علاماتِ قیامت کے موضوع پر قدیم و جدید علماء نے بے شمار کتب تصنیف کی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔ وقتاً فوقتاً ٹی وی چینلز، ریڈیو اور انٹرنیٹ پر علاماتِ قیامت کے بارے میں بحث و تمحیص ہوتی رہتی ہے مگر اس سلسلے میں وارد نصوص کے سمجھنے میں بعض لوگ خلطِ بحث اور اضطراب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

میں نے اس تناظر میں یہ ضروری خیال کیا کہ علاماتِ قیامت اور ان کے بارے میں وارد نصوص شرعیہ کے ساتھ تعامل سے متعلق کچھ بنیادی اصولوں کو بیان کر دیا جائے۔

① استدلال کے لیے صرف قرآنی آیات اور صحیح احادیث پر انحصار کیا جائے، اس لیے کہ یہی دو ایسے ذرائع ہیں، جن سے غیبی چیزوں کے بارے میں درست اطلاع مل سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝﴾

”کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ (تمہارے معبود تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ کب

وہ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔“¹

نیز ارشاد ہے:

﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ﴾

” (وہی) عالم الغیب ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔“²

اللہ تعالیٰ نے دینی مصلحتوں کے پیش نظر اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھی غیب کی بعض باتوں سے مطلع فرمایا، جن میں سے اَشْرَاطِ (علامات) قیامت بھی ہیں اور غیب کی ان باتوں کا تعلق مستقبل سے ہے۔

اگر علاماتِ قیامت کی پہچان اسرائیلی روایات سے یا خوابوں سے کی جائے یا پھر سیاسی واقعات کو بلا دلیل علاماتِ قیامت میں شمار کیا جائے، تو یہ طرزِ عمل بالکل نامناسب ہے۔

اسی طرح یہ بھی از حد ضروری ہے کہ جس نص کو آپ بطور دلیل پیش کر رہے ہوں، وہ صحیح سند سے ثابت ہو خواہ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو یا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی طرف۔

آج کل علاماتِ قیامت کے موضوع کو لوگوں میں جوش و خروش پیدا کرنے، کتابوں کی تجارت کو فروغ دینے اور ان کے قارئین کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر، غریب، شاذ اور اوہام و احلام پر مبنی باتیں شامل کرنے کا ایک رواج سا چل نکلا ہے۔ اسی نوعیت کی ایک دلچسپ عبارت جو میں نے پڑھی، یوں ہے: ترکی میں

1 النمل 27:65. 2 الجن 72:26,27.

استنبول کے ایک کتب خانہ ”دارالکتب الاسلامیہ“ میں تیسری صدی ہجری کے ایک نایاب مخطوطے میں ایک منفرد روایت بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کو بیان کرنے سے ڈرتے تھے مگر جب موت کا وقت آیا تو علم چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لیے انہوں نے اسے بیان کیا اور حاضرین سے کہا: میرے پاس آخری زمانے میں ہونے والی جنگوں کے بعض واقعات پر مبنی ایک خبر ہے۔ انہوں نے کہا: ضرور سنائیے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، چنانچہ انہوں نے اپنی بات اس طرح شروع کی:

1300ھ کے پانچویں یا چھٹے عشرے میں مصر میں ناصر نامی ایک حکمران ہوگا، عرب اسے بہادر آدمی کے خطاب سے پکاریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اسے پے درپے جنگوں میں ذلیل و رسوا کرے گا اور کوئی اس کی مدد کو نہیں آئے گا۔ جب اللہ تعالیٰ مصر کی حقیقی مدد کرنا چاہے گا تو اس کے محبوب مہینوں میں اسے فتح نصیب ہو جائے گی۔ مصر والے اور عرب گندمی رنگ کے ایک شخص پر راضی ہو جائیں گے، جس کا نام سادات ہوگا، اس کے باپ کا نام انور ہوگا لیکن وہ غمزدہ شہر میں مسجد اقصیٰ کے غاصبوں سے صلح کر لے گا۔

عراق میں ایک جابر حکمران ہوگا، اس کی ایک آنکھ میں تھوڑا سا ضعف ہوگا، اس کا نام صدام ہوگا۔ اور وہ اپنے نکرانے والے ہر شخص کو صدمہ پہنچائے گا۔ دنیا اس کے لیے ایک چھوٹی سی کمین گاہ میں جمع کر دی جائے گی، وہ اس میں داخل ہو جائے

گا اور اس کے لیے صرف اسلام ہی میں بھلائی ہوگی، اس میں خیر اور شردونوں ہوں گے اور بربادی ہے ہر اس شخص کے لیے جو امانت دار مہدی سے خیانت کرے گا۔

1420ھ یا 1430ھ میں امانت دار مہدی کا ظہور ہوگا، وہ ساری دنیا سے جنگ کرے گا۔ اس کے مقابلے میں گمراہ، غضب الہی کے شکار اور منافقین جبل مجدون کے قریب اسرائو معراج کی سرزمین میں جمع ہو جائیں گے اور دناات اور مکر کی ملکہ زانیہ نکلے گی، جس کا نام امریکا ہوگا، وہ دنیا کو اس زمانے میں گمراہی اور کفر کی طرف راغب کرے گی اور یہود اس دن بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے، وہ پورے بیت المقدس اور مقدس شہر کے مالک ہوں گے، ان کا قبضہ سوائے سخت برفانی علاقوں اور سخت گرمی والے علاقوں کے ایسے تمام شہروں پر بھی ہوگا، جو بحری یا ہوائی راستوں پر آتے ہیں۔ مہدی دیکھے گا کہ پوری دنیا برے مکر کے ساتھ اس کے خلاف ہے۔ اس کو یقین ہوگا کہ اللہ کی تدبیر سب سے سخت ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور اسی کی طرف سب کا ٹھکانا ہے۔ پوری دنیا اس کے لیے ایک درخت کی طرح ہے اور وہ اس کی جڑوں اور شاخوں کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بدترین پتھر برسائے گا، ان پر زمین، سمندر اور آسمان کو جلا دے گا، آسمان ان پر بدترین بارش برسائے گا اور تمام اہل زمین کفار پر لعنت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ہر نوع کے کفر کے زوال کا حکم دے گا۔¹

1 کشف المکنون فی الرد علی کتاب ہرمجدون: 58، نیز دیکھیے: المہدی وفتحہ أشرط

نوٹ: اس باب میں ثقہ علماء کی طرف رجوع کیا جائے۔

جس شخص کے دل میں علامت قیامت کے بارے میں کوئی خیال پیدا ہو، اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اس کے اظہار سے قبل اس معاملے کو اہل علم کی خدمت میں پیش کرے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَسَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝﴾

”اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔“

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَلْبِطُونَ مِنْهُمْ ۖ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾

”اگر یہ لوگ اسے رسول (اللہ ﷺ) کے اور اپنے میں سے بات کی تہہ کو پہنچنے والے لوگوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔“

امت کے سلف صالح کا یہی طریقہ تھا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی

ہے جو صحابی رسول حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ میں کوفہ میں تھا تو اچانک بتلایا گیا کہ دجال ظاہر ہو گیا ہے، ہم

حضرت حذیفہ بن اسید کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے، جب وہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ میں نے کہا: دجال تو ظاہر ہو چکا ہے۔ انھوں نے کہا: بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں کسی قبیلے کا ایک سردار بھی آ گیا۔ اس نے بھی کہا: کچھ سنا آپ لوگوں نے! دجال تو ظاہر ہو چکا ہے اور لوگ اسے مار رہے ہیں۔ حذیفہ نے اس سے بھی یہی کہا: بیٹھ جاؤ، وہ بھی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ اعلان کیا گیا: کوئی دجال نہیں نکلا، یہ سب ایک رنگ ساز کا ڈھونگ تھا۔ ہم نے حضرت حذیفہ سے عرض کیا: ابو سریحہ! آپ نے ہمیں اسی لیے بٹھایا ہوگا کہ آپ کے پاس دجال کے بارے میں علم ہے تو پھر ہمیں کچھ بتلائیے۔ انھوں نے فرمایا: ”اگر دجال تمہارے دور میں ظاہر ہوا تو آج کے بچے تو اسے پتھر ماریں گے، دجال تو اس زمانے میں نکلے گا، جب لوگوں میں باہمی حسد اور بغض بہت بڑھ جائے گا۔ ان کی دینی حالت بہت پتلی ہو جائے گی اور آپس میں اختلاف کی کثرت ہوگی، وہ باسانی پانی کے ہر چشمے پر پہنچ جائے گا اور زمین اس کے لیے اس طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے۔“..... الحدیث۔¹

لوگوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہی بات کی جائے

علاماتِ قیامت کے بارے میں گفتگو کرنے والے کئی لوگ عوام الناس یا نومسلموں کے سامنے وہ احادیث اور گفتگو بیان کرنے لگتے ہیں جو ان کی عقلوں سے بالا ہوتی ہے۔

¹ المستدرک للحاکم: 529/4.

اس سلسلے میں مشہور قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ بات جو آپ کے علم میں ہے قابلِ بیان نہیں اور نہ ہی ہر صحیح بات نشر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے کہ عقلیں انھیں سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں یا اس لیے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ مناسب رویہ اختیار نہیں کرتے، یا اس کلام کا کوئی غلط مطلب لے لیتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا قول ہے: ”لوگوں سے وہی بات کہو جسے وہ پہچانتے ہوں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟“¹

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ”اے لوگو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟ لوگوں سے وہی بات بیان کرو جسے وہ پہچانتے ہوں اور ایسی چیز چھوڑ دو جسے وہ نہ جانتے ہوں۔“²

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ”اگر آپ کسی قوم کے سامنے کوئی ایسی بات پیش کرتے ہیں جو ان کی ذہنی سطح سے بلند ہو تو یہ ان میں سے بعض لوگوں کے لیے فتنہ بن سکتی ہے۔“³

1 صحیح البخاری، العلم، قبل الحدیث: 127. امام شاطبی اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: یعنی علم کی فراہمی لوگوں کے فہم کے ساتھ مشروط کر دی گئی ہے، چنانچہ کبھی ایک مسئلے کا بیان کسی قوم کے لیے مناسب ہوتا ہے اور وہی مسئلہ دوسری قوم کے لیے نامناسب ہوتا ہے۔

2 صحیح مسلم فی مقدمۃ الصحیح: 76/1.

3 صحیح مسلم، المقدمة، باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع.

علاماتِ قیامت کی نصوص کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے قواعد

ماضی قریب اور بعید کے دینی ضعف کے زمانوں میں علاماتِ قیامت کی احادیث کو پیش آنے والے واقعات پر منطبق کرنے کی سعی کی گئی بلکہ بعض اوقات تو بعض واقعات کے متعلق پورے وثوق سے کہا گیا کہ یہ علاماتِ قیامت سے تعلق رکھتے ہیں، لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ احادیث کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے بارے میں کچھ قواعد و ضوابط بیان کر دیے جائیں۔

پہلا قاعدہ: ہم سے شریعت کا ہرگز یہ مطالبہ نہیں کہ علاماتِ قیامت کی احادیث کو پیش آنے والے واقعات پر ضرور منطبق کریں چونکہ ہر انسان فطری طور پر اپنے ایام و واقعات کے متعلق تمام حواس کے ذریعے سے پیش آمدہ واقعات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے، لہذا یہ واقعات جس طرح اس انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس طرح کسی دوسرے کو متاثر نہیں کرتے۔ دیگر لوگ ماضی کے واقعات اور حالات کو اپنے حواس اور شعور میں اس طرح محفوظ نہیں رکھ سکتے، جس طرح وہ انسان رکھتا ہے جس کے ساتھ متعلقہ واقعات پیش آئے ہوں، چنانچہ انسان زمانہ حاضر کے واقعات کو اہم سمجھتا ہے، اسی بنا پر اس کے لیے عصرِ حاضر کے چھوٹے مصائب بھی

ماضی کے ہولناک مصائب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

يَا زَمَانًا بَكَيْتُ مِنْهُ
فَلَمَّا صِرْتُ فِي غَيْرِهِ بَكَيْتُ عَلَيْهِ

”میں زمانے کے شہدائے گھبرا کر روتا رہا لیکن جب میں دوسرے

زمانے میں داخل ہوا تو میں اسی گزشتہ زمانے کو یاد کر کے رونے لگا۔“

پچشم خود مشاہدہ کرنے والا شخص علاماتِ قیامت اور اپنے مشاہدات سے پیشتر کے حالات کو اپنے لیل و نہار پر منطبق کرتا رہتا ہے، اگرچہ تاریخِ انسانی میں گزرے ہوئے واقعات ان سے کہیں زیادہ عظیم اور ہولناک ہوتے ہیں مگر چونکہ ان گزشتہ واقعات کا اس کی موجودہ زندگی پر کوئی زیادہ اثر نہیں ہوتا اور اس لیے بھی کہ یہ شخص جانتا ہی نہیں کہ ماضی میں کس طرح کے واقعات پیش آئے تھے۔

اہلِ علم و معرفت و تقویٰ کے لیے علاماتِ قیامت اور ان کو حالات و واقعات پر منطبق کرنے کے بارے میں اجتہاد کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ”ابنِ صیاد“ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنے اجتہاد سے کہا کہ یہ دجال ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اگر اس اجتہاد کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا ہوتا ہو، یا اس اجتہاد کے خلاف واضح شرعی دلائل موجود ہوں تو انسان کو نہ صرف اس سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کے بارے میں زجر و توبیخ بھی کی گئی ہے اِلاّ یہ کہ اس

کے پاس کوئی دلیل ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس اجتہاد کے نتیجے میں باہمی قتال شروع ہو جائے، فتنہ سر اٹھالے، عزتیں پامال ہونے لگیں یا آپس کا اتحاد زیر و زبر ہو جائے، تو ایسا اجتہاد بغیر کسی پختہ شرعی دلیل کے جائز نہیں ہو سکتا۔

علاماتِ قیامت کے بارے میں وارد احادیث کو دیکھنے والے بعض حضرات ماضی و حال کے تمام واقعات و حالات کا جائزہ لینے کے مشتاق ہوتے ہیں اور وہ ایسی احادیث کو جن میں مستقبل کے واقعات کی پیشین گوئی کی گئی ہے، موجودہ حالات و واقعات سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً: جب یہ حدیث ان کی نظر سے گزرتی ہے: «يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجِبُوا إِلَيْهِمْ قَفِيْزًا¹ وَلَا دِرْهَمًا.....»² ”قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس (عجم کی جانب سے) کوئی غلہ اور نقدی نہ پہنچنے پائے.....“

تو یہ کہتے ہیں: دیکھیے یہ قیامت کی نشانی ہے اور یہ واقع ہو چکی ہے جب 14 10ھ بمطابق 1990ء میں امریکہ (عجم) کی طرف سے عراق کا اقتصادی محاصرہ کر لیا گیا تھا۔

اگرچہ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ حدیث میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو مگر

¹ قفیز: بیانون کی ایک قسم ہے، جسے اہل عراق استعمال کیا کرتے تھے، جیسا کہ آج ہم کلوگرام وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ ² ابونضرہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا: قریب ہے کہ اہل عراق کے پاس کوئی غلہ درہم نہ پہنچے۔ ہم نے عرض کی کہ یہ پابندی کس طرف سے ہوگی۔ انھوں نے فرمایا: ان کے لیے یہ پابندی عجمیوں کی طرف سے ہوگی۔ پھر انھوں نے فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کے پاس کوئی دینار اور کوئی غلہ نہ پہنچے۔ ہم نے عرض کی: یہ پابندی کس کی طرف سے ہوگی؟ انھوں نے جواب دیا کہ رومیوں کی طرف سے۔ (صحیح مسلم)

احادیث کو اس طرح وثوق سے حالات و واقعات پر منطبق کرنا اور پھر اسے بالجزم بیان کر دینا صحیح نہیں۔

اس سے بھی بڑی غلطی بعض اہل علم کی طرف سے دنیا کی عمر کو متعین کرنا ہے۔ بعض نے کہا: دنیا کی عمر 900 برس باقی ہے اور بعض نے کہا: ہزار (1000) برس۔ یہ بات جن علماء کے قول کے طور پر مشہور ہو گئی ہے، ان میں امام سیوطی، امام سخاوی اور بعض دیگر حضرات شامل ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی علامت کے بارے میں واضح اور ظاہر شرعی دلیل کے بغیر پورے وثوق اور اعتماد سے کہنا کہ یہ واقعہ قیامت کی علامت ہے اور فلاں برس یہ علامت واقع ہو چکی ہے، جائز نہیں۔ جیسا کہ بہت سے لوگوں نے مہدی والی احادیث کو بعض مخصوص شخصیات پر منطبق کیا، پورے وثوق سے کہا کہ فلاں شخص مہدی ہے اور پھر اس دعوے کے نتیجے میں کئی فتنے رونما ہوئے، خون ریزیاں ہوئیں اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی گئی۔

اس قسم کی تحریروں کی مثالیں:

کتاب «أسرار الساعة» کے مؤلف رقمطراز ہیں: ”دجال کو ایران میں ظہور مہدی سے قبل حکومت عطا کی جائے گی، پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ دجال محمد خاتمی ہے (مؤلف انھیں آیت اللہ گورباچوف کا نام دیتا ہے۔)“¹

ایک اور مؤلف نے اپنی کتاب ”المسیح الدجال“ میں لکھا ہے: ”یہ بات

1 کتاب (أسرار الساعة) تالیف: فہد السالم.

پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ مہدی جس کا امت کو انتظار ہے صدام حسین ہی تھا۔¹

کتاب ”ہرچندون“ کے مؤلف امین محمد جمال لکھتے ہیں: بعض احادیث میں سفیانی نامی جس شخص کا ذکر ملتا ہے، اس سے مراد صدام حسین ہے۔ کتاب ”أشراط الساعة وهجوم الغرب“ کے مؤلف کا خیال ہے کہ سفیانی سے مراد اردن کے سابق حکمران شاہ حسین ہیں۔²

ان دعووں میں سے کسی ایک پر بھی یقین کرنا اور پھر اسے تعین اور وثوق کے ساتھ بیان کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں واضح دلائل وقرائن اس بات کی تصدیق کر رہے ہوں کہ حدیث میں جس علامتِ قیامت کا ذکر ہے، موجودہ واقعہ مکمل طور پر اسی کے مطابق ہے اور اس کے علامتِ قیامت ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے تو پھر ان واقعات پر علاماتِ قیامت کی احادیث کو منطبق کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگرچہ اس امر کا امکان ہمیشہ باقی رہے گا کہ دیگر واقعات جو ان سے مشابہ یا ان سے زیادہ واضح ہوں، ان پر احادیث کو منطبق کر دیا جائے۔

اس کی بعض مثالیں

① امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبد اللہ

1 صدام کو 10 ذوالحجہ 1427ھ / 2007ء کو قتل کر دیا گیا تھا۔ کتاب ”المسح الدجال“ کے مؤلف کا نام سعید ایوب ہے۔ مؤلف نے یہ بات صدام حسین کے دور حکمرانی میں کہی تھی۔ 2 اردن کے بادشاہ شاہ حسین 1420ھ / 7 فروری 1999ء کو فوت ہوئے، کتاب ”أشراط الساعة وهجوم الغرب“ کے مؤلف کا نام فہد سالم ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو جب حجاج بن یوسف ثقفی کے لشکر نے قتل کیا تو انھوں نے حجاج (جو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کرنے والے لشکر کا قائد تھا) سے مخاطب ہو کر کہا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک خون بہانے والا ظالم پیدا ہوگا۔ کذاب کو تو ہم دیکھ چکے اور سفاک قاتل میرے خیال میں تمہارے سوا کوئی نہیں۔“ حجاج یہ بات سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سیدہ اسماء کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔¹

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سیدہ اسماء نے جس کذاب کو دیکھنے کی بات کی، اس سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی تھا جو انتہا درجے کا جھوٹا تھا۔ اس کا بدترین جھوٹ یہ تھا کہ اس نے دعویٰ کیا کہ جبریل اس کے پاس آتا ہے۔ علمائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں ”کذاب“ سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے اور ”مبیر“، یعنی سفاک قاتل سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ واللہ اعلم۔“²

② صحیح مسلم میں حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایک آگ نہ نکلے جس سے بصری³ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔“⁴ یہ آگ ظاہر ہو چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تین ماہ تک موجود رہی تھی، یہاں تک کہ مدینہ کی عورتیں اس کی روشنی میں سوت کا تنے کا کام کر لیتی تھیں۔

1 صحیح مسلم، الفضائل، حدیث: 2515. 2 شرح صحیح مسلم للنووی، فضائل الصحابة، حدیث: 2545. 3 یہ حوران کا شہر ہے جو آج کل ملک شام کا حصہ ہے۔ 4 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2902.

امام ابوشامہ اس واقعہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 3- جمادی الآخرہ 654ھ بمطابق 29 مئی 1256ء میں بدھ کی رات کو مدینہ منورہ میں ایک ہولناک آواز سنائی دی۔ اس کے بعد زلزلہ آیا، جس سے زمین، دیواریں، چھتیں اور دروازے لرز اٹھے اور جمعہ کے دن تک وقفے وقفے سے کانپتے رہے، پھر اچانک بنو قریظہ کے قریب سیاہ پتھروں والی زمین میں ایک بہت بڑی آگ ظاہر ہوئی، جسے ہم اندرون شہر سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دیکھ رہے تھے۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ اس ہولناک آگ سے تمام وادیاں بھر گئی ہیں اور وہ وادی شظا میں پانی کی گزرگاہ تک پہنچ گئی ہے۔ اس آگ سے بڑی بڑی بلند چنگاریاں بھی نکل رہی تھیں۔¹

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ہمارے عہد (654ھ) میں مدینہ منورہ میں ایک آگ نکلی، مدینہ کی مشرقی جانب پتھروں والی سیاہ زمین کے پیچھے سے ظاہر ہونے والی یہ آگ بہت ہولناک تھی۔ اس کے ظہور کی خبریں تو اتر سے بیان کی گئی ہیں۔“²

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آگ وہی ہے، جو مدینہ کے ارد گرد ظاہر ہوئی تھی اور امام قرطبی اور دیگر علمائے کرام بھی یہی سمجھتے ہیں۔“³

③ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ

1 دیکھیے امام قرطبی کی کتاب (التذکرۃ، ص: 527) 2 شرح صحیح مسلم للنووی، الفتن،

حدیث: 2902. 3 فتح الباری شرح صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7119.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت قائم ہوگی جب فتنے ظاہر ہوں گے، جھوٹ کی کثرت ہوگی، بازار قریب قریب بن جائیں گے، (یعنی ان کی کثرت ہوگی) زمانہ قریب ہو جائے گا اور ”ہرج“ بہت زیادہ ہو جائے گا“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ ”ہرج“ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قتل اور خونریزی۔“¹

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ”فتح الباری“ پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں: ”حدیث میں مذکور ”تقارب“ کی زیادہ مناسب تفسیر ہمیں موجودہ دور میں یہ معلوم ہوئی ہے کہ شہر اور ملک ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہیں اور ان میں ہوائی جہازوں، گاڑیوں اور دیگر ذرائع ابلاغ کی وجہ سے مسافت طے کرنے کی مدت کم ہو گئی ہے۔“ واللہ اعلم۔ دوسرا قاعدہ: علامات، قیامت سے عرصہ دراز قبل بھی واقع ہو سکتی ہیں:

اشرافِ قیامت وہ علامات ہیں جو قربِ قیامت پر دلالت کرتی ہیں، خواہ یہ علامات وقوعِ قیامت کے قریب ہوں یا اس سے دور ہوں۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَقَرَّ بَيْنَ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى.

”میں اور قیامت اس طرح ایک ساتھ مبعوث کیے گئے ہیں، جس طرح یہ دونوں (انگلیاں)“ اور پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی کو ملا کر صحابہ کرام کو دکھلایا۔²

1 مسند احمد: 2/520. 2 صحیح البخاری، الطلاق، حدیث: 5301، وصحیح مسلم،

الفتن، حدیث: 2951.

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی وفات قیامت کے قریب ہونے کی نشانیاں ہیں۔ گو اس کے بعد واقع ہونے والی علامات، قیامت کے اور بھی زیادہ قریبی زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔

ہم علاماتِ قیامت کو زمانہ وقوع کے اعتبار سے درجہ ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

① ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو عین اسی طریقے سے واقع ہو چکی ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے، مثلاً: آپ ﷺ کی بعثت اور وفات نیز جھوٹے نبیوں کا ظہور وغیرہ۔

② کچھ ایسی ہیں کہ ان کا ابتدائی حصہ واقع ہو چکا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا باقی حصہ واقع ہوتا رہے گا، جیسا کہ بازاروں کا ایک دوسرے کے قریب ہونا، کتابت کا عام ہو جانا اور قتل و غارت کی کثرت۔*

③ کچھ علامات قیامت ایسی ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوئیں اور بعد میں واقع ہوں گی جیسے خروج دابہ اور خروج دجال وغیرہ۔*

تیسرا قاعدہ: علامات قیامت کی پیش آمدہ واقعات پر غلط تطبیق کے نقصانات:

① بغیر دلیل کے بے سرو پا باتیں:

جب آپ واثق سے یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں وارد فلاں علامت فلاں صورت میں واقع ہو چکی ہے تو یہ بات واضح دلیل یا شرعی قرینہ یا استدلال کی محتاج ہوتی

* یہ علامات آگے چل کر علاماتِ صغریٰ کے عنوان کے تحت نمبر: 16، 55 اور 68 پر آئیں گی۔

* یہ علامات آگے چل کر علاماتِ کبریٰ کے عنوان کے تحت نمبر: 1 اور 8 پر آئیں گی۔

ہے، حالانکہ اس کے بارے میں کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہیں ہوتا۔ ایک سچے مومن کے لیے جسے تحقیق و جستجو کا حکم دیا گیا ہے، یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ امور شریعت اور اخبار شریعت کے بارے میں بغیر علم کے اپنی زبان کھولے۔

② غیر شرعی فعل کا ارتکاب یا شرعی فعل کا ترک:

بعض لوگ ایسی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں خروج مہدی کا ذکر ہوتا ہے اور بعض اوقات ان کتب کے مؤلفین وثوق سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص مہدی ہے تو کتاب کے قارئین مہدی کا بڑی شدت سے انتظار شروع کر دیتے ہیں اور اپنے روزمرہ کے معاملات کو ظہور مہدی سے منسلک کر لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض حضرات گھوڑا اور تلوار خرید کر رکھ لیتے ہیں تاکہ وہ آنے والے دنوں میں مہدی کے ساتھ مل کر اہل باطل کے خلاف لڑائیوں میں شرکت کر سکیں۔

بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی شادی یا مکان کی تعمیر محض اس لیے ترک کر دیتے ہیں کہ خروج دجال کا زمانہ تو سر پر آن پہنچا، لہذا اب ان بکھڑوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے!

③ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب:

اگر حتمی طور پر یہ طے کر لیا جائے کہ مہدی فلاں شخص ہی ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ بات غلط تھی تو اس کا نقصان یہ ہوگا کہ لوگ مہدی کے ذکر والی احادیث ہی کا انکار کر دیں گے۔ اسی طرح اگر دیگر علامات قیامت کو بھی مکمل تنقیح و تحقیق کے بغیر ہی واقعات پر منطبق کر دیا جائے تو اس سے بھی لوگ ان کے بارے میں وارد احادیث کا انکار کر دیں گے۔

”أشراط الساعة“ کا معنی و مفہوم

الأشراط: یہ ”شرط“ کی جمع ہے اور ”شرط“ کے معنی علامت کے ہوتے ہیں، أَشْرَاطُ السَّاعَةِ کا مطلب ہے قیامت کی علامات اور اس کے اسباب، یعنی یہ وہ علامات ہیں جن کے بعد قیامت واقع ہو جائے گی۔¹

الساعة: اس سے مراد وہ وقت ہے جس میں قیامت واقع ہوگی۔ اس کا نام ”الساعة“ یعنی ”گھڑی“ اس لیے رکھا گیا کہ یہ گھڑی اچانک لوگوں کے سر پر آکھڑی ہوگی اور ساری مخلوق ایک ہی چیخ کے ذریعے مرجائے گی۔²

علامات قیامت کی اقسام

علامات قیامت کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلی قسم

چھوٹی نشانیاں، اور ان کی دو قسمیں ہیں:

اول

وقوع قیامت سے بہت پہلے کی علامات: یہ وہ علامات ہیں، جو بہت پہلے

1 الصحاح للجوهري، مادة: شرط، والنهاية لابن الأثير، مادة: شرط.

2 النهاية لابن الأثير، مادة: سوع.

واقع ہو چکی ہیں اور انھیں قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے بہت پہلے ہونے کی وجہ سے چھوٹی علامات کہا جاتا ہے، مثلاً: نبی کریم ﷺ کی بعثت، چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور مدینہ میں ایک ہولناک آگ کا ظاہر ہونا۔*

دوم

متوسط علامات: یہ ایسی علامات ہیں جو ظاہر تو ہو چکی ہیں مگر تاحال ختم نہیں ہوئیں بلکہ ان میں کثرت و اضافہ ہو رہا ہے اور یہ علامات بہت ہی زیادہ ہیں۔ یہ ”علاماتِ صغریٰ“ یعنی چھوٹی نشانیاں ہیں، جیسا کہ آگے ذکر آئے گا۔ ان میں بعض یہ ہیں: لوٹڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا، برہنہ پا، ننگے بدن، بکریوں کے چرواہوں کا بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا ظاہر ہونا۔*

دوسری قسم

علاماتِ کبریٰ: یہ وہ علامات ہیں جن کے ظاہر ہونے کے بعد جلد ہی قیامت قائم ہو جائے گی، یہ دس نشانیاں ہیں اور تاحال ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف

* ان علامات کا ذکر آگے نمبر: 1، 3 اور 13 پر آئے گا۔

* ان علامات کا ذکر نمبر آگے چل کر نمبر: 11، 19 اور 21 کے تحت آئے گا۔

لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کس بارے میں بات چیت کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ اس سے قبل تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ ﷺ نے درج ذیل علامات کا ذکر فرمایا:

① دھواں

② دجال

③ خروج دابہ (عجیب الخلق جانور کا ظہور)

④ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

⑤ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

⑥ خروج یاجوج و ماجوج

اور تین جگہ زمین کے دھسنے کے واقعات پیش آئیں گے:

⑦ مشرق میں زمین کا دھنس جانا۔

⑧ مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔

⑨ جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنس جانا۔

⑩ سب سے آخر میں جو علامت ظاہر ہوگی وہ یہ ہے کہ یمن سے ایک آگ

نکلے گی، وہ لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔¹

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2901. ان علامات کا مفصل ذکر آگے دوسرے حصے (علامات کبریٰ) میں آئے گا۔



بعض دیگر احادیث میں کچھ اور علامات کا ذکر بھی آیا ہے، ان میں مہدی کا ظاہر ہونا، کعبہ کا گرایا جانا، قرآنِ کریم کا زمین سے اٹھالیا جانا شامل ہیں، جیسا کہ آگے ان احادیث کا ذکر آئے گا۔¹



1 ان علامات کی تفصیل آئندہ صفحات میں علاماتِ صغریٰ کے بیان میں نمبر: 121، 126 اور 131 پر آئے گی۔

علامات صغریٰ

پہلی قسم، وہ علامات جو واقع ہو چکی ہیں:

- 1 ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت۔
- 2 رسول اللہ ﷺ کی وفات۔
- 3 چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔
- 4 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کا ختم ہو جانا۔
- 5 فتح بیت المقدس۔
- 6 بکریوں کی قعاص¹ کی سی بیماری سے لوگوں کی بکثرت موت۔
- 7 انواع و اقسام کے فتنوں کا کثرت سے ظہور۔
- 8 سیٹلائٹ چینلز کی بھرمار۔
- 9 آپ ﷺ کی جنگ صفین کے بارے میں پیشین گوئی۔
- 10 خوارج کا ظہور۔

¹ قُعَاصُ جانوروں کی ایک بیماری ہے جس سے ان کی ناک بہنے لگتی ہے اور وہ اچانک مر جاتے ہیں۔ (فتح الباری: 6/334)

- 11 جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظاہر ہونا۔
- 12 امن و خوشحالی کی کثرت۔
- 13 حجاز کے علاقے سے ایک بڑی آگ کا ظہور۔
- 14 ترکوں سے جنگ۔
- 15 کوڑے برس آنے والے ظالم حکمرانوں کا ظہور۔
- 16 قتل و خونریزی کی کثرت۔
- 17 دیانت داری کا خاتمہ۔
- 18 سابقہ امتوں کے طریقوں کی پیروی۔
- 19 لونڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا۔
- 20 ایسی عورتوں کا ظاہر ہونا جو کپڑے پہننے کے باوجود نکلی ہوں گی۔
- 21 برہنہ پا، ننگے بدن، چرواہوں کا بلند و بالا عمارتوں کے بنانے میں مقابلہ بازی کرنا۔
- 22 خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا۔
- 23 تجارت کا بہت پھیل جانا۔
- 24 خاوند کی تجارت میں عورت کی شراکت۔
- 25 بعض تاجروں کا پوری مارکیٹ پر تسلط۔
- 26 جھوٹی گواہی۔
- 27 سچی گواہی کو چھپانا۔

- 28 جہالت کا چار سو پھیل جانا۔
- 29 نت نئی بیماریوں اور بخل کی کثرت۔
- 30 قطع رحمی۔
- 31 پڑوسی سے برا سلوک۔
- 32 بے حیائی اور فحاشی کا عام ہو جانا۔
- 33 امانت دار کو خائن سمجھا جانا اور مناصب کا بددیانتوں کے سپرد کیا جانا۔
- 34 معززین کا فوت ہو جانا اور گھٹیا اور رذیل لوگوں کی کثرت۔
- 35 مال کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں لاپرواہی۔
- 36 مالِ فنی کی اغنیاء و رؤساء میں بندر بانٹ۔
- 37 امانت کو غنیمت سمجھنا۔
- 38 لوگوں کا اپنے اموال کی زکاۃ خوش دلی سے نہ نکالنا۔
- 39 غیر اللہ کے لیے علم سیکھنا۔
- 40 بیوی کی فرماں برداری اور ماں کی نافرمانی۔
- 41 دوستوں کو قریب کرنا اور ماں باپ کو دور کرنا۔
- 42 مساجد میں آوازیں بلند کرنا۔
- 43 قبائل کی قیادت و سیادت فساق و فجار کے ہاتھ میں آ جانا۔
- 44 کمینے لوگوں کا قوم کا سردار بن جانا۔
- 45 آدمی کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لیے کرنا۔

- 46 زنا کو حلال سمجھنا۔
- 47 مردوں کا ریشم کو حلال سمجھ لینا۔
- 48 شراب کو حلال سمجھنا۔
- 49 گانے اور آلات موسیقی کے استعمال کو جائز سمجھنا۔
- 50 لوگوں کا موت کی تمنا کرنا۔
- 51 ایسے حالات پیدا ہونا کہ صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر۔
- 52 مساجد میں نقش و نگار کی کثرت اور ان پر فخر۔
- 53 گھروں کی بے جائز نمین و آرائش۔
- 54 آسمانی بجلیوں کی کثرت۔
- 55 کتابت کی کثرت و اشاعت۔
- 56 چرب زبانی اور دروغ گوئی سے مال کمانا اور پر تکلف گفتگو پر فخر کرنا۔
- 57 قرآن کے سوا دیگر کتب کی کثرت سے اشاعت و ترویج۔
- 58 قاریوں کی کثرت اور علماء و فقہاء کی قلت۔
- 59 کم عمروں سے علم حاصل کرنا۔
- 60 ناگہانی اموات کی کثرت ہونا۔
- 61 بے وقوفوں کی حکومت۔
- 62 زمانے کا قریب ہو جانا۔
- 63 لوگوں کی ترجمانی کے منصب پر کم عقل کا فائز ہو جانا۔

- 64 کمینہ صفت لوگوں کے پاس دولت کی کثرت۔
- 65 لوگوں کا مساجد کو گزرگاہ بنالینا۔
- 66 مہر کی مقدار پہلے بہت زیادہ اور پھر بہت کم ہو جانا۔
- 67 گھوڑوں کی قیمت میں پہلے ہوش ربا اضافہ اور پھر بہت کمی واقع ہو جانا۔
- 68 مراکز تجارت کے باہمی فاصلے حیرت انگیز طور پر کم ہو جانا۔
- 69 اقوام عالم کا ملت اسلامیہ پر ٹوٹ پڑنا۔
- 70 لوگوں کا نماز کی امامت سے گریز کرنا۔
- 71 مومن کے خوابوں کا سچ ثابت ہونا۔
- 72 جھوٹ کی کثرت۔
- 73 لوگوں کے درمیان باہمی نفرت و کدورت کا پیدا ہونا۔
- 74 زلزلوں کی کثرت۔
- 75 عورتوں کی کثرت۔
- 76 مردوں کی قلت۔
- 77 فحاشی و عریانی کا عام ہونا اور اس کا علانیہ طور پر ارتکاب۔
- 78 قرآن مجید کی تلاوت پر اجرت وصول کرنا۔
- 79 لوگوں میں موٹاپا عام ہو جانا۔
- 80 لوگوں کا بلا طلب گواہی پر تیار ہونا۔
- 81 ایسے لوگوں کا ظاہر ہونا جو نذر تو مانیں گے مگر اس کو پورا نہیں کریں گے۔

- 82 طاقتور کا کمزور کو کھا جانا۔
- 83 اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ ہونا۔
- 84 رومیوں کی کثرت اور عربوں کی قلت ہو جانا۔
- دوسری قسم، وہ علامات جو تاحال ظاہر نہیں ہوئیں:
- 85 لوگوں کے پاس مال کی کثرت۔
- 86 زمین کا اپنے مدفون خزانے اگل دینا۔
- 87 لوگوں کی شکلوں کا مسخ ہونا۔
- 88 بعض مقامات کا زمین میں دھنس جانا۔
- 89 بعض لوگوں پر پتھروں کی بارش۔
- 90 ایسی بارش کا نزول جس سے مٹی اور پتھر کے گھر بچ نہ سکیں گے۔
- 91 آسمان سے بارش تو ہوگی مگر اس سے نباتات پیدا نہ ہوں گی۔
- 92 ایسے فتنے کا ظہور جو تمام عربوں کو ہلاک کر دے گا۔
- 93 مسلمانوں کی مدد کے لیے درختوں کا کلام کرنا۔
- 94 مسلمانوں کی نصرت کے لیے پتھروں کا کلام کرنا۔
- 95 مسلمانوں کا یہودیوں سے جنگ کرنا۔
- 96 دریائے فرات کے اندر سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا۔
- 97 آدمی فسق و فجور نہ کرے گا تو اسے عاجز و در ماندہ ہونے کا طعنہ دیا جائے گا۔
- 98 جزیرۃ العرب میں دوبارہ چراگا ہوں اور نہروں کا پیدا ہونا۔

- 99 مستقل چمٹنے والے فتنے کا ظہور۔
- 100 خوشحالی و فراوانی کے فتنے کا ظہور۔
- 101 تاریک اور اندھے فتنے کا ظہور۔
- 102 ایسا زمانہ آجانا، جس میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے بہتر ہوگا۔
- 103 پہلی رات کے چاند کا معمول سے بڑا نظر آنا۔
- 104 ملکِ شام کی طرف ہجرت کی کثرت۔
- 105 مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ برپا ہونا۔
- 106 قسطنطنیہ کی (دوبارہ) فتح۔
- 107 مالِ وراثت کا وارثوں میں تقسیم نہ کیا جانا۔
- 108 لوگوں کا مالِ غنیمت سے خوش نہ ہونا۔
- 109 لوگوں کا پرانے ہتھیاروں اور سواریوں کی طرف لوٹ آنا۔
- 110 بیت المقدس کی آبادی کا بڑھ جانا۔
- 111 مدینہ طیبہ کی بے آبادی اور اس کا سکان و زائرین سے خالی ہو جانا۔
- 112 مدینہ شریروں کو اس طرح نکال باہر کرے گا جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ اتار دیتی ہے۔
- 113 پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔
- 114 قحطان سے ایک شخص کا ظہور جس کی لوگ اطاعت کریں گے۔

- 115 ہججہ نامی ایک شخص کا خروج۔
- 116 درندوں اور جمادات کا گفتگو کرنا۔
- 117 کوڑے کا گفتگو کرنا۔
- 118 جوتے کے تسمے کا بات کرنا۔
- 119 آدمی کی ران کا اپنے گھر والوں کی خبریں بتلانا۔
- 120 قیامت سے قبل اسلام کا دنیا سے معدوم ہو جانا۔
- 121 قرآن مجید کا مصاحف سے اور حفاظ کے سینوں سے اٹھا لیا جانا۔
- 122 بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے سارے لشکر کا زمین میں دھسنا۔
- 123 حج کا متروک ہو جانا۔
- 124 بعض قبائل عرب کا دوبارہ بت پرستی اختیار کر لینا۔
- 125 قبیلہ قریش کا مکمل طور پر خاتمہ۔
- 126 حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں کعبہ کا انہدام۔
- 127 مومنوں کی روحمیں قبض کرنے کے لیے پاکیزہ ہوا کا چلنا۔
- 128 شہر مکہ میں بلند و بالا عمارات کھڑی ہو جانا۔
- 129 امت کے آخری زمانے کے لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا۔
- 130 نئی نئی سوار یوں کی ایجاد۔
- 131 امام مہدی کا تشریف لانا۔



علاماتِ صغریٰ

(قیامت کی چھوٹی نشانیاں)

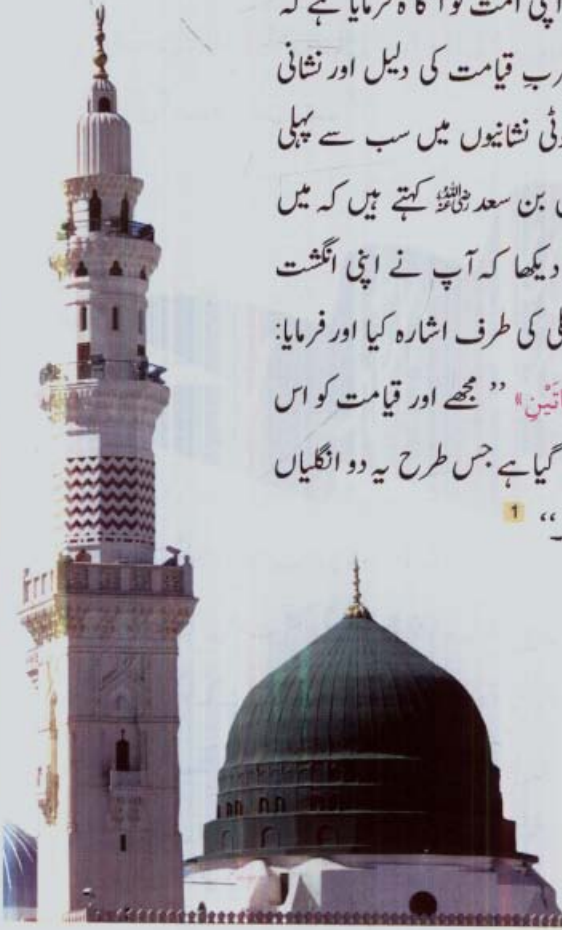
ضروری بات

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علامات قیامت دو طرح کی ہیں: علامات صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) اور علامات کبریٰ (بڑی نشانیاں) اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ بڑی نشانیاں جب واقع ہو جائیں گی تو ان کے فوراً بعد قیامت واقع ہو جائے گی۔ ان علامات کے زبردست اثرات کو سب لوگ شدت سے محسوس کریں گے۔ جہاں تک چھوٹی نشانوں کا تعلق ہے تو یہ وقوع قیامت سے کافی عرصہ پہلے سے وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کو ان کا شعور ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔

ہم قیامت کی علامات صغریٰ کے ذکر سے بات شروع کریں گے اور اس سلسلے میں وارد کتاب و سنت کے دلائل بھی ذکر کریں گے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ جو حدیث بھی درج کی جائے، اس کے انتخاب میں دقت اور صحت کا خاص خیال رکھا جائے نیز آثار صحابہ بھی وہی ذکر کیے جائیں جو صحیح سند سے ثابت ہوں۔

1 - ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت قرب قیامت کی دلیل اور نشانی ہے۔ یہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: **«بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ»** ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ایک ساتھ بھیجا گیا ہے جس طرح یہ دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔“¹



1 صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: 4936، وصحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2951.

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے قیامت کے آغاز میں بھیجا گیا ہے۔¹
 امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کی پہلی نشانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے۔²



1 اسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفی میں روایت کیا ہے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ صحیحہ (حدیث: 808) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں مذکور الفاظ نسیم الساعة کے معنی ہیں قیامت کے آغاز میں۔ نسیم کے اصل معنی ہلکی ہوا کے ابتدائی حصے کے ہوتے ہیں۔

2 التذکرۃ للقرطبی: 309/2.

2۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات

آپ ﷺ کی وفات کا دھچکا قربِ قیامت کی ابتدائی علامات میں سے ہے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”میں غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے چھ نشانیاں شمار کر لو۔ ① میری وفات۔ ② پھر بیت المقدس کی فتح۔ ③ پھر وہ زبردست موت جو تم میں بکری کی قعاص بیماری کی طرح پھیل جائے گی۔ ④ پھر مال کی کثرت، حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دینار دیے جائیں گے مگر پھر بھی وہ راضی نہ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی اور وہ غنی ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک شخص ہزاروں دینار سے کم رقم پر خوش نہ ہوگا۔ ⑤ پھر ایک ایسا فتنہ نمودار ہوگا جو عربوں کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ ⑥ پھر تمہاری بنو اصر (روم، یورپ اور امریکہ کے لوگوں) سے صلح ہو جائے گی مگر وہ تم سے بد عہدی کریں گے اور تمہاری طرف

اسی (80) جھنڈوں تلے جمع ہو کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔¹

رسول اللہ ﷺ کی وفات اہل اسلام کے لیے عظیم ترین سانحہ تھا۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھا گئے تھے۔

آپ کی وفات کے ساتھ ہی آسمان سے وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ملت اسلامیہ میں فتنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بعض قبائل کا اسلام سے مرتد ہو جانا اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔



1 صحیح البخاری، الجزية والموادعة، حدیث: 3176.

3 - چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۗ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝﴾

”قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پہلے سے چلا آنے والا جادو ہے۔“¹

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کا یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیش آیا تھا۔ جیسا کہ صحیح سند سے ثابت متواتر احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیش آیا تھا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیرت انگیز معجزات میں سے ایک ہے۔²

1 القمر 2:1،54. 2 تفسیر ابن کثیر، القمر 2:1،54.



مسجد الحرام، جس کے پیچھے جبل ابوتیس نظر آ رہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ انھیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چاند کا دو ٹکڑوں

میں بٹ جانا دکھلایا۔“¹



حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ ہم منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک چاند پھٹا اور وہ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے جا گرا اور دوسرا آگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ”گواہ رہنا“²

خلائی اداروں کی طرف سے شائع کردہ تصویر میں چاند کی سطح پر گڑھے واضح ہیں۔

1 صحیح البخاری، المناقب، حدیث:

3637، و صحیح مسلم، صفات المنافقین،

حدیث: 2802. 2 صحیح البخاری، المناقب، حدیث: 3636، و صحیح مسلم، صفات

المنافقین، حدیث: 2800.

4 - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا سے چلے جانا

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

” آسمان کے ستارے آسمان کے لیے امن و سلامتی (کی ضمانت) ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو وہ (قیامت) آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امن و سلامتی ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ پر وہ حالت

آجائے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ امت کے لیے امن و سلامتی کی ضمانت ہیں۔ جب صحابہ چلے جائیں گے تو امت کو وہ (اختلاف و انتشار) پیش آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث: 2531



اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

* نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دنیا سے چلے جانے کو قیامت کی دو نشانوں کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا..... ایک نبی کریم ﷺ کی وفات اور دوسری ستاروں کا جھڑ جانا اور شہابیوں کا گرنا۔

* احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اس دنیا سے نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھالیے جائیں گے اور بالآخر بدترین لوگوں پر قیامت قائم کی جائے گی۔



-5

فتح بیت المقدس

جب نبی کریم ﷺ کی

بعثت ہوئی تو اس وقت بیت المقدس پر

سلطنتِ روم کے عیسائیوں کا قبضہ تھا۔ سلطنتِ روم اس وقت

بہت طاقتور اور با اختیار حکومت تھی۔ انہی حالات میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے

ہاتھوں بیت المقدس کے فتح ہونے کی خوشخبری سنائی اور اسے قیامت کی نشانیوں میں

شمار کیا، جیسا کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

چھ نشانیاں قیامت سے پہلے شمار کر لو اور ان میں سے ایک نشانی آپ نے فتح بیت

المقدس کو قرار دیا۔¹

بیت المقدس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں 16ھ/637ء میں فتح

ہوا، آپ نے اسے کفر سے پاک کر دیا اور اس میں ایک مسجد بنا دی۔

بیت المقدس دوبار فتح ہوا، ایک بار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں

اور دوسری بار سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہدِ حکومت (583ھ/1178ء) میں۔

اور ایک بار پھر اللہ کے حکم سے یہ ایک مومن جماعت کے ہاتھوں فتح ہوگا حتیٰ کہ درخت

1 صحیح البخاری، الجزية والموادعة، حدیث: 3176



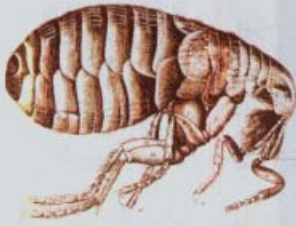
اور پتھر بھی بول کر کہیں گے: ”اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ آؤ اسے جلدی سے قتل کر ڈالو۔“¹

اگلے صفحات میں ان شاء اللہ بیت المقدس ہی کے سلسلے میں اہل اسلام اور یہودیوں کے درمیان ہونے والے بعض معرکوں کا ذکر آئے گا۔²



1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2921.

2 دیکھیے: علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 95۔



طاعون کا وائرس

6 - بکریوں کی قُعاص جیسی بیماری

سے لوگوں کی بکثرت موت

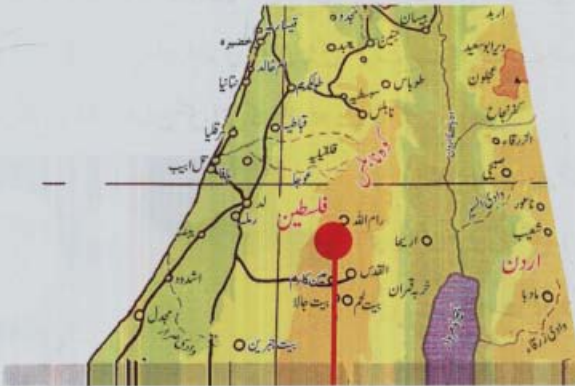
یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ اور

اس حدیث میں موجود ایک لفظ مُوتَانٌ، مبالغہ

کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ موت بکثرت واقع ہوگی۔ جس طرح

کہ وبائی امراض سے ہوتی ہے اور لوگ سیکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ یہ علامت طاعونِ عمواس¹ کی صورت میں واقع ہو چکی ہے۔ طاعون ایک وبائی بیماری ہوتی ہے، اس میں ایک پھوڑا یا سوزش جسم کے کسی حصے میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مریض کو شدید درد اور بے چینی ہوتی ہے۔



حضرت عمرؓ کے دور میں پھیلنے والے طاعونِ عمواس کا مقام

¹ عمواس بیت المقدس کے قریب فلسطین میں ایک بستی کا نام ہے۔ دیکھیے: معجم البلدان، مادة: عمواس



یہ مرض حد درجہ متعدی اور مہلک ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت گھٹی دار یا خیار کی طاعون، جو کہ اس مرض کی شدید ترین قسم ہے سے پہلے چھ چیزیں شمار کر لینا“ اور آپ ﷺ نے ان میں «مُوتَانُ كَفْعَاصِ الْعَنْعَمِ»¹ یعنی وبائی امراض سے کثرت اموات کا ذکر بھی فرمایا کہ جس طرح سے بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ متعدی بیماری کی نذر ہو جاتے ہیں، اسی طرح انسانوں کی اموات ہوں گی۔

امت اسلامیہ میں یہ واقعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتح بیت المقدس (16ھ) کے بعد (18ھ) میں واقع ہو چکا ہے، جبکہ سرزمینِ شام میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا اور اللہ کی مخلوق بڑی کثرت سے موت کے منہ میں چلی گئی حتیٰ کہ پچیس ہزار مسلمان بھی اس کا شکار ہو گئے۔

اس وبا میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان



¹ صحیح البخاری، الجزیة

والمواعدة، حدیث: 3176.

میں سیدنا معاذ بن جبل، ابو عبیدہ، شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس بن عبد
المطلب رضی اللہ عنہم اور بعض دوسرے حضرات بھی شامل تھے۔

«قَعَاصُ الْغَنَمِ» ایک بیماری ہے، جو جانور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، اس
کی ناک سے ایک مادہ خارج ہونے لگتا ہے اور وہ آنا فنا مر جاتا ہے۔ نبی
کریم ﷺ نے موت کی اس کثرت کو «قَعَاصُ الْغَنَمِ» سے تشبیہ اس لیے دی ہے
کہ طاعون میں بھی بدن میں ایک ایسا ہی زخم ہوتا ہے۔ جس سے ایک سیال مادہ
خارج ہوتا ہے اور مریض اس کے باعث موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔





جو کوئی اپنے دین پر کار بند رہے گا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑ رکھا ہو۔

7۔ انواع و اقسام کے فتنوں کا کثرت سے ظہور

یہ ایسی علامت ہے جو عصر حاضر میں واضح ہو رہی ہے اور انسان انواع و اقسام کے فتنوں میں بری طرح گھر گیا ہے۔ ان فتنوں پر ایک نظر ڈالنے سے جو کچھ سامنے آتا ہے، اس میں سے بعض درج ذیل ہیں:

بد نظری کا فتنہ اس دور میں زوروں پر ہے۔ سیٹلائٹ ٹی وی چینلز، فحش میگزین، انٹرنیٹ کی حیا باختہ ویب سائٹس، ویڈیو، موبائل اور کمپیوٹری ڈیز کے ذریعے جو فحش تصاویر اور فلمیں ایک دوسرے کو ارسال کی جاتی ہیں، یہ اور اسی طرح کے دوسرے بے شمار فتنے ہیں۔ جو شخص اللہ کا خوف اور اس کی تعظیم بجالاتے ہوئے انھیں چھوڑ دے اور ان سے بچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے گا۔ جسے وہ اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرے گا۔

اسی طرح حرام مال کا فتنہ ہے۔ سود، رشوت، نشہ آور اشیاء کی فروخت اور حرام لباس کی تجارت سے جو پیسہ کمایا جاتا ہے، یہ سب اس دور کے فتنے ہیں۔ حرام مال کھانے والے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور ایسے شخص کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ اسی طرح حرام لباس کا فتنہ ہے چاہے وہ مردوں میں ہو یا عورتوں میں، اس سے بچنا ضروری ہے۔ زمانہ حاضر میں فتنوں کی اس قدر کثرت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی متقی اور پاکدامن رہنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ لوگوں کے درمیان اجنبی سا نظر آتا ہے۔

«الْفِتْنُ» فتنہ کی جمع ہے، اس کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ ہر مکروہ اور ناپسندیدہ چیز کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بہت سے ایسے ہولناک فتنوں کی خبر دی ہے کہ جن میں ایک مسلمان پر حق خلط ملط ہو جائے گا۔ جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوگا تو مومن کہے گا: یہ فتنہ میری ہلاکت کا باعث بنے گا۔ پھر جیسے ہی یہ فتنہ غائب ہوگا، اس کی جگہ کوئی دوسرا فتنہ آجائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا»

”اندھیری شب جیسے فتنوں کے سیلاب سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لو۔ آدمی صبح کے وقت تو مومن ہوگا لیکن شام ہونے سے پہلے کافر ہو جائے گا یا شام کے وقت تو مومن ہوگا مگر صبح ہونے سے قبل وہ کافر ہو چکا

ہوگا۔ آدمی معمولی سے دنیاوی فائدے کے عوض اپنا دین فروخت کر دے گا۔“¹

حدیث کے معنی

اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے جب نیک عمل کرنا بے حد مشکل ہو جائے گا، نیک عمل کر لو۔ پے در پے رونما ہونے والے اور مشغول کر دینے والے فتنوں کے اس دور سے پہلے جو اندھیری رات کی طرح ہوگا اور چاندنی کا اس میں نشان نہیں ہوگا، نیک اعمال بجالاؤ۔

آپ ﷺ نے ان فتنوں کی سنگینی اور شدت کا احساس اس طرح دلایا کہ آدمی شام کے وقت تو مومن ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا۔ یا صبح کے وقت تو مومن ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا یہ اس وجہ سے ہوگا کہ فتنے بہت عظیم اور ہولناک ہوں گے، ان کی وجہ سے انسان میں ایک ہی دن میں یہ تبدیلی رونما ہو جائے گی۔



¹ صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 118.



8 - سیٹلائٹ چینلز کی بھرمار

آج کم از کم تیرہ ہزار سیٹلائٹ چینلز فضا سے نشریات دے رہے ہیں۔ جو فتنوں اور بلاؤں کے انتشار کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ گزشتہ حدیث میں ان فتنوں کی طرف ایک عمومی اشارہ موجود ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ.....» لیکن بعض دیگر احادیث میں ان چینلز اور ان کی برائیوں کی طرف نسبتاً واضح اشارہ بھی ملتا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی «مصنف» میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: «لَيُوشِكَنَّ أَنْ يُصَبَّ عَلَيْكُمْ شَرٌّ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى يَبْلُغَ الْفِيَّافِي»¹ ”مجھے خدشہ ہے کہ تم پر آسمان سے شر نازل ہوگا جو (فیانی) تک پہنچ جائے گا۔“ کہا گیا: ابو عبد اللہ! یہ (فیانی) کیا ہیں؟ فرمایا: بے آباد بخر زمینیں۔

1 المصنف لابن أبي شيبة: 110/15.

عربوں کی لغت میں لفظ «السماء» ہر اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو انسان کے اوپر ہوتی ہے۔ لغت کی مشہور کتاب (لسان العرب) میں ہے کہ «سما ہر وہ چیز ہے جو بلند ہو اور آپ پر سایہ لگن ہو»¹

ٹی وی سیٹ ہر اس فتنے اور مخرب اخلاق لہو و لعب کا استقبال کرتا ہے جو مصنوعی سیارے اس تک پہنچاتے ہیں حتیٰ کہ آج جنگلوں اور صحراؤں میں خیمے بھی اس فتنے سے محفوظ نہیں رہ سکے۔



ایک صحرا میں خیمے کے قریب نصب ڈش انٹینا

1 لسان العرب ۰ مادة: سما.

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَبَلَ فِتْنَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، وَدَعَاؤُهُمَا وَاحِدَةٌ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں آپس میں لڑائی نہ کر لیں۔ ان کے درمیان قتل و خونریزی کا ایک عظیم معرکہ پھا ہوگا۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔“¹

تنبیہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنے کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام بشر تھے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں بھی وہ سب کچھ ہوا جو دیگر عام انسانوں کے ہاں ہوتا ہے۔ وہ اجتہاد بھی کرتے تھے، ان سے خطا بھی واقع ہو جاتی تھی، آپس میں چپقلش بھی ہو جاتی تھی، بلکہ کبھی نوبت جنگوں تک بھی پہنچ جاتی تھی۔ تمام اہل سنت کا اس امر پر مکمل اور قطعی اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام لوگوں سے بڑھ کر نیک، صالح اور نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت سے قریب ترین تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلافات واقع ہوئے، ان کے بارے میں اہل سنت کا متفقہ موقف یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ پر مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔ ان میں سے کسی کے بارے میں بھی لب کشائی نہ کی جائے۔ ان کے باہمی جھگڑوں کو موضوع

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7121، وصحیح مسلم، الفتن، حدیث: 157، بعد

بحث نہ بنایا جائے بلکہ ان سے صرف نظر کیا جائے اور اختلافات کی نشرو اشاعت نہ کی جائے۔ ان جھگڑوں کو عوام الناس کے درمیان اچھا لانا امت کے درمیان فتنوں کے سر اٹھانے کا باعث بنتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوئے ظن پیدا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ گروہ اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبانیں بند رکھی جائیں اور سب کا احترام کیا جائے۔





10۔ خوارج کا ظہور

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امت میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منج اور طریقے کے خلاف کچھ فرقے پیدا ہو جائیں گے۔ انہی میں سے ایک فرقہ خوارج بھی ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ تھے جو ان کے ساتھ مل کر لڑائیوں میں شریک ہوتے تھے۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ”تحکیم“ کا معاملہ پیش آیا تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور کوفہ کے قریب ”حروراء“ نامی ایک بستی میں آباد ہو گئے۔

ان کے عقائد

① وہ لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب (مثلاً: زنا کرنے والے اور شراب پینے

والے.....) کو کافر اور دائمی جہنمی سمجھتے تھے۔ ان کا یہ اعتقاد واضح گمراہی ہے۔ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اگر مسلمان سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اسے کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ اپنے اس گناہ کی وجہ سے نافرمان اور فاسق قرار دیا جائے گا اور اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے اور ایسے کاموں سے باز آجائے۔

② وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو کافر سمجھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد جو تحکیم کے فیصلے پر رضامند ہو گئی تھی، وہ سب ان کے نزدیک کافر تھی۔

③ وہ فاسق حکمرانوں کے ساتھ لڑائی کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے، خواہ انھوں نے کفر کا ارتکاب نہ بھی کیا ہو۔

وہ اہل علم ہونے کے دعویدار تھے۔ عبادات میں بہت سخت مشقت اٹھاتے تھے۔ انھی کا بڑا ایک شخص ”ذوالخویصرہ“¹ تھا جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: «يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ» ”یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے (بہت تیز) تیر شکار سے (بالکل صاف آر پار) نکل جاتا ہے۔“

① حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں مال تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی موقع پر بنو تمیم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا نام ”ذوالخویصرہ“ تھا، آیا اور کہنے لگا: اے محمد! یہ مال انصاف سے تقسیم کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تباہ ہو! یہ بتا کہ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں اللہ کا رسول ہو کر عدل نہ کروں تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «

خوارج کے ظہور کا آغاز؟

جب جنگِ صفین اختتام پذیر ہوئی اور اہلِ شام و اہلِ عراق کی دونوں جماعتوں کا تحکیم پر اتفاق ہو گیا اور حضرت علیؑ کو فہ کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں خوارج نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ لشکر میں ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور بعض روایات کے مطابق یہ سولہ ہزار تھے۔ یہ لوگ الگ ہو کر حرواء میں ٹھہر گئے۔ سیدنا علیؑ نے انھیں سمجھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن عباسؑ کو بھیجا، انھوں نے ان منخرفین سے مناظرہ کیا۔

« اسے جانے دو، اس کے کچھ ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں ایک شخص ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز کو معمولی خیال کرے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں بے وقعت جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت تو بہت کریں گے مگر قرآن ان کے گلے سے اترا کر دل تک نہیں پہنچے گا۔ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر (تیزی) سے شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ وہ تیر کے بھالے کو دیکھیں گے تو اس میں کچھ نہ ہوگا۔ پھر اس کے بانس کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ ہوگا۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ پائیں گے۔ پھر اس کے پر کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ ہوگا۔ وہ تولید اور خون میں سے تیزی سے گزر چکا۔ (مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو پتہ بھی نہ چلے گا اور یہ اپنی کرتوتوں کے باعث اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ جس طرح ایک شکاری کسی ہرن کا شکار کرتا ہے۔ اس کا تیر جانور کے جسم میں داخل ہو کر دوسری جانب تیزی سے نکل جاتا ہے۔ شکاری یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ تیر جانور کو لگا ہی نہیں حالانکہ وہ اس کے جسم سے پار ہو چکا ہوتا ہے۔) ان کی نشانی ایک سیاہ فام شخص ہوگا۔ اس کا ایک بازو (کہنی اور کندھے کا درمیانی حصہ) عورت کے پستان کی طرح ہو گا یا گوشت کے اس ٹکڑے کی طرح ہوگا جو مضطرب اور متحرک رہتا ہے۔ یہ گروہ اس وقت ظاہر ہو گا جب لوگوں میں اختلاف رونما ہو چکا ہوگا۔ (صحیح

البخاری، المناقب، حدیث: 3610، وصحیح مسلم، الزکاة، حدیث: 1064)

مناظرہ: ابن عباس کہتے ہیں: جب خوارج لشکرِ علی سے علیحدہ ہوئے تو وہ ایک گھر میں جمع ہو گئے۔ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس امر پر متفق ہو گئے کہ انھیں حضرت علی کے خلاف جنگ کے لیے نکلنا چاہیے۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تسلسل سے آتے اور خبریں دیتے کہ خوارج ان کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے: انھیں چھوڑ دو، جب تک وہ میرے خلاف جنگ شروع نہ کریں گے تب تک میں بھی انھیں کچھ نہیں کہوں گا۔ مگر وہ ضرور نکلیں گے اور جنگ کریں گے۔ ایک دن میں ظہر کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! آج ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈی کر کے (تاخیر سے) ادا کیجیے۔ ہو سکتا ہے آج میں خوارج کے پاس جاؤں اور انھیں سمجھانے کی کوشش کروں۔

وہ کہنے لگے: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔

میں نے عرض کی: اللہ نے چاہا تو ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

میں چونکہ خوش اخلاق تھا اور کسی کو ایذا نہیں دیتا تھا، اس لیے امیر المؤمنین نے

مجھے اجازت دے دی۔ میں نے ایک بہترین خوبصورت یمنی لباس زیب تن کیا اور

خوب بن سنور کر دوپہر کے وقت ان کے پاس جا پہنچا۔

میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ میں نے ان سے بڑھ کر عبادت گزار نہیں دیکھے۔

ان کی پیشانیاں سجدوں کے نشانات سے مزین تھیں۔ کثرتِ عبادت سے ان کے

ہاتھ اونٹ کے اس حصے کی طرح ہو گئے تھے جو زمین پر لگنے کی وجہ سے سخت ہو جاتا ہے۔ انھوں نے صاف ستھری قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ ان کے چہرے ان کی شب بیداری کے شاہد تھے۔ میں نے انھیں سلام کہا۔

کہنے لگے: مرحبا، ابن عباس! کیسے آنا ہوا؟

ابن عباس: میں تمہارے پاس انصار و مہاجرین اور رسول اللہ ﷺ کے داماد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ سنو! ان لوگوں کی موجودگی میں قرآن مجید نازل ہوا اور وہ اس کی تفسیر و تاویل کا تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا: قریش سے جھڑانہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تو فرما چکا ہے:

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَبِيثُونَ﴾¹ ”بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔“

ان میں سے دو یا تین آدمی کہنے لگے: ہم ان سے بات کر لیتے ہیں۔

ابن عباس: تمہیں نبی کریم ﷺ کے داماد پر اور مہاجرین و انصار پر جو اعتراضات ہیں لاؤ پیش کرو۔ ان لوگوں پر قرآن نازل ہوا، تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ان سے بڑھ کر قرآن کا عالم ہو۔

خوارج: ہمیں ان پر تین اعتراضات ہیں۔

ابن عباس: بیان کرو۔

خوارج: پہلا اعتراض یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کے حکم کے مقابلے میں انسانوں کو منصف بنایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کتاب اللہ میں موجود ہے کہ

1 الزخرف 43: 58.

﴿إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ﴾¹ ”حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔“ اب اللہ کے اس فرمان کے بعد انسانوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کو حکم بنائیں۔

ابن عباس: یہ تو ایک بات ہوئی، دوسری کیا ہے؟
خوارج: انھوں نے ایک گروہ سے لڑائی کی، ان کے لوگوں کو قتل بھی کیا لیکن نہ تو کسی کو قید کیا نہ مال غنیمت جمع کیا۔ اگر وہ لوگ مؤمن تھے تو پھر انھوں نے ہمارے لیے ان سے لڑائی کرنا کیسے جائز قرار دیا اور ان میں سے کسی کو قیدی بھی نہ بنانے دیا؟
ابن عباس: تیسری چیز بیان کرو۔

خوارج: انھوں نے صلح کا معاہدہ لکھتے وقت اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لفظ مٹا دیا، اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو پھر کیا وہ امیر الکافرین ہیں؟
ابن عباس: کوئی اور بات؟

خوارج: بس اتنی باتیں کافی ہیں۔
ابن عباس: جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے اللہ کی شریعت کے معاملے میں انسانوں کو حکم بنایا تو میں اللہ کی کتاب سے کچھ آیات تلاوت کرتا ہوں جو تمہاری بات کی تردید کریں گی۔ اگر ایسا ہوا تو کیا تم اپنے موقف سے دست بردار ہو جاؤ گے؟

خوارج: جی ہاں بالکل۔
ابن عباس: اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے معاملے میں جس کی قیمت ایک

1 الأنعام: 57.

چوتھائی درہم سے زیادہ نہیں ہوتی، اپنے حکم سے فیصلہ تحویل کر کے انسانوں کے سپرد کر دیا ہے۔ میں نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾

”اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو حالت احرام میں قتل نہ کرو۔ جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر اس کو قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ اس جانور کے مساوی ہوگا جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کر دیں۔“¹

مرد اور عورت کے معاملے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْغُثُوا حَكْمًا مِّنْ أَهْلَيْهَا﴾

”اگر تمہیں مرد و عورت کے معاملے میں اُن بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔“²

میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آدمیوں کی تحکیم ایک خرگوش کے قتل اور عورت کے معاملہ میں افضل ہے یا مسلمانوں کے باہمی معاملات کی درستی اور خوزیزی روکنے کے لیے افضل ہے؟
خوارج: بلکہ یہی افضل ہے۔

1 المائدة: 95:5. 2 النساء: 35:4.

ابن عباس: یہ بات ختم ہوگئی؟

خوارج: جی ہاں۔

ابن عباس: جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے لڑائی کی اور مخالفین کو قید نہیں کیا اور نہ ہی مال غنیمت پر قبضہ کیا تو مجھے یہ بتاؤ کیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنانے کے لیے تیار ہو جاتے؟ اللہ کی قسم! اگر تم نے یہ کہا کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم اسلام ہی سے نکل جاؤ گے۔ اور اگر تم نے یہ کہا کہ ہاں ہم انھیں گرفتار کرنے اور ان کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کرنے کے روادار ہیں تو تب بھی تم اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔ تم دونوں صورتوں میں گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ أَمْهَتُهُمْ﴾

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنین پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“¹

ابن عباس: کیا یہ بات تم نے تسلیم کر لی؟

خوارج: جی ہاں۔

ابن عباس: جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹا دیا تو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکین کے نمائندوں ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح نامہ تحریر کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ

1 الاحزاب 33:6.

صلح کی شرائط تحریر کریں۔ حضرت علیؑ نے لکھا: ”اس تحریر کی رو سے محمد رسول اللہ نے قریش مکہ سے صلح کی ہے۔“ مشرکین نے اس پر کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے کبھی لڑائی ہی نہ کرتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اے علی! اسے مٹا دیں اور لکھیں کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ حضرت علی سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہیں اور اگر انھوں نے صلح کی خاطر اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا تو حضرت علی کے لیے ایسا کرنا کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے دلائل سے لاجواب ہو کر دو ہزار خارجی تابع ہو گئے اور باقی سب لڑائی کے لیے نکلے مگر سب کے سب قتل کر دیے گئے۔¹

اس بحث و مناظرے کے نتیجے میں بعض خوارج نے خلیفہ مسلمین حضرت علیؑ کی اطاعت کو دوبارہ قبول کر لیا، جبکہ باقی اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ حضرت علی نے کوفہ کی مسجد میں ان سے خطاب کیا تو وہ مسجد کے کونوں سے بولے: «لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ» انھوں نے یہ بھی کہا: آپ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں، اس لیے کہ آپ نے لوگوں کو حَکَمَ بنایا مگر کتاب اللہ کو حَکَمَ نہ بنایا۔

سیدنا علیؑ نے ان کے جواب میں فرمایا: ہم تم سے تین باتوں کا وعدہ کرتے ہیں:

1 المصنف لعبد الرزاق: 10/157، والمستدرک للحاکم: 2/150 اور اسے امام حاکم نے بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

- ① ہم تمہیں مساجد میں آنے سے نہیں روکیں گے۔
- ② ہم مال فہ میں سے تمہارا حصہ نہیں روکیں گے۔
- ③ ہم تم سے لڑائی کرنے میں پہل نہیں کریں گے، بشرطیکہ تم خود ہی شرفساد شروع نہ کر دو۔

اس کے بعد انہوں نے ایک جگہ ڈیرا جمالیا اور جو بھی مسلمان ان کے قریب سے گزرتا اسے پکڑ کر قتل کر دیتے۔ ان کی دست درازی اس حد تک بڑھی کہ انہوں نے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دیا اور ان کی اہلیہ محترمہ کا پیٹ پھاڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ وہ بتلائیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ جواب میں خارجیوں نے کہا: ہم سب نے اسے قتل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری کی اور نہروان کے مقام پر ایک بھر پور لڑائی میں ان کو بدترین شکست سے دوچار کیا۔



11 - جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور

علاماتِ قیامت میں سے ایسے دجال و کذاب لوگوں کا ظہور بھی ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اپنی خرافات اور باطل باتوں کے ذریعے فتنہ پیدا کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے امت کو خبر دی ہے کہ ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کی تعداد تیس کے قریب ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ



- خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ■ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ■ عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ ■ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ■ مکرّمہ بن ابی مہمل رضی اللہ عنہ
- عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ■ شرمیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ■ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ ■ سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ

يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تمیں کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“¹

یہ علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے۔ زمانہ قدیم و جدید میں بہت سے مدعیان نبوت سامنے آچکے ہیں۔ کچھ بعید نہیں کہ کانے بڑے دجال (اللہ ہمیں اس کے فتنہ سے محفوظ رکھے) کی آمد سے پہلے پہلے نبوت کے کچھ اور دعویدار بھی سامنے آجائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اللہ کی قسم! قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تمیں جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں، اس سلسلے کی آخری کڑی کا نام صحیح دجال ہوگا۔“²

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت کے کچھ قبائل دوبارہ مشرکین سے نہ مل جائیں اور وہ بتوں کی پوجا نہ کر لیں۔ میری امت میں تمیں جھوٹے ظاہر ہوں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“³

1 صحیح البخاری، المناقب، حدیث: 3609. 2 مسند احمد: 16/5. 3 سنن أبی داود، الفتن والملاحم، حدیث: 4252، و جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2219، وهو حدیث صحیح.

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ستائیس مدعیانِ نبوت کے ظہور کی خبر دی ہے، ان میں سے چار خواتین ہوں گی، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 ”میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں بھی ہوں گی، میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“¹

ان لوگوں کی بڑی تعداد ماضی میں ظاہر ہو چکی ہے:

① رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں یمن میں اسود عسی نے اسلام سے مرتد ہو کر اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کا ارتداد عہد رسالت میں واقع ہونے والا سب سے پہلا ارتداد تھا۔ اس کے جنگجو ساتھیوں نے تین یا چار ماہ میں پیش قدمی کر کے یمن کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے یمن کے مخلص مسلمانوں کی طرف پیغام ارسال کیا کہ وہ اس جھوٹے دجال کو قتل کر دیں۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس کی بیوی کی مدد سے اسے قتل کر دیا۔ اس کی بیوی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی تھی۔ اسود نے اس خاتون کے شوہر کو قتل کر کے زبردستی اس سے شادی کر لی تھی۔ اس کے قتل کے ساتھ ہی یمن میں اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ یمن

1 مسند احمد: 396/5 والطبرانی فی المعجم الكبير: 170/3.

کے مسلمانوں نے یہ ساری رو داد نبی کریم ﷺ کی طرف لکھ بھیجی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو (رات ہی) وحی کے ذریعے خبر دے دی تھی اور آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساری صورت حال سے آگاہ فرما دیا تھا۔ اس جھوٹے شخص کا زمانہ نبوت صرف تین یا چار ماہ پر محیط تھا۔

② جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک طلحہ بن خویلد اسدی بھی تھا۔ مسلمانوں کی اس سے کئی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور لشکر اسلامی میں شامل ہو گیا۔ اس نے اللہ کی راہ میں کفر کے ساتھ متعدد معرکوں میں بڑی جوانمردی سے حصہ لیا اور آخر کار نہاوند کی جنگ میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوا۔

③ انھی میں سے ایک مدعی نبوت مسیلمہ کذاب بھی تھا، اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے پاس صرف رات کے اندھیرے میں وحی آتی ہے۔ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر حضرت خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور شرییل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کی سربراہی میں روانہ کیا۔ مسیلمہ نے اسلامی لشکر کا مقابلہ چالیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ کیا۔ دونوں فوجوں کے درمیان متعدد خونریز معرکے ہوئے اور بالآخر شکست مسیلمہ اور اس کے لشکر کا مقدر بنی۔ مسیلمہ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا، حق کو فتح نصیب ہوئی اور توحید کا علم بلند ہوا۔

④ مدعیان نبوت میں ایک عورت سجاح بنت حارث تغلیبیہ بھی تھی۔ اس کا تعلق عرب کے عیسائیوں سے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا



دعویٰ کیا۔ اس کے اپنے قبیلے کے اور دیگر قبائل کے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی ہمنوا بن گئی۔ سجاح اپنے لشکر کے ساتھ اردگرد کے قبائل سے لڑائیاں کرتی ہوئی مسلسل پیش قدمی کرتی رہی حتیٰ کہ یمامہ پہنچ گئی۔ وہاں اس نے مسیلمہ کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور اس سے شادی بھی کر لی۔ جب مسیلمہ واصل جہنم ہو گیا تو وہ واپس اپنی قوم بنو تغلب میں چلی آئی، پھر وہ مسلمان ہو گئی اور اسلام پر خوب جہمی رہی، پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئی اور وہیں وفات پائی۔

⑤ عہد تابعین اور اس کے بعد کے زمانے میں نبوت کے جو جھوٹے دعویدار منظر عام پر آئے، ان میں ایک نام مختار بن عبید ثقفی کا ہے۔ اس نے اعلان نبوت سے پہلے شیعہ مذہب کا لبادہ اوڑھا اور جب شیعہ کی ایک بڑی تعداد اس کی پیروکار بن گئی تو اس نے کہا: مجھ پر تو جبریل وحی لے کر نازل ہوتا ہے۔ اس کے اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکروں کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں جن میں مختار مارا گیا۔

⑥ انھی میں سے ایک دجال حارث بن سعید کذاب بھی ہے۔ یہ دمشق میں ایک عابد و زاہد شخص کی حیثیت سے معروف ہوا۔ پھر اس نے دعویٰ کر دیا کہ وہ نبی ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کی خبر خلیفہ عبد الملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو وہ روپوش ہو گیا۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اس کا کھوج لگا لیا اور اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ حارث سے ملا اور اس پر ظاہر کیا کہ وہ بھی اس پر ایمان لا چکا ہے۔ حارث نے اپنے نوکروں چاکروں کو ہدایات جاری کر دیں کہ

یہ شخص جب بھی میرے پاس آنا چاہے، اسے نہ روکا جائے۔ اس آدمی نے ساری صورت حال سے عبد الملک کو مطلع کر دیا۔ خلیفہ نے اس کی ہمراہی میں فوجی دستے روانہ کر دیے۔ انھوں نے حارث کو گرفتار کر کے خلیفہ کے روبرو پیش کر دیا۔ عبد الملک نے بعض علماء و فقہاء کو ہدایت کی کہ وہ اسے سمجھائیں کہ یہ اس کا شیطانی وہم تھا۔ وہ اپنے ان فاسد خیالات سے تائب ہو جائے مگر اس نے انکار کر دیا اور اپنی بات پر اڑا رہا۔ چنانچہ خلیفہ نے اسے قتل کر دیا۔

⑦ عصر حاضر میں قریباً ایک صدی

قبل ہندوستان میں ایک شخص ظاہر ہوا،

اس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی

تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا

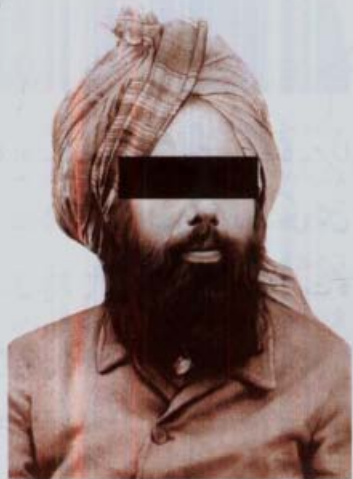
کہ اس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی

ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا: اللہ نے مجھے

خبر دی ہے کہ تم اسی (80) برس تک

اس دنیا میں زندہ رہو گے۔ لوگوں کی

ایک خاصی تعداد اس کی پیروکار بن



مرزا غلام احمد قادیانی

گئی۔ مگر علمائے حق نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کے خود ساختہ دلائل کا بھرپور

جواب دیا اور واضح کیا کہ وہ نبی نہیں، بلکہ دجال اور کذاب ہے۔ ان حضرات

علمائے کرام میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں سب سے زیادہ

خدمات جس شخصیت نے سرانجام دیں، وہ جلیل القدر عالم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے سب سے شدید ناقد اور پیچھا کرنے والے تھے۔



سن 1326ھ
برطانیق 1908ء میں
غلام احمد قادیانی نے
مولانا ثناء اللہ امرتسری
کو مباہلے کا چیلنج دیا اور

دعوئی کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے دعا کی: یا اللہ! ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو اسے سچے کی زندگی میں موت سے دوچار کر اور اس پر طاعون کی ایسی بیماری مسلط فرما جو اس کی موت کا سبب بن جائے۔ اس دعا کے ایک برس بعد مرزا اپنی بددعا کا شکار ہو گیا۔ مرزا کا سر بیان کرتا ہے کہ مرزا کا مرض جب بہت بڑھ گیا تو اس نے مجھے نیند سے جگایا، میں اس کی طرف گیا اور دیکھا کہ وہ تکلیف کی شدت سے سخت بے چین تھا۔ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: مجھے ہیضہ کی بیماری لگ گئی ہے، یہ اس کی آخری بات تھی اور پھر وہ اس کے بعد کوئی واضح لفظ اپنی زبان سے ادا نہ کر سکا اور مر گیا۔¹

1 خود مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ردِ مرزائیت میں اپنا پہلا رسالہ ”الہامات مرزا“ میں نے بڑی محنت سے لکھا جو اتنا مقبول ہوا کہ بڑے بڑے مصنفوں نے اس کی عبارات اپنی تصنیفات میں

«نقل کیں۔ پنجاب کے پیر صاحب گوڑہ نے ”سیفِ چشتیائی“ میں اور حیدر آباد دکن کے مولانا انوار اللہ مرحوم نے ”افادۃ الافہام“ میں الہامات مرزا سے فائدہ حاصل کیا۔ میرا یہ طریق کلام مرزا صاحب قادیانی کو ایسا ہوا کہ انہوں نے بحکم تک آمد بچک آمد مندرجہ ذیل اشتہار دیا:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .

﴿وَيَسْتَلْبِثُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلُّنَا إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقُّ﴾

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام علی من اتبع الهدی، مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری، کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر میں چونکہ دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مفسز نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں، تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدر جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا،

۴۴ کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے، اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو بھلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے، (الراقم عبد اللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه اللہ و آید، مرقومہ یکم ربیع الاول 1325ھ مطابق 15 اپریل 1907ء)

(مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں کہ) یہ تو ہے مرزا صاحب کی دعائے آخری فیصلہ کے اشتہار کا نفس مضمون اور اب ہم بتاتے ہیں کہ اس دعا کے قبول ہونے کا کیا قرینہ ہے۔

مرزا صاحب کہتے ہیں: مجھے بار بار خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری ۴۴

قیامت تک اسی طرح جھوٹے دجال مدعیان نبوت کا یکے بعد دیگرے ظہور ہوتا رہے گا حتیٰ کہ ان کی وہ تعداد پوری ہو جائے گی جس کی صادق و مصدوق ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ حتیٰ کہ اس سلسلے کی آخری کڑی مسیح دجال ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا (ہم اس کی آزمائش سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔ پھر سیدنا عیسیٰ ابن مریم ﷺ تشریف لائیں گے، وہ اس کو قتل کر دیں گے اور اس کے فتنے کو بھی نابود کر دیں گے۔¹

ایک اشکال

سوال: بعض لوگ اس بات میں اشکال کا شکار ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تو

«سنوں۔» (ضمیمہ نمبر: 5: تریاق القلوب)

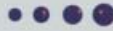
نیز فرمایا کہ خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوا ہے: ”جب کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا کو قبول کروں گا مگر شرکاء (برادری) کے بارے میں نہیں، تجھی سے میری روح ہر وقت دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے۔ (تریاق القلوب، ضمیمہ نمبر: 5، خزائن: 386/15)

نیز مرزا صاحب کے الفاظ ہیں: ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو الہام ہوا ”أَجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ“ صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شانیں ہیں (بدر، 25 اپریل 1907ء)

چنانچہ مرزا اپنی ہی دعا کے نتیجے میں ربیع الاول 1326ھ الموافق 26 مئی 1908ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مرض ہیضہ سے ہلاک ہو گیا۔ (تحریک ختم نبوت، ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین: 105-108)۔ (خالد سیف)

1 مسیح دجال اور مسیح ابن مریم کے بارے میں کلام اگلے صفحات میں علامات کبریٰ میں علامت نمبر: 1 اور 2

پر آئے گا۔



جھوٹے دجال مدعیان نبوت کی تعداد میں بیان فرمائی ہے، جبکہ امر واقع اور تاریخ اس بات کے شاہد ہیں کہ مدعیان نبوت کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔
 جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد صرف وہ ہیں جنہیں حکومت، شہرت اور پیروکار نصیب ہوئے۔ جہاں تک ایسے لوگوں کا تعلق ہے جو ان چیزوں سے محروم رہے تو ان کو پیغمبر ﷺ کے بیان کردہ تیس لوگوں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم



12۔ امن و خوشحالی کی کثرت

مسلمانوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں ایک عرصہ دشمنوں سے قتال، جنگوں اور معرکہ آرائیوں میں گزرا تھا۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے انہیں بتلایا کہ جیسے جیسے ماہ و سال گزریں گے اور قیامت قریب آتی جائے گی، ویسے ہی امن و امان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور خوشحالی عام ہوتی جائے گی۔ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَ أَنْهَارًا، وَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّكَّابُ بَيْنَ الْعِرَاقِ وَ مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا ضَلَالَ الطَّرِيقِ، وَ حَتَّى يَكْثُرَ الْهَرْجُ، قَالُوا: وَ مَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْقَتْلُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمین عرب میں دوبارہ باغات اور نہروں کی کثرت نہ ہو جائے، اور یہاں تک کہ ایک سوار عراق سے چل کر مکہ پہنچے گا اور دوران سفر اسے راستہ بھولنے کے سوا کوئی خوف نہ ہوگا¹ اور البتہ ”ہرج“ کی کثرت ہو جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فرمائیے کہ ”ہرج“ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل و خونریزی۔“²

¹ مطلب یہ ہے کہ اسے دوران سفر چوروں اور ڈاکوؤں کا کوئی اندیشہ نہ ہوگا۔ اسے اگر کوئی خوف ہوگا تو فقط یہ کہ کہیں وہ صحیح راستے سے بھٹک کر کسی دوسرے راستے پر نہ نکل جائے۔ مگر جہاں تک اس کی جان اور مال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں وہ بالکل بے فکر ہوگا۔

² مسند أحمد: 371/2. وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح.



اس بات کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے عدی! کیا تم نے حیرہ ¹ دیکھا ہے؟“ عدی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کے بارے میں سن ضرور رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت ”حیرہ“ سے اپنی سواری پر بیٹھے گی اور کعبہ پہنچ کر طواف کرے گی۔ اس سفر میں اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔“ ²

اللہ نے چاہا تو مال کی بہت کثرت ہو جائے گی اور مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ بھی ہوگا۔ ³



1 حیرہ عراق کا شہر ہے جو کہ کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

2 صحیح البخاری، المناقب، حدیث: 3595.

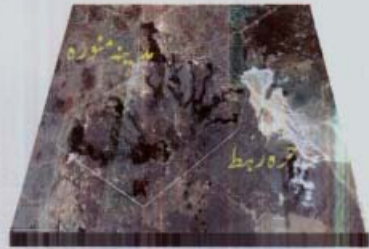
3 اس کی تفصیل علامات صغریٰ کے تحت علامت نمبر: 131 پر اور علامات کبریٰ کے تحت نمبر: 2 پر آئے گی۔

13 - حجاز سے ایک بڑی آگ کا ظہور

اللہ کے رسول ﷺ نے جن علامات قیامت کی خبر دی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ارض حجاز میں مدینہ طیبہ کے قریب ایک زبردست آگ ظاہر ہوگی۔ بعض علماء و مؤرخین نے وثوق سے لکھا ہے کہ یہ آگ (654ھ) میں ظاہر ہو چکی ہے۔

علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ارض حجاز سے وہ عظیم آگ ظاہر ہو چکی ہے جس سے بصری (ملک شام کے شہر حوران) کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئی تھیں، جیسا کہ اس کا حدیث میں ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں یہ فرمایا تھا:



654 ہجری میں قرہ رہط میں پھوٹنے والے لاوے کے آثار

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ارض حجاز سے ایک ایسی آگ ظاہر نہ ہو جائے جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔¹

کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تین ماہ تک موجود رہی۔ اور یہ آگ اس قدر شدید تھی کہ



قرہ رہط

مدینہ کی خواتین اس کی روشنی میں سوت کاتا کرتی تھیں۔²

علامہ ابوشامہ اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جمادی الآخرہ 654ھ کی تین تاریخ اور بدھ کی رات تھی، جب مدینہ

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7118. 2 البدایة والنهاية: 13/199.



منورہ میں ایک ہولناک گونج سنائی دی، اس کے بعد زلزلہ آیا، اس نے زمین، دیواروں، چھتوں، لکڑیوں اور دروازوں تک کو لرزادیا۔

یہ سلسلہ ماہ مذکور میں بدھ کی رات سے شروع ہو کر جمعہ

المبارک کے دن تک جاری

رہا۔ پھر اس کے بعد ایک

عظیم آگ مدینہ کے مقام



حرہ میں، جو بنو قریظہ کے قریب تھا، ظاہر ہوئی۔ یہ آگ ہمیں مدینہ میں اپنے گھروں میں بیٹھے نظر آرہی تھی۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ یہ ہمارے قریب ہی موجود ہے۔ مدینہ کی وادیاں اس آگ سے بھر گئیں۔ آگ ان میں وادی شظا کی جانب یوں چل رہی تھی جس طرح پانی بہتا ہے۔ یہ آگ بلند و بالا عمارات کی طرح بڑی بڑی چنگاریاں پھینک رہی تھی۔¹

جبل ملیسا یا ملسا

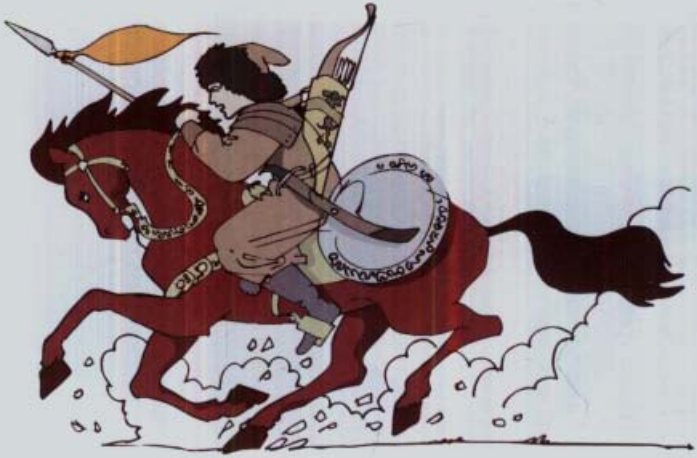
یہ حرہ میں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو آج کل پرسکون ہے۔ اس نے آخری

1 التذکرۃ، ص: 527.

بار 654 ھ بمطابق 1256ء میں جوش مارا۔ اس سے پہلے زلزلے کے بہت سے جھٹکے اور ہولناک دھماکے سنائی دیے۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق آتش فشانی کا یہ سلسلہ قریباً 52 روز تک جاری رہا۔ آتشیں لاوا اپنے مرکز سے شمال کی جانب 23 کلومیٹر کی مسافت تک جا پہنچا اور اس کی حدیں مدینہ کے موجودہ انرپورٹ کے جنوبی کنارے تک پہنچ گئیں، پگھلا ہوا گرم لاوا ایک ایسے مقام پر آ کر رک گیا جہاں سے مدینہ طیبہ 12 کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ پھر اس کا رخ شمال کی جانب ہو گیا اور اس کی بلندی سطح سمندر سے (916) میٹر تک پہنچ گئی۔



۵۶ رہط



14 - ترکوں سے جنگ

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علامات قیامت میں وہ جنگیں اور معرکے بھی شامل ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے اور یہ جنگیں مسلمانوں میں آپس میں بھی ہوں گی اور دوسری اقوام کے ساتھ بھی! انھی میں سے مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان برپا ہونے والا ایک معرکہ بھی ہے۔¹



ایک منگول مرد اور عورت کی تصویر

¹ ترکوں کے بائیں قبیلے تھے۔ ذوالقرنین نے اکیس قبائل کے لیے تو دیوار بنا دی تھی مگر ایک قبیلہ بچ گیا تھا وہی ترک کہلائے۔ انھیں ترک اس لیے کہا گیا کہ انھیں دیوار کے باہر ترک کر (چھوڑ) دیا گیا اور دیگر قبائل کے ساتھ انھیں بند نہیں کیا گیا تھا۔ (دیکھیے: مرقاة المفاتیح: 392/15)



یہ معرکہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلافت بنی امیہ کے اوائل میں واقع ہو چکا ہے، اس میں فرزند ان اسلام نے ترکوں کو نہ صرف شکست دی بلکہ ان سے مال غنیمت بھی حاصل کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے



ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ،
ذُلْفَ الْأَنْوْفِ، كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ
حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہروں والے، چھٹی ناک والے ترکوں سے قتال نہ کرلو۔ ان کے چہرے گویا ایسی ڈھالیں ہوں گی جن پر چمڑا لگایا گیا ہوتا ہے۔ قیامت

قائم نہ ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے قتال نہ کرو جن کے جوتے
بالوں والی جلد سے بنے ہوں گے۔“¹

حدیث میں بیان کیے گئے لوگوں سے مراد وہ تاتاری منگول ہیں جنہوں نے
656ھ بمطابق 1258ء میں متعدد اسلامی ممالک میں تباہی پھیلا دی اور بے شمار
لوگوں کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ مگر بالآخر حکمت الہی کا تقاضا یہ ہوا کہ یہ لوگ
اسلام قبول کر کے امت اسلامیہ کا حصہ بن گئے۔



1 صحیح البخاری، الجہاد والسير، حدیث: 2928، و صحیح مسلم، الفتن، حدیث:

15 - کوڑے برسائے والے ظالم حکمرانوں کا ظہور

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جن علامات قیامت کی خبر دی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ظالم و جابر حکمرانوں کے کارندے لوگوں کو ایسے کوڑوں سے ماریں گے جو گائے کی دم سے مشابہ ہوں گے۔ ان کوڑوں کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں



چمڑے کے، بجلی کے، ربڑ یا پلاسٹک کے اور درختوں کی شاخوں سے بنے ہوئے کوڑے شامل ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ سَيَاطٌ

كَأَنَّهَا أذْنَابُ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيُرْوَحُونَ فِي غَضَبِهِ»

”آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے پاس گایوں کی

دموں جیسے کوڑے ہوں گے۔ یہ (ظالم) اللہ کی ناراضی کی حالت میں صبح

کریں گے اور اس کے غضب کی حالت میں ہی شام کریں گے۔“¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1 مسند أحمد: 5/250.

”جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ان میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔“¹


حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو بہت ممکن ہے کہ تم ایک ایسی قوم دیکھو جو اللہ کی ناراضی کے عالم میں صبح کرے گی اور اس کی لعنت کی حالت میں شام کرے گی۔ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔“²

اس حدیث میں لوگوں کو مارنے کا ذکر نہیں لیکن ان پر اللہ کی ناراضی اور لعنت کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگوں پر کثرت سے ظلم و زیادتی کریں گے۔



1 صحیح مسلم، اللباس والزینة، حدیث: 2128.

2 صحیح مسلم، الجنة ونعيمها، حدیث: 2857.



ہیروشیما پر ایٹم بم کے حملے میں ایک لاکھ چالیس ہزار لوگ مارے گئے

16 - قتل و خونریزی کی کثرت

رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علامات قیامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قتل و غارت اور خونریزی کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ ایک وقت آئے گا کہ نہ قتل کرنے والے کو علم ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ ہی قتل ہونے والے کو علم ہوگا کہ اسے کس پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا

يَذْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ، وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ - فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «الْهَرَجُ، الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ»

”اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک ایسا دن نہ آجائے کہ جب نہ مارنے والے کو علم ہوگا کہ وہ (اس انسان کو) کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ قتل ہونے والے کو معلوم ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل و خون ریزی کی کثرت کی وجہ سے، اور قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔“¹

اس خون ریزی کی ابتدا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ایسی لڑائیوں کا آغاز ہو گیا جن کے لیے کوئی معقول جواز نہ تھا۔ ان جنگوں میں ہزاروں قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ جدید تباہ کن اسلحہ کی بھی بھرمار ہو گئی ہے جو آج کل کی ہلاکت خیز جنگوں میں استعمال ہو رہا ہے۔

بعض جنگوں میں ہلاک شدگان کی تعداد

- ① پہلی جنگ عظیم میں ڈیڑھ کروڑ انسانوں کو قتل کیا گیا۔
- ② دوسری جنگ عظیم میں ساڑھے پانچ کروڑ افراد قلمہ اجل بنے۔
- ③ ویت نام کی جنگ میں تیس لاکھ افراد مارے گئے۔
- ④ روسی خانہ جنگی میں ایک کروڑ آدمی جان سے گئے۔

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2908.



- ⑤ سپین کی خانہ جنگی ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کا خون پی گئی۔
- ⑥ عراق ایران جنگ (خلیج کی پہلی جنگ) میں دس لاکھ انسانی جانیں گئیں۔
- ⑦ عراق پر استعماری قبضے کے دوران دس لاکھ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔
- اگرچہ ان میں سے بعض جنگوں پر حدیث کے یہ الفاظ (نہ قتل کرنے والے کو علم ہو گا کہ وہ اس شخص کو کیوں قتل کر رہا ہے) صادق نہیں آتے، تاہم ان کا تذکرہ یہاں قتل و خونریزی کی کثرت کو بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔





17 - دیانت داری کا انسانی قلوب سے خاتمہ

مناسب آدمی کی مناسب جگہ پر تقرری ہی امت کی بقا، ملکوں اور انسانوں کی اصلاح اور تہذیب و تمدن کے ارتقا کی بنیاد ہے۔ جب امانتیں برباد ہونے لگیں تو پیمانے بدل جاتے ہیں اور لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ نااہل لوگ کلیدی مناصب پر قبضہ جما لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف افرا تفری اور بد نظمی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ان امور کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ آگاہ فرما چکے ہیں۔

امانت کے ضیاع کا سبب، نیتوں میں فتور

حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی تھی، پھر قرآن نازل ہوا اور لوگوں نے امانت کی اہمیت قرآن سے اور سنت سے معلوم کی۔“

پھر آپ ﷺ نے ہمیں بتلایا کہ ایک وقت آئے گا جب امانت لوگوں کے دلوں سے نکال لی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی رات کو سوئے گا تو اچانک اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی مگر امانت کا کچھ نہ کچھ اثر ایک



نقطے کی مانند دل میں باقی رہ جائے گا۔ پھر اگلی رات وہ سوئے گا تو باقی امانت بھی قبض کر لی جائے گی حتیٰ کہ اس کا معمولی سا اثر باریک چھلکے کی طرح باقی رہ جائے گا۔ جس طرح آپ دیکھتے ہوئے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیں تو اس پر چھالا پڑ جاتا ہے۔ امانت کا یہ اثر اس چھالے کے بیرونی چھلکے کی طرح نہایت کمزور ہوگا۔ آپ کو پاؤں کا چھالا ابھرا ہوا نظر آتا ہے، حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے وہ کچھ بھی

نہیں ہوتا (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے بات سمجھانے کے لیے ایک کنکری پکڑ کر اپنے پاؤں پر لڑھکا دی) پھر فرمایا: ایک وقت آئے گا لوگ خرید و فروخت کے لیے نکلیں گے، لیکن ڈھونڈنے کے باوجود انھیں کوئی امانت دار آدمی نہیں ملے گا، حتیٰ کہ یہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے۔ یہاں تک کہ کسی شخص کے بارے میں لوگوں کی رائے یہ ہوگی کہ دیکھو وہ شخص کتنا بہادر ہے! کتنا خوش مزاج ہے! کتنا عقل مند ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔“

حذیفہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”مجھ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں خرید و فروخت کرتے وقت اس بات کی پروا نہیں کرتا تھا کہ میں جس سے خریداری کر رہا ہوں اس کا دین کیا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوگا تو میرا حق ادا کرے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہوگا تو بھی اپنے وکیل کے ذریعے میرا حق ادا کر دے گا۔ مگر آج میں فلاں اور فلاں آدمی کے سوا کسی اور سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔“¹

جب لوگوں کی اکثریت کے ضمیر خراب ہو جائیں، معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو امانتیں ضائع ہوں گی اور قیامت قریب آجائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو جاری رکھی

1 صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: 6497، و صحیح مسلم، الایمان، حدیث: 143.

اور اعرابی کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اعرابی کی بات تو سنی ہے مگر اس کے سوال کو پسند نہیں کیا، (اس لیے جواب دینے سے گریز فرما رہے ہیں)۔ دوسروں نے کہا: آپ ﷺ نے بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی تو فرمایا: ”وہ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟“ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں یہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔“ اس نے عرض کیا: امانتیں کیسے ضائع ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔“¹

قیامت کی یہ نشانی ہماری عملی زندگی میں آج پوری طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وزارتوں میں، یونیورسٹیوں میں اور معاشرے میں بہت سی اہم ذمہ داریاں اور وہ مناصب جو براہ راست لوگوں کے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں، ان پر زیادہ باصلاحیت، مناسب، امانت دار اور لوگوں کے مسائل کو سمجھنے والے لوگوں کے بجائے ان لوگوں کو فائز کر دیا جاتا ہے جن کی ان اداروں کے سربراہوں اور ذمہ داروں سے ذاتی واقفیت ہوتی ہے یا جن کے ساتھ کسی افسر کا مفاد وابستہ ہوتا ہے۔ وہ اس کی سفارش کر کے اس کو منصب دلوادیتا ہے۔

جی ہاں! ”جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔“

1 صحیح البخاری، العلم، حدیث: 59.

18 - سابقہ امتوں کے طریقوں کی پیروی

امت مسلمہ جن بڑے بڑے فتنوں سے دوچار ہے، ان میں سب سے بڑا فتنہ اندھی تقلید اور یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کے اخلاق و عادات کی قابل نفرت مشابہت اختیار کرنا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ سابقہ گمراہ امتوں یہود و نصاریٰ کی عادات و روایات کی تقلید کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت پہلے لوگوں

کے راستے پر من وعن قدم بقدم نہ چلنے لگے۔“ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا پہلے لوگوں سے آپ کی مراد فارس و روم ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون!“¹

جن چیزوں سے اللہ کے نبی ﷺ نے ڈرایا تھا، ان میں سے اکثر واقع ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بھی یقیناً واقع ہوں گی، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ صَبَّ لَا تَبَعْتُمُوهُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ؟ قَالَ: «فَمَنْ؟»

”تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی اس طرح پوری پوری پیروی کرو گے جس طرح بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ضرور ان کی پیروی کرو گے۔“ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون؟“²

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بالشت، ہاتھ اور سانڈے کے بل کی تشبیہ ان اقوام کی مکمل اقتدا اور اندھی تقلید کو واضح کرنے

¹ صحیح البخاری، الاعتصام بالکتاب، حدیث: 7319. ² صحیح البخاری، احادیث الأنبياء، حدیث: 3456، و صحیح مسلم، العلم، حدیث: 2669.

کے لیے دی گئی ہے۔¹

یہود و نصاریٰ کی وہ تقلید جس کی حدیث پاک میں مذمت کی گئی ہے، اس میں وہ چیزیں شامل نہیں ہیں جو ہمارے دین کے خلاف نہ ہوں، مثلاً: ہمارا ان کے ساتھ معلومات و تجربات کا تبادلہ کرنا، ان کی مفید ایجادات سے استفادہ کرنا اور ان کے انتظامی نظم و نسق سے فائدہ اٹھانا اس مذموم اقتدا میں نہیں آتا۔

قابل مذمت تقلید سے مراد یہ ہے کہ ان کے لباس و عادات اور معاشرتی رسم و رواج، مثلاً: اختلاط مرد و زن اور بے پردگی وغیرہ کی تقلید کی جائے۔ یا ان کے اس اقتصادی نظام کی پیروی کی جائے جو ہمارے دین کی تعلیمات کے خلاف ہو، جیسے سودی لین دین اور دیگر مالی معاملات وغیرہ ہیں۔



1 فتح الباری، شرح صحیح البخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، حدیث: 7319.

19 - لونڈی کا اپنی مالکہ کو جہنم دینا

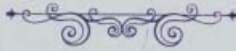
علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مملوکہ لونڈی ایسے بچے کو جہنم دے گی جو اس کا آقا بنے گا۔ یہ اس طرح ہوگا کہ جب کوئی آزاد شخص اپنی لونڈی سے جماع کرے گا تو وہ اس سے حاملہ ہو جائے گی اور ایک بچے کو جہنم دے گی جو بڑا ہو کر ایک ایسا آزاد نوجوان بنے گا، جس کا والد زندہ ہوگا مگر اس کی والدہ بدستور لونڈی ہی ہوگی۔ چنانچہ وہ نوجوان اپنی ماں کے مالک کی حیثیت اختیار کر لے گا۔

حدیث جبریل میں ہے کہ جب انہوں نے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اس کی نشانیوں کے بارے میں بتلاؤں گا۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جہنم دے گی تو یہ قرب قیامت کی علامت ہوگی۔“¹

1 صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: 4777.



اس کے معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ بادشاہ لونڈیوں کے لطن سے پیدا ہوں گے، اس طرح بیٹا بادشاہ ہوگا، جبکہ اس کی ماں اس کی رعایا میں شامل ہوگی۔



20 - لباس پہننے کے باوجود تنگی عورتوں کا ظہور

عورتوں کی بے پردگی اور زینت کا بے جا اظہار بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ عورتوں کا ایسے تنگ لباس پہن کر گھروں سے نکلنا جس سے ان کے جسمانی نشیب و فراز نمایاں ہوتے ہوں اور ایسے شفاف باریک کپڑے پہن کر نکلنا جن کے باعث بیٹھتے اور چلتے وقت ان کے اعضائے جسمانی واضح ہو کر سامنے آتے ہوں۔ ایسی عورتیں بظاہر تو کپڑوں میں ملبوس ہوتی ہیں، مگر درحقیقت وہ تنگ کپڑوں، اعضائے جسمانی کی نمائش اور جسم کے پرفتن حصوں کو ظاہر کرنے کی وجہ سے تنگی ہی ہوتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا:

قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ،

يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَ نِسَاءٌ

كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ، مُمِيلَاتٌ

مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ

الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ

رِيحَهَا، وَإِنْ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ

مَسِيرَةٍ كَذَا وَ كَذَا»



” دو ایسے جہنمی گروہ جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ (ظالم) لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔¹ دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی تنگی ہی نظر آئیں گی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود بھی لوگوں کی طرف مائل ہونے والی، ان کے سر (کے بال) بختی اونٹوں کی کوہانوں کی مانند ایک جانب کو ڈھلکے ہوئے ہوں گے۔ یہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے آ رہی ہوگی۔“²

«مائتلات» کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ یہ خواتین اللہ کی اطاعت سے انحراف کرنے والی اور اس کی اطاعت پر استنقامت نہ دکھانے والی ہوں گی۔

«ممیلات» کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ دوسری عورتوں کو فحاشی کی طرف راغب کرنے والی، یعنی یہ فساد میں مبتلا اور فساد پھیلانے والی عورتیں ہوں گی۔

«رؤوسهن كأسنمة البخت» یعنی وہ اپنے سر کے بالوں کو اس طرح باندھیں گی کہ بال اوپر اٹھ جائیں گے جس طرح اونٹ کی کوہان نمایاں ہوتی ہے۔ ان عورتوں کے بال ایک طرف اس طرح جھکے ہوں گے جس طرح بختی اونٹوں کی کوہانیں ایک جانب کو ڈھلکی ہوئی ہوتی ہیں۔

1 اس علامت قیامت پر علامت نمبر: 15 میں بات ہو چکی ہے۔

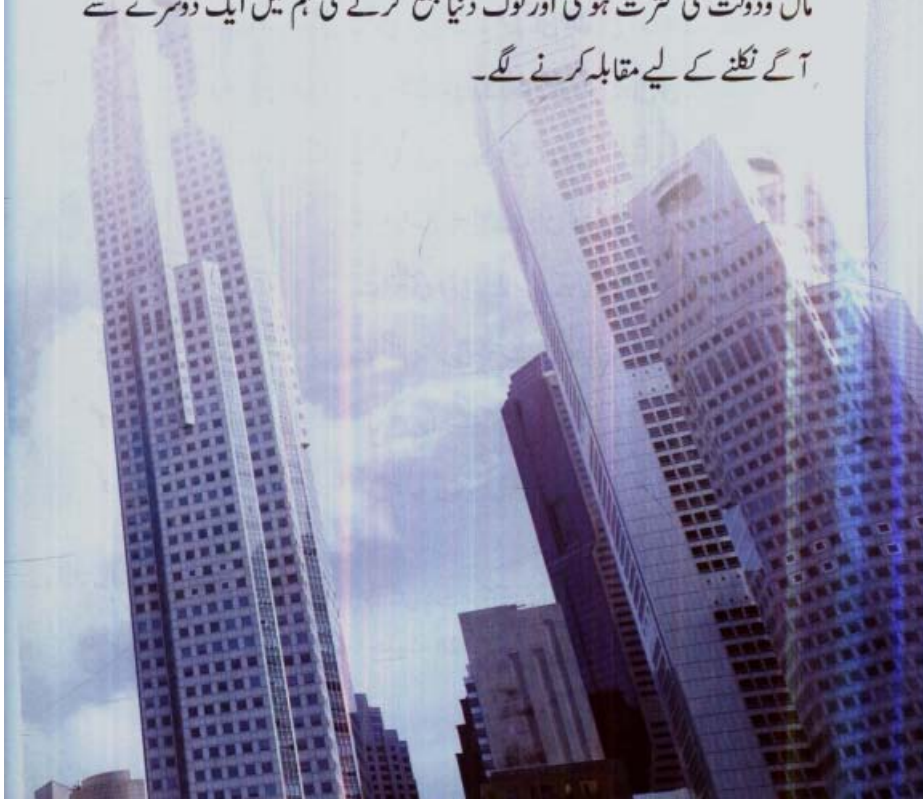
2 صحیح مسلم، اللباس والزینة، حدیث: 2128.



21۔ برہنہ پا، ننگے بدن چرواہوں کا بلند و بالا عمارتیں بنانا

وہ علامات قیامت جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے اور وہ ظاہر بھی ہو چکی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے لوگ جو برہنہ پا اور ننگے جسموں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے، عالی شان عمارات بنانے اور گھروں کی زینت و آرائش کے کام میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ میں شامل ہو چکے ہیں اور اس پر فخر و مباہات کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ اس وقت سے ہے جب مسلمانوں کو مختلف ملکوں میں فتوحات حاصل ہوئیں، مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور لوگ دنیا جمع کرنے کی مہم میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے مقابلہ کرنے لگے۔



حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، احسان اور پھر قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قیامت کی علامات کے بارے میں مطلع کرتے ہوئے فرمایا:

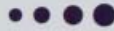
«أَنْ تَلِدَ الْأُمَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ»

”یہ کہ لوٹنڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور تو دیکھے گا کہ برہنہ پا، ننگے بدن فاقہ زدہ چرواہے (اس قدر دولت مند ہو جائیں گے کہ) بلند و بالا عمارتوں کے بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔“¹

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

”جب تو برہنہ پا، بھوکے اور فاقہ کشوں کو لوگوں کا سردار بنتے دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ قیامت کے آثار اور علامات میں سے ہے“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ بھوکے، ننگے اور فاقہ کش بکریوں والے کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرب۔“²

1 صحیح مسلم، ایمان، حدیث: 8. 2 مسند أحمد: 319/1، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 332/3، حدیث: 1345.



اس میں شک نہیں کہ گھر بنانا، عمارتیں تعمیر کرنا اور انھیں بلندی تک لے جانا کوئی حرام کام نہیں، خصوصاً جب ان میں تجارتی فوائد ہوں اور یہ فخر وغرور اور تکبر کے لیے بھی نہ ہوں۔

عمارات میں تطاول (زیادتی) دو طرح سے ہو سکتی ہے: ایک تو انھیں کئی کئی منزلیں بنا کر بے تحاشا بلند کرنا اور دوسرا انھیں خوب سجانا، مضبوط کرنا، منقش کرنا، وسیع کرنا، ان میں کثرت سے مجالس اور ماحقہ عمارات بنانا۔

یہ سب کچھ موجودہ زمانے میں امر واقع کے طور پر موجود ہے، جبکہ اموال کی کثرت ہو چکی ہے اور لوگوں پر دنیا کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔¹

مقصود کلام یہ ہے کہ صحراؤں کے بدو جو بکریاں چرانے والے تھے، صحرا کو چھوڑ دیں گے اور اونچی عمارتیں بنانے میں مبالغہ اور مقابلہ بازی کریں گے۔ گھروں، دکانوں اور پلازوں کی یہ سب تعمیر فخر وغرور اور تکبر کے لیے ہوگی۔ ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کی بلڈنگ دوسری تمام عمارات سے زیادہ بلند ہو۔ آج کے زمانے میں عربوں میں بھی اور غیر عربوں میں بھی عمارتوں کی تعمیر میں مبالغے کا رواج عام ہے اور نہ صرف افراد بلکہ حکومتیں بھی اس دوڑ میں شامل ہو گئی ہیں۔ اور وہ بھی بلند و بالا پلازوں کے بنانے اور ان پر فخر وغرور کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔

1 دیکھیے إتحاف الجماعة بما جاء في الفتن والملاحم وأشراط الساعة للشيخ

22- خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا



اللہ تعالیٰ نے ہر خاص و عام کو سلام کہنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ یہ لوگوں کے درمیان محبت اور رابطے کی علامت بن جائے، حکم دیا گیا کہ چھوٹا بڑے کو اور غنی فقیر کو سلام کرے، نیز رسول اللہ ﷺ نے ہر عرب و عجم اور سیاہ و سفید کو حکم دیا کہ وہ ہر شخص کو سلام کہے چاہے اس سے واقفیت ہو یا نہ ہو۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى

تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْلَا أُدْلِكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»

”تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان دار نہ ہو جاؤ اور تم ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگ جاؤ۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔“¹

1 صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 54.

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ صرف خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص صرف اسی کو سلام کہے گا جس سے اس کی جان پہچان ہوگی اور جس سے واقفیت نہ ہوگی اسے سلام نہیں کرے گا۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کیا جانا چاہیے، آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

ابو الجعد کہتے ہیں! عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: ابن مسعود: تم پر سلام ہو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں نے اللہ کے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوگا، مگر اس میں دو رکعات ادا نہیں کرے گا اور یہ بھی کہ ایک شخص سلام صرف اسی کو کہے گا جس سے اس کی واقفیت ہوگی۔“¹

صحیحین میں روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ»

”کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔“²

1 صحیح ابن خزیمہ: 283/2، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحہ: 248/2، حدیث: 648.

2 صحیح البخاری، الاستئذان، حدیث: 6236، و صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 39.



25 - 24 - 23

تجارت کا پھیلنا، خاوند کی تجارت میں عورت کی شراکت اور بعض تجار کا مارکیٹ پر قبضہ

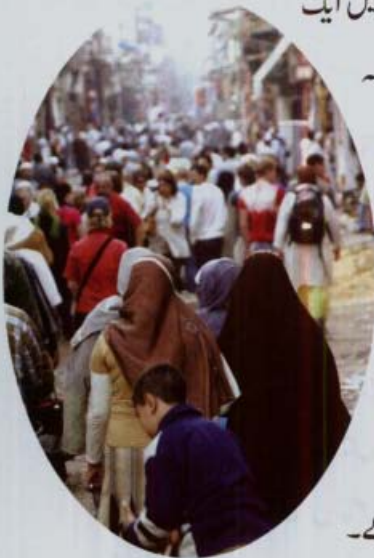
تجارت کے کام میں آسانیاں پیدا ہونے کے باعث اکثر لوگ اس پیشے کو اختیار کر لیں گے، حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت کے انتظام میں شریک ہو جائے گی۔ ان دونوں علامتوں کا ذکر حدیث میں ایک ساتھ آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے قریب خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، تجارت بہت پھیل جائے گی حتیٰ کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں مددگار بنے گی۔ قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی دی جائے گی، سچی گواہی کو چھپایا جائے گا اور قلمی تحریروں کا دور

دورہ ہوگا۔¹

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مال کی بہت کثرت ہو جائے گی۔ تجارت
 عام ہو جائے گی۔ جہالت کا دور دورہ ہوگا۔ ایک آدمی مال فروخت کرے گا مگر کہے
 گا: ٹھہرو! میں فلاں قبیلے کے تاجر سے مشورہ کر لوں اور پھر ایک بڑی آبادی میں
 لکھنے والے کا تب کو تلاش کیا جائے گا مگر وہ نہیں مل سکے گا۔“²

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”آدمی مال بیچے گا مگر کہے گا: ٹھہرو! مجھے بنو فلاں کے
 تاجر سے مشورہ کر لینے دو اور ایک عظیم آبادی میں ایک
 بھی کا تب نہ ہوگا“ اس کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ
 بڑے بڑے تاجر جو غالباً راس المال کے
 مالک ہوں گے، یا پھر ایجنٹ ہوں گے جن
 پر سامان کی درآمد و برآمد کے لیے انحصار کیا
 جائے گا، شاید انہی لوگوں کا بازار پر کنٹرول
 ہوگا اور یہی لوگ اپنی مرضی کے نرخ مقرر
 کریں گے۔ چھوٹے تاجر، ان بڑوں کی مرضی
 اور اجازت کے بغیر خرید و فروخت نہیں کر سکیں گے۔



1 مسند أحمد: 407/1. شیخ شعيب الارؤوط نے اسے حسن کہا ہے۔ 2 سنن النسائي،

البيوع، حدیث: 4461، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 631/6، حدیث: 2767.

یا پھر مطلب یہ ہے کہ سودا کرتے وقت بیع کے انعقاد کو کسی دوسرے تاجر کی رضامندی سے مشروط کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ”ایک بڑی آبادی میں ایک بھی کاتب نہ ہوگا“ حالانکہ آپ ﷺ نے دوسری احادیث میں یہ خبر بھی دی ہے کہ قرب قیامت میں کتابت عام ہو جائے گی، کا مفہوم یہ ہے کہ جدید آلات کتابت عام ہو جائیں گے، مثلاً: کمپیوٹر، موبائل ٹیلیفون، ایسے آلات جو آوازن کر اس کو تحریر میں بدل دیں گے اور اسی طرح کے دیگر الیکٹرانک آلات کی کثرت ہو جائے گی۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسی نسل پروان چڑھے گی جو ہاتھ سے لکھنا جانتی ہی نہ ہوگی یا پھر لکھنا تو جانتی ہوگی مگر ان کی لکھائی اچھی نہ ہوگی۔

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں کاتب سے مراد ایسا شخص ہے جو تجارت کا معاہدہ قلم بند کر سکے اور جسے خرید و فروخت کے قوانین و احکام کا ٹھیک سے علم ہو اور وہ لوگوں کے درمیان ان کے تجارتی معاملات کو بغیر کسی معاوضے کے ضبط تحریر میں لائے۔¹

¹ یہ آخری معنی علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیے میں ذکر کیے ہیں۔



26۔ جھوٹی گواہی

جھوٹی گواہی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے بارے میں اپنی شہادت میں غلط بیانی سے کام لے، مثلاً: وہ یہ گواہی دے کہ فلاں شخص کا فلاں شخص پر حق ہے اور یہ گواہی وہ جان بوجھ کر جھوٹ کہتے اور بہتان باندھتے ہوئے دے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا أُبَيِّنُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ»، ثَلَاثًا قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ». وَ جَلَسَ وَ كَانَ مُتَكِنًا «أَلَا وَ قَوْلُ الزُّورِ»

”میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ یہ بات آپ نے تین بار دہرائی، صحابہ نے عرض کی: ضرور اے اللہ کے رسول! فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے مگر (اگلی بات کی اہمیت کے پیش نظر) سیدھے ہو کر

بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔“¹

لوگوں میں جھوٹی گواہی کا عام ہو جانا اور لوگوں کا اس بارے میں سستی کرنا قیامت کی علامات میں سے ہے، جیسا کہ حدیث سابق میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت سے پہلے جھوٹی گواہی عام ہو جائے گی۔“

جھوٹی گواہی صرف قاضی اور حاکم کے روبرو ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ زندگی کے تمام معاملات کو محیط ہے، جیسا کہ لوگوں کا آپس کے روزمرہ کے معاملات میں غلط شہادت دینا، بعض کمپنیوں اور اداروں کے ملازمین کا اپنی ذمہ داری کے حوالے سے مدارس اور جامعات میں طالب علموں کی گواہی اور بچوں کی اپنے والدین کے سامنے گواہی بھی اسی میں شامل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم یا غلط بیانی کے ذریعے دوسروں کا حق مارنے سے بہت ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلم بھائی کا مال ہڑپ کر لے گا، وہ کل اللہ کی عدالت میں اس حال میں پیش ہوگا کہ اللہ اس پر سخت ناراض ہوگا۔“²

پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمِنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلْقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ

1 صحیح البخاری، الشہادات، حدیث: 2654، و صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 87.

2 صحیح البخاری، التوحید، حدیث: 7445.

الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَيِّئُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠﴾

”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑے سے دنیاوی فائدے کی خاطر فروخت کر دیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ روز قیامت نہ تو ان سے کلام کرے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انھیں پاک ہی کرے گا۔ ان کے لیے نہایت تکلیف دہ عذاب ہے۔“¹

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کسی نے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مسلم بھائی کا حق مارا، اللہ نے اس پر جہنم واجب اور جنت حرام کر دی۔ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر وہ کوئی معمولی چیز ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواہ وہ پیلو کی ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو“²



1 آل عمران 3: 77. 2 صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 137.

27 - سچی گواہی کو چھپانا

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظالم ہو تو اس کو ظلم سے باز رکھے اور مظلوم ہو تو اس کا حق جہاں تک ممکن ہو اسے واپس دلانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سچی گواہی چھپانے کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۗ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾

”اور (سچی) گواہی کو نہ چھپاؤ، جو اسے چھپائے گا وہ گنہگار دل والا ہوگا۔“¹



سچی شہادت

آخری زمانے میں لوگ ایک دوسرے کا حق ماریں گے اور جو حقیقت حال کا علم رکھتے ہوں گے وہ خاموش رہیں گے اور طاقت کے باوجود سچی گواہی دینے سے گریز

کریں گے۔ وہ اپنے ذاتی مفادات کو گواہی دینے پر مقدم رکھیں گے اور یہ صورت حال علامات قیامت میں سے ہے، جیسا کہ حدیث سابق میں نبی ﷺ نے قیامت سے پہلے کی علامات میں سچی گواہی کے چھپانے کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

1 البقرة 2:283.

28 - جہالت کا چار سو پھیل جانا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو علم حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طہ 20:114) ”اور یہ دعا کرو: میرے پروردگار! میرا علم بڑھا“ چنانچہ آپ ﷺ علم سیکھتے بھی رہے اور لوگوں کو سکھاتے بھی رہے۔ نبی کریم ﷺ نے جہالت کی مذمت کی اور فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعَطْرِيٍّ، جَوَاطِظٍ، سَخَابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، جِيفَةٍ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ، عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيَا، جَاهِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ»
 ”اللہ تعالیٰ ہر اکھڑ مزاج، سخت طبیعت، بہت پیٹو، بازاروں اور گلیوں میں شور شرابہ کرنے والے، رات کو مردار کی طرح محو خواب رہنے والے، دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کاموں میں جتے رہنے والے، امور دنیا سے واقفیت رکھنے والے مگر امور آخرت سے جاہل شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔“¹

اور آپ ﷺ نے اس بات کی بھی خبر دی کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ جہالت عام ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”قیامت سے پہلے کچھ ایسے ایام آئیں گے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور

¹ صحیح ابن حبان: 273/1. وحسنہ الحوینی فی الفتاویٰ الحدیثیة، وفی إسناده عبد الله بن سعید، وثقه بعض الحفاظ وحديثه مستقیم.

A conceptual image featuring a man in a dark jacket standing in the center of a maze-like structure. The maze is composed of dark, rectangular blocks. The floor is covered with a dense layer of books, some stacked high and others scattered. The word "IGNORANCE" is written in large, white, stylized letters across the floor in front of the man. A large white question mark is positioned below the word. The overall scene is dimly lit, with a focus on the man and the text.

IGNORANCE

?

جهالت

1 جہالت چار سو پھیل جائے گی۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اسلام ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار مٹ جاتے ہیں حتیٰ کہ کوئی نہیں جانے گا کہ نماز، روزہ، عبادت اور صدقہ کیا چیز ہوتی ہے۔“²

آپ نے علامات قیامت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جہالت عام ہو جائے گی۔³

اگر کوئی شخص آج بہت سے مسلم ممالک کے حالات پر غور کرے تو اس کے علم میں یہ بات آئے گی کہ ان میں سے اکثر لوگ امور معاش اور اپنے فوائد کے بارے میں تو جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو یہ علم تو ہے کہ کمپیوٹر سے کام کیسے لینا ہے، موبائل کا استعمال کیسے عمدہ سے عمدہ کیا جا سکتا ہے، گاڑی کون سی اچھی ہے۔ لیکن اگر آپ اس سے سوال کریں کہ ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ کے کیا معنی ہیں، ﴿غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ نماز میں بھول جائیں تو سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا ہے یا بعد میں؟ تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا دل و دماغ ان معلومات سے یکسر خالی ہے۔

جی ہاں! جہالت ہر جگہ ڈیرے جمالے گی۔

1 صحیح البخاری، الفتن حدیث: 7063، و صحیح مسلم، العلم، حدیث: 2672.

2 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4049. 3 مسند أحمد: 439/1 و حسنہ شعیب الأرناؤوط.

نوبت بایں جا رسید کہ ایک دن انھی دنیا داروں میں سے ایک نے مجھ سے سوال کیا: بھائی جان! ذرا یہ بتائیے گا کہ کیا نفل نماز سے پہلے بھی وضو کرنا ضروری ہے یا یہ صرف فرض نماز کے لیے ہوتا ہے؟ مجھے اس کے سوال پر تعجب ہوا۔ اور پھر یہ تعجب اپنے عروج پر پہنچ گیا جب مجھے پتہ چلا کہ موصوف ایک یونیورسٹی میں تیسرے سال کے طالب علم ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ لوگوں کی اکثریت طلاق و نکاح، خرید و فروخت اور عبادات کے احکام و مسائل سے لاعلم ہے، حالانکہ انھیں اس علم کی شدید ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ صورت حال وسائل لہو و لعب کی کثرت، لوگوں کی معاشی اور اقتصادی معاملات میں مشغولیت، علمی محفلوں اور علماء کی مجالس سے غیر حاضری اور دینی کتب کے عدم مطالعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔
 واللہ المستعان۔





31 - 30 - 29

لاچ اور کنجوسی کی کثرت، قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک

علامت قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ ایسی نفسیاتی بیماریاں عام ہو جائیں گی جو اسلامی معاشرے کو پارہ پارہ کر دیں گی۔ انھی میں سے ایک حد سے بڑھا ہوا لاچ

بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حرص اور لالچ میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔“¹

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی معاملہ سخت سے سخت ہوتا چلا جائے گا اور لوگوں کے بخل اور حرص میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔“²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

«يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ»

”زمانہ قریب تر ہو جائے گا، عمل کم ہو جائے گا، بخل و حرص کا دور دورہ ہوگا

1 المعجم الأوسط للطبرانی: 1/218. 2 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4039، وسندہ ضعیف، وفيه محمد الجندي، وخبره منكر، أنكره النسائي وغيره.



اور قتل و غارت گری میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔¹ حدیث میں ”شَحَّ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ شخص میں بخل اور لالچ کا ایک ساتھ جمع ہو جانا۔ ہر وہ چیز جو انسان کو بھلانے والوں میں مال خرچ کرنے اور نیکی یا اطاعت الہی کا کام کرنے سے منع کرے وہ ”شَحَّ“ میں داخل ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ، وَ التَّفَاحُشُ، وَ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ، وَ سُوءُ الْمَجَاوِرَةِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فحش (بدکلامی)، بے حیائی، قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک ظاہر نہ ہو جائے۔“²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ فحش (بدکلامی) اور بخل ظاہر نہ ہو، امانت دار کو خائن نہ سمجھا جائے، امانتیں خائن کے سپرد نہ کی جائیں، «الْوَعُولُ» دنیا سے چلے نہ جائیں اور «الْتَّحُوتُ» چھانہ جائیں۔ عرض کیا گیا: یہ «الْوَعُولُ» کون لوگ ہیں اور «الْتَّحُوتُ» کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «الْوَعُولُ» سے مراد معزز اور اشرافیہ طبقہ، جب کہ «الْتَّحُوتُ» سے مراد گھٹیا

1 صحیح البخاری، الأدب، حدیث: 6037، و صحیح مسلم، العلم، حدیث: 157.

2 مسند أحمد: 162/2، والمستدرک للحاکم: 75/1، و صحیحہ.

اور غیر معروف لوگ ہیں۔“¹

نبی کریم ﷺ نے جس چیز کی خبر دی تھی وہ واقع ہو چکی ہے۔ ہم بہت سے لوگوں میں جھگڑا اور فساد دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے درمیان قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک بھی ہمارے دیکھنے میں آتا ہے۔ لوگوں کے درمیان محبت، صلہ رحمی اور الفت کی جگہ بغض و نفرت اور عداوت پیدا ہو چکی ہے۔ ایسا وقت آ گیا ہے کہ لوگ اپنے پڑوسی تک سے ناواقف ہیں۔ آدمی اپنے رشتہ داروں کے بارے میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کتنے لوگ زندہ ہیں اور کتنے فوت ہو چکے ہیں۔



¹ المستدرک للحاکم، 4/547، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 639/7، حدیث: 3211.

32۔ فحاشی کا عام ہو جانا

فحاشی سے مراد عریاں لباس کا استعمال اور ایسے الفاظ بولنا جن میں بے حیائی کا عنصر پایا جائے۔ اسی طرح ایک دوسرے کو گالی دینا اور لعن طعن کرنا بھی فحش میں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے اور نہ گالی گلوچ اور لعن طعن کرتے تھے۔

فحاشی کا عام ہونا بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ امام الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ.....»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت

تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ فحاشی عام نہ ہو جائے۔“¹



1 المستدرک للحاکم: 4/547، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 7/639، حدیث: 3211.



33۔ امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جانا

امانت و دیانت کا اٹھالیا جانا اور مناصب کا نااہل لوگوں کے سپرد کیا جانا بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانت دار شخص کو خائن سمجھا جائے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص واقعی امانت دار ہوگا اسے تو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس کی امانت و صداقت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور جو فی الحقیقت جھوٹا، منافق، خوشامدی، چرب زبان اور خائن ہوگا اسے قابل اعتماد سمجھا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! ”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ..... امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا۔“¹

1 المستدرک للحاکم: 4/547، وسلسلة الأحادیث الصحیحة: 639/7، حدیث: 3211.



ایک گلوکار کے گرد لوگ جمع ہیں

34۔ اچھے لوگوں کا خاتمہ اور برے لوگوں کا ظہور

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ معزز، دانا، عقلمند اور علماء ختم ہو جائیں گے اور گھٹیا، یعنی جاہل اور بازاری قسم کے لوگ ان کی جگہ لے لیں گے، کیونکہ ان کے لیے میدان خالی ہو چکا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ وَعُول فوت نہ ہو جائیں اور تَحُوت عام نہ ہو جائیں۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ ”وعول“ اور ”تحوت“ کون ہیں؟ فرمایا: ”وعول“ سے مراد معزز اور اشرافیہ طبقہ ہے اور تحوت سے

مراد گھٹیا اور غیر معروف لوگ ہیں۔ یعنی جو لوگوں کے قدموں تلے ہوتے تھے وہ مناصب سنبھال لیں گے۔¹

گھٹیا لوگوں کا اوپر آنا کبھی تو ان کے اہم مناصب سنبھال لینے اور ان کے لیے ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے پروپیگنڈے کے ذریعے سے ہوتا ہے کہ ان کے گرد ڈھولچوں اور طبلہ نوازوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جبکہ دانشور، مفکرین اور لوگوں کی خیر خواہی کرنے والوں کو نظروں سے اوجھل اور ذرائع ابلاغ پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔



بزاروں لوگ ایک فٹ بال کے کھلاڑی کے گرد جمع ہیں اور اسے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے

آج کل لوگوں میں شہرت وہی حاصل کرتے ہیں جو گانے بجانے، رقص و سرود اور عیاشی و فحاشی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ جہاں تک کسی عالم، سائنسدان، قابل ڈاکٹر، انجینیر اور ان جیسے دیگر جوہر قابل کا تعلق ہے تو یہ لوگ بالعموم گوشہ گمنامی میں پڑے رہتے ہیں۔ قیامت کی یہ نشانی عصر حاضر میں واضح اور نمایاں ہو کر سامنے آچکی ہے۔

لیکن ابھی تک صورت حال زیادہ خراب نہیں ہوئی۔ اب بھی بہت سے لوگ شوق سے دینی لیکچر سننے جاتے ہیں۔ اکثر مسلم ممالک میں علماء اور داعیان دین کی عزت بھی کی جاتی ہے۔ لوگ علمی مجالس میں شرکت کرنے اور ٹی وی چینلز کے دینی پروگرام دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ دن بدن ایسے چینلز میں اضافہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ دیکھا گیا ہے کہ غیر مسلم بھی دینی لیکچر سنتے ہیں اور ان سے بہت فائدہ ہو رہا ہے۔

1 المستدرک للحاکم: 547/4، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 639/7، حدیث: 3211.



35۔ مال کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں

لا پرواہی

جب مسلمان کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے تو اس کے دین میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جب اس کے دین میں نقص واقع ہوتا ہے تو وہ شبہات والی چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ مرحلہ آتا ہے کہ وہ حرام کا ارتکاب کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے اس امر کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ جو کچھ وہ کما رہا ہے اس کا ذریعہ حلال ہے یا حرام، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی۔ یہ چیز موجودہ دور میں عملی طور پر واقع ہو چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ، أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ»

”لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس بات کی بالکل پروا نہیں کرے گا کہ جو مال وہ کما رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔“¹

آج اگر آپ لوگوں کے حالات پر غور کریں تو دیکھیں گے کہ لوگوں کی اکثریت ہر طرح مال جمع کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے اور انھیں اس بات کی ذرا پروا نہیں کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کے دور میں لوگ حرام کاروبار میں ملازمتیں حاصل کرنے اور حرام اشیاء کی تجارت کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے، مثلاً: سگریٹ، شراب یا خواتین کے لیے غیر ساتر لباس کی تجارت کرنا، یا سودی کاروبار کرنا، یا ایسے کاروبار کے لیے دکان کرائے پر دینا جو حرام ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كُلُوا مِنْ الطَّيِّبَاتِ﴾² ”پاک اور حلال چیزیں کھاؤ۔“

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ ہر وہ گوشت جو سود اور حرام کمائی سے پروان چڑھتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہی زیادہ مناسب ہے۔ جو شخص پرہیزگاری سے کام لیتا اور شہیے والی چیزوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے وہ لوگوں میں ایک اجنبی شخص سمجھا جاتا ہے اور اسے ضرورت سے زیادہ محتاط ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر وہ رشوت قبول نہیں کرتا تو بعض اوقات اسے اپنے منصب یا ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

1 صحیح البخاری، البيوع، حدیث: 2083. 2 المؤمنون 51:23.



«فَمَنْ اتَّقَى الْمُسْتَبْهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَ عِرْضِهِ، وَ مَنْ وَقَعَ فِي
الشُّبُهَاتِ كَرَّاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ»
”جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچے گا وہ اپنے دین اور آبرو کو (نقص
سے) بچالے گا اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا (وہ حرام میں مبتلا ہو گیا)
اس چرواہے کی طرح جو کسی کی چراگاہ کے ارد گرد اپنے جانور چراتا ہے
قریب ہے کہ اس چراگاہ میں واقع ہو جائے۔“¹

1 صحیح البخاری، الإیمان، حدیث: 52، و صحیح مسلم، المساقات، حدیث: 1599،



36۔ مال فے کی من مانی تقسیم

مال فے سے مراد وہ مال ہے جسے مجاہدین قتال کے بغیر ہی حاصل کر لیں، خواہ دشمن میدان جنگ سے بھاگ گیا ہو یا اس نے شکست تسلیم کر کے ہتھیار ڈال دیے ہوں یا دشمن نے وہ مال خود مسلمانوں کے سپرد کر دیا ہو۔ ایسے مال کو اسی طرح تقسیم کیا جائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ
مِنْكُمْ﴾

”بیتوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ کا اور رسول کا اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ ہی میں یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔“¹

1 الحشر 59:7.





اللہ تعالیٰ نے اس مال کو اپنے فرمان کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا تاکہ غنی لوگ اس مال پر قابض ہو کر فقراء کو محروم نہ کر دیں۔ آخری زمانے میں لوگ اللہ کی بیان کردہ تقسیم کی مخالفت کریں گے۔ مال دار اور بڑے لوگ آپس ہی میں اس مال کی بندر بانٹ کر لیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہی بات بتلائی گئی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب مال فے کو آپس ہی میں بانٹ لیا جائے اور امانت کو بوجھ سمجھا جائے.....“ یہ حدیث تفصیل سے آگے آئے گی۔¹



1 دیکھیے: علامات صفحہ نمبر: 45۔

37۔ امانت کو مالِ غنیمت سمجھنا

اللہ تعالیٰ نے امانت کی حفاظت کرنے اور اسے صحیح سلامت اس کے مالکوں کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

”اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچا دیا کرو۔“¹

آخری زمانے میں یہ ہوگا کہ کچھ مالِ امانت کے طور پر حفاظت کے لیے ایک شخص کے حوالے کیا جائے گا مگر وہ اسے غنیمت سمجھ کر اپنی ملکیت تصور کر لے گا اور جب مالک اپنا مال واپس طلب کرے گا تو وہ اسے واپس کرنے سے انکار کر دے گا۔²

¹ النساء: 4: 58۔ ² یہ علامت اور کچھ دیگر علامات حدیث میں ایک ساتھ مذکور ہیں جو علامات صغریٰ میں نمبر: 45 پر آئیں گی۔

—38—

بیوی کی فرماں برداری اور ماں کی نافرمانی

یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے کہ آدمی اپنی والدہ کی نافرمانی کرے گا، اپنی بیوی کو اپنے قریب رکھے گا اور اکثر و بیشتر حالات میں ماں باپ کے مقابلے میں اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے گا۔ یہ خرابی آج کے زمانے میں ظاہر ہو چکی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گھر میں ماں بالعموم تنہا اور افراد خانہ سے الگ تھلگ رہتی ہے۔ اس کی اولاد کم ہی اس کی زیارت و ملاقات کرتی ہے۔ جبکہ آدمی کی

بیوی اور بچے

اس کے ساتھ عزت اور آسودگی کی

زندگی سے لطف اندوز ہوتے اور سیرو

سیاحت میں مشغول رہتے ہیں۔

اگر ماں اور باپ اولاد کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے

ہوں تو ان کے لیے بالعموم وہ انتظام و اہتمام دیکھنے میں

نہیں آتا جو دوسروں کے لیے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب فے کا مال آپس میں بانٹ لیا جائے، آدمی اپنی بیوی

کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے، دوست کو قریب اور باپ کو دور

کرے.....“ مکمل حدیث آگے آئے گی۔¹

1 دیکھیے علامات صغریٰ میں نمبر: 45.



39 - لوگوں کا خوش دلی سے زکاۃ ادا نہ کرنا

«وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا» ”اور جب زکاۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے۔“

ایک مسلمان سے مطلوب یہ ہے کہ اس کا دل اپنے مال اور سونے چاندی وغیرہ کی زکاۃ نکالتے وقت مطمئن اور راضی ہو، اس لیے کہ یہ زکاۃ مال کو پاک کرنے اور اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ کوئی ٹیکس یا جرمانہ نہیں ہے۔

لیکن آخری زمانے میں مال کی شدید ہوس اور بخل لوگوں کے دلوں میں جمع ہو جائے گا۔ بعض مالدار اشخاص زکاۃ دیتے وقت یہ خیال کریں گے کہ یہ کوئی جرمانہ یا ٹیکس ہے جو ان سے زبردستی وصول کیا جا رہا ہے۔ ایسا شخص اس کی ادائیگی تو کر دے گا مگر بوجھل دل کے ساتھ۔ یہی وجہ ہے کہ اسے نیک نیت نہ ہونے کی بنا پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

40 - غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنا

اصول یہ ہے کہ انسان شرعی علم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سمجھ کر سیکھے، سکھائے اور پھیلائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَنْظُرُونَ حَتَّى تَنْمُلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لِيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ»

”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں سمندر کے پانیوں میں اس شخص کے لیے دعا مانگتی ہیں جو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے۔“¹



1 جامع الترمذی، العلم، حدیث: 2658، وقال: حدیث حسن غریب صحیح.

آخری زمانے میں بہت سے لوگ قرآن و سنت اور فقہ کا علم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ نمایاں ہونے، شہرت پانے اور دیگر دنیاوی مقاصد کے لیے حاصل کریں گے، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مال فہ کو آپس میں بانٹ لیا جائے گا اور علم غیر دینی مقاصد کے لیے حاصل کیا جائے گا.....“¹

آگے یہ حدیث مکمل طور پر آئے گی۔²



1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2211، وفي سنده مقال.

2 دیکھیے علامت صغریٰ نمبر: 45.

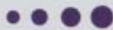
41۔ دوستوں سے قربت اور ماں باپ سے دوری

ماں باپ کی نافرمانی یہ بھی ہے کہ آدمی کی ہم نشینی، الفت اور گرمجوشی دوستوں اور ساتھیوں کے لیے ہو اور ماں باپ کو نظر انداز کر دے۔

بعض اوقات ہمارے نوجوان اپنے والد سے بڑھ کر دوستوں کے ساتھ انس و محبت دکھاتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب باپ بوڑھا ہو اور وہ اولاد کے ساتھ روزمرہ کے معاملات میں روک ٹوک اور ڈانٹ ڈپٹ سے کام لے۔ مگر اس کے باوجود اولاد کے لیے اپنے والد کا حق پہچاننا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ ”اور والدین کے ساتھ احسان (حسن سلوک) کا رویہ اختیار کرو۔“

(بنی اسرائیل 23:17)



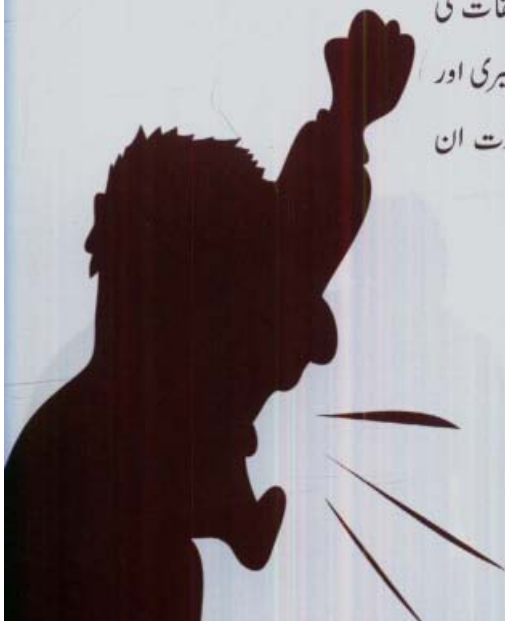


42۔ مساجد میں آوازیں بلند کرنا

مساجد کے بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ ان میں سکون و وقار کی فضا برقرار رہے۔ لیکن علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں گی اور ان میں بحث و جدال کیا جائے گا۔

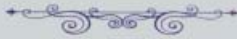
43۔ قبائل کی قیادت فاسقوں کے ہاتھ میں

قیادت و سیادت کے باب میں شرعی اصول یہ ہے کہ قیادت زیادہ صالح، زیادہ علم والے اور زیادہ موزوں لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ مگر ایک زمانہ آئے گا کہ قوموں کی قیادت و سیادت فساق و فجار کے ہاتھ میں آجائے گی۔ اس کا سبب یہ ہوگا کہ ان برے لوگوں کے پاس مال اور تعلقات کی کثرت ہوگی یا ان کی جرأت و دلیری اور بلند حسب و نسب کے باعث قیادت ان کے ہاتھ میں آجائے گی۔



44۔ سب سے رذیل شخص قوم کا سربراہ ہوگا

قیامت کی یہ نشانی بھی سابقہ نشانی سے ملتی جلتی ہے، یعنی قوم چاہے سفر میں ہو، یا کسی اہم کام کے لیے جمع ہو، یا کسی معاملے کا فیصلہ مطلوب ہو کسی بھی حال میں قوم کی سرداری کسی نیک اور منصف مزاج شخص کے ہاتھ میں نہیں دی جائے گی۔ بلکہ جو سب سے زیادہ گھٹیا اور برا ہوگا اسی کو یہ منصب سونپا جائے گا۔
 دراصل ایسی صورت حال زمانے کے بگاڑ کے باعث پیدا ہوگی یا پھر اس کا سبب یہ ہوگا کہ کمینے اور گھٹیا لوگوں کی کثرت ہوگی۔



45- آدمی کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی

ایسا اس لیے ہوگا کہ قیادت برے اور نااہل لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی اور انھی کا معاشرے میں غلبہ ہوگا، اس لیے لوگ مجبور ہوں گے کہ وہ انھی بدترین لوگوں کی عزت کریں، انھیں نمایاں حیثیت دیں، ان کا احترام کریں اور ماتھا چومیں۔ اور یہ سب کچھ ان کے ظلم و زیادتی، ایذا رسانی اور شر سے بچنے کی وجہ سے کیا جائے گا۔

علامت نمبر 36 سے یہاں تک جن علامات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب کی سب اس حدیث میں بیان کی گئی ہیں جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا اتَّخَذَ الْفَيءُ دُوْلًا، وَالْأَمَانَةُ مَعْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَعْرَمًا، وَتُعَلَّمُ لِغَيْرِ الدِّينِ، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ، وَأَذْنَى صَدِيقَهُ، وَأَقْصَى أَبَاهُ، وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسْقَهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْدَلَهُمْ، وَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ، وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كِنِظَامِ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعُ»

”جب مال فے کی بندر بانٹ ہونے لگے، امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے، زکاۃ کو جرمانہ خیال کیا جائے، علم غیر دینی مقاصد کے لیے حاصل کیا جائے، آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے، دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے، مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں، فاسق و فاجر شخص قبیلے کا سربراہ ہو، گھنیا ترین انسان قوم کا سردار ہو، آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے، ناچنے گانے والیاں اور آلات موسیقی عام ہو جائیں، شراہیں پی جائیں اور امت کے آخری زمانے کے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت لوگ سرخ ہواؤں، زلزلوں، زمین میں دھسنے، شکلیں مسخ ہونے، پتھروں کی بارش اور ایسی نشانیوں کا انتظار کریں جو اس طرح پے در پے آئیں گی جیسے کسی پرانے ہار کے ٹوٹنے پر اس کے منکے لگاتار گرتے ہیں۔“¹



¹ جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2211، وقال: حدیث غریب، والحديث في إسناده رمیح الجذامي، لا يُعرف، وله شاهد عن علي رضي الله عنه، في إسناده الفرّج بن فضالة، وآخر عند الطبراني عن عوف بن مالك، وفيه عبد الحميد بن إبراهيم.

49-48-47-46

زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو حلال سمجھنا

ایسے واضح حرام کام جن کی حرمت سے کوئی بھی مسلمان بے خبر نہیں زنا، شراب نوشی، بیہودہ آلاتِ موسیقی اور مردوں کے لیے ریشم کا استعمال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ آخری زمانے میں ان حرام چیزوں کو حلال کر لے گا اور آپ ﷺ نے اسے قربِ قیامت کی علامات میں شمار کیا ہے۔ ان محرمات کو حلال کر لینے کی دو ممکنہ صورتیں ہیں:

- ① ان چیزوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ حلال ہیں نہ کہ حرام۔
- ② لوگوں میں ان حرام اشیاء کا استعمال اس قدر زیادہ ہو جانا کہ کوئی بھی زبان یا دل سے انھیں برانہ کہے۔ لوگ ان اشیاء کو بے دھڑک استعمال کریں اور ان کی حرمت کا احساس تک نہ کریں۔

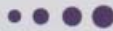
حضرت ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِيَكُونََنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْحَمْرَ وَالْمَعَازِفَ. وَ لَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ عِنْدَ جَنبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ، يَأْتِيهِمْ- يَعْنِي الْفَقِيرَ- لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: اِرْجِعْ إِلَيْنَا عَدَا، فَيَبْتِئُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ، وَيَمَسُخُ آخِرِينَ قِرْدَةً وَ خَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

”میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔ اور کچھ لوگ اپنی بکریوں کو لے کر ستانے کے لیے ایک بلند پہاڑ کے دامن میں ٹھہریں گے۔ اسی دوران میں ان کے پاس ایک حاجت مند شخص آ کر کچھ مانگے گا۔ یہ کہیں گے: ہمارے پاس کل آنا۔ مگر رات ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب انھیں آ پکڑے گا۔ پہاڑ ان کے اوپر آگرے گا اور (کچھ تو ہلاک ہو جائیں گے اور جو باقی بچیں گے) انھیں قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔“¹

دور حاضر میں متعدد مسلم ممالک کے لوگ زنا اور شراب نوشی کے معاملے میں تساہل کا شکار ہو چکے ہیں۔ زنا اور عصمت فروشی کو قانونی تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ طوائفوں اور حیا باختہ عورتوں کو باقاعدہ سرکاری سطح پر اجازت نامے جاری کیے جاتے ہیں۔

1 صحیح البخاری، الأشریة، حدیث: 5590.



شراب خانہ خراب کی خرید و فروخت تو دن کے اجالے میں علی الاعلان ہو رہی ہے۔ کئی عربی و اسلامی ممالک نے اپنی منڈیوں میں شراب کی مارکیٹنگ کا اعتراف کیا ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

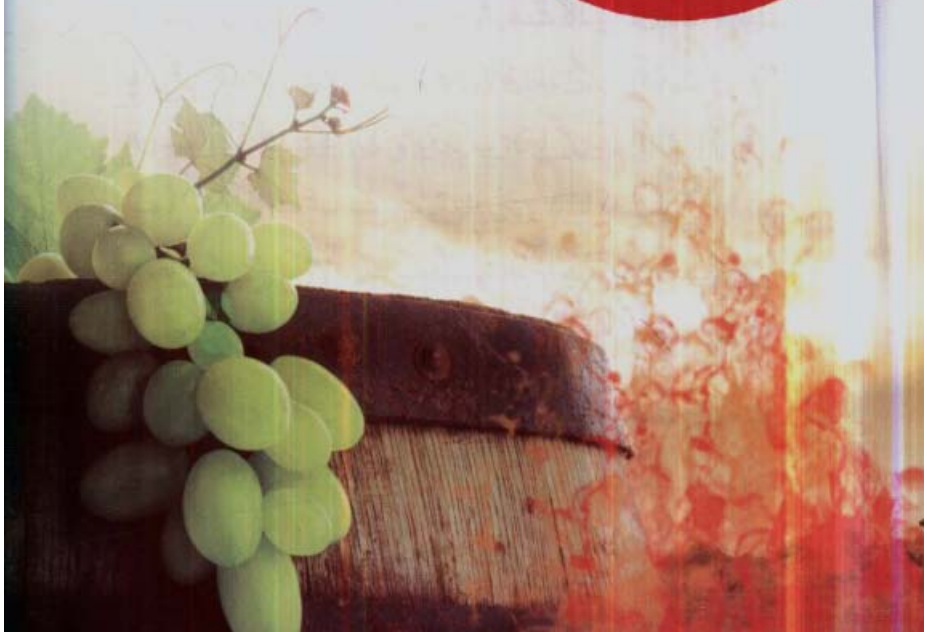
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت کے کچھ لوگ

شراب پیئیں گے اور اس کو

کسی دوسرے نام سے موسوم

کریں گے۔ ان کے سروں پر





گانے والی عورتیں آلات موسیقی کے ساتھ گیت گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔¹ آج کے زمانے میں خطرناک ترین گناہ، جس نے لوگوں کی ایک عظیم اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، موسیقی کے آلات کا بے تحاشا استعمال اور گانے سننا ہے۔ یہ گانا بجانا دل کے امراض پیدا کرنے، اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل کرنے اور قرآن مجید کے سننے اور اس سے فائدہ اٹھانے سے روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝﴾

1 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4020. بإسناد صحیحہ ابن القیم.

”اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ بے علمی سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔“¹

اہل علم نے «لہو الحدیث» کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد گیت گانا اور آلات موسیقی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے گانا سننے کو زنا اور شراب نوشی کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور موسیقی کو جائز کر لیں گے۔“

عصر حاضر میں موسیقی کی بیماری اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اس کے لیے سپیشل ٹی وی



چینلز بنائے گئے ہیں۔ جن کا کام صرف انواع و اقسام کے گانے پیش کرنا ہے۔ جبکہ بعض دوسرے چینلز کا کام صرف یہ ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے پاپ میوزک اور عیاشی و

1 لقمین 6:31.

فحاشی کے پروگرام ہی پیش کرتے رہیں۔ ان میں خبروں یا تلاوت قرآن کریم کے لیے معمولی وقفہ بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ صورت حال قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کی صداقت کی دلیل ہے۔ ایک بندہ مسلم کے لیے ان سے بچنا واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”گانا اس طرح دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے۔“¹



1 السنن الكبرى للبيهقي: 223/10.

50۔ لوگوں کا موت کی تمنا کرنا

نبی کریم ﷺ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ ایسا وقت آجائے گا کہ اس میں ظلم، فتنوں اور مصیبتوں کی کثرت ہوگی۔ حتیٰ کہ ایک شخص اپنے ساتھی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش! اس قبر میں اپنے ساتھی کے بجائے وہ مدفون ہوتا۔ کیونکہ جس قسم کی تکالیف، پریشانیوں اور مصیبتوں میں سے وہ گزر رہا ہوگا اور جس کرب و الم کا اسے سامنا ہوگا وہ موت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ»
 ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ صورت حال نہ ہو
 جائے کہ ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور آرزو کرے گا
 کہ کاش! اس قبر والے کی جگہ وہ خود اس قبر میں مدفون ہوتا۔“¹

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تم پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا
 کہ اگر تم میں سے کسی کو موت فروخت ہوتی مل جائے تو وہ اسے بھی خریدنے کے
 لیے تیار ہو جائے گا۔“²

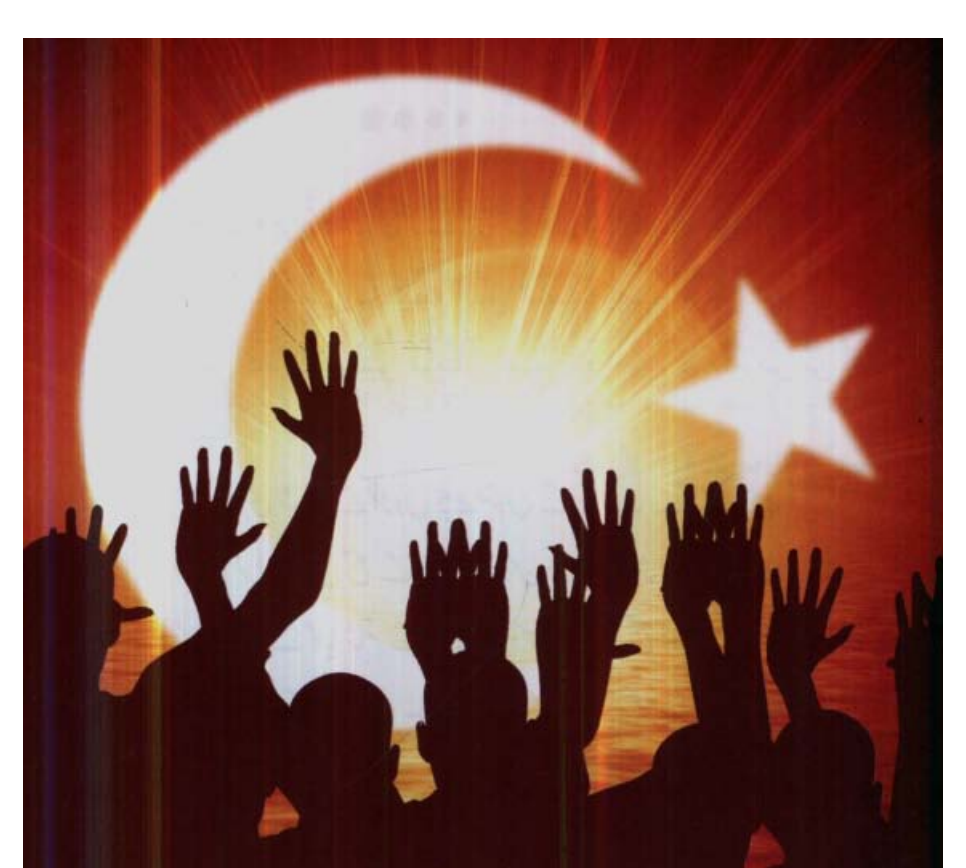
یہ حدیث ان احادیث سے معارض نہیں ہے جن میں موت کی تمنا کرنے سے منع
 فرمایا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”تم میں سے کوئی شخص مصیبت
 کے نازل ہونے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔“³

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کی پیش گوئی فرمائی ہے وہ آخری زمانے میں واقع
 ہوگی۔ وہ موت کی واضح دعا اور تمنا نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ ایک شخص کے نہاں خانہ دل
 سے اٹھنے والی یہ خواہش ہوگی کہ کاش! وہ ان برائیوں اور فتنوں والے تکلیف دہ اور
 پریشان کن حالات سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کر لے، چاہے یہ موت کے ذریعے
 ہی کیوں نہ ہو۔

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7115، وصحیح مسلم، الفتن، حدیث: 157، بعد
 الحدیث 2907. 2 السنن الواردة في الفتن للدانتي: 542/3. 3 صحیح البخاری،
 الدعوات، حدیث: 6351، وصحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: 2680.

یہ بھی ضروری نہیں کہ قرب قیامت موت کی یہ تمنا ہر مسلم کے دل میں پائی جائے۔ بلکہ یہ مختلف ملکوں کے حالات و واقعات کے مطابق ہوگی۔ لوگوں کی ایمانی حالت، مصیبت پر صبر و تحمل اور برائیوں کو برداشت کرنے کی قوت ہر وقت اور ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی۔





51۔ ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا

اور شام کو کافر

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قرب قیامت، فتنوں اور خواہشوں کی کثرت اور اہل خیر و صلاح کی قلت کے باعث لوگوں کے حالات میں بہت تیزی سے تبدیلی، تذبذب اور اختلاف رونما ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک شخص صبح کے وقت مومن ہے تو شام کو کافر ہو جائے گا، یعنی ایک حال پر برقرار نہیں رہے گا۔



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ
يُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ
الدُّنْيَا»

”اندھیری شب کے ٹکڑوں جیسے فتنوں کے سیلاب سے پہلے پہلے نیک
اعمال کر لو۔ آدمی صبح کے وقت تو مومن ہوگا لیکن شام ہونے سے پہلے
کافر ہو جائے گا یا شام کے وقت تو مومن ہوگا مگر صبح ہونے سے قبل کافر
ہو چکا ہوگا۔ آدمی معمولی سے دنیاوی فائدے کے عوض اپنا دین فروخت
کر دے گا۔“¹

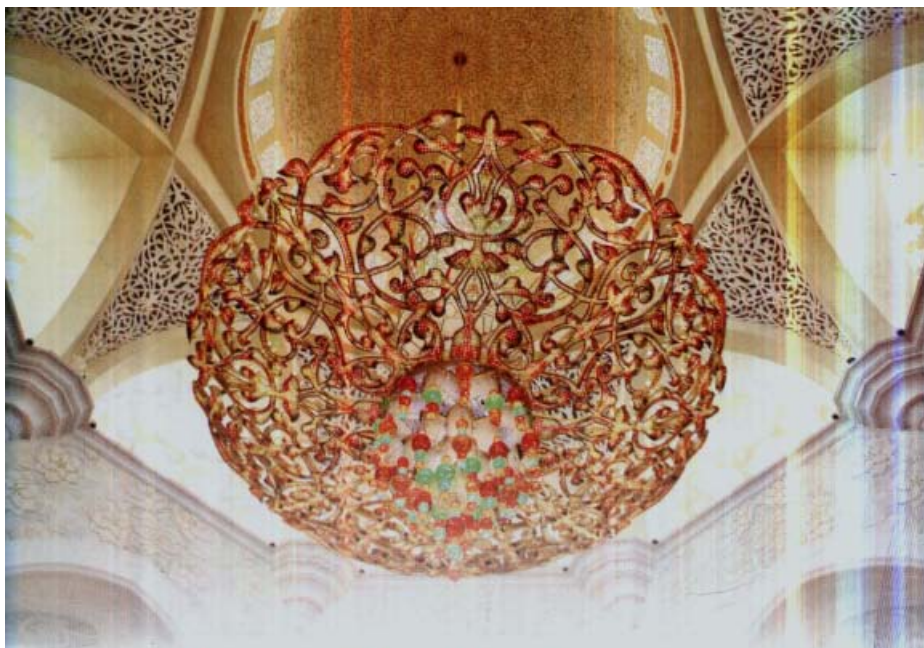
حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت سے پہلے پہلے جبکہ نیک عمل کرنا بے حد مشکل
ہو جائے، نیک عمل کر لو۔ پے در پے روز افزوں فتنوں کے اس دور میں جو اندھیری
رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے اور چاندنی کا اس میں نشان تک نہیں ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کی سنگینی اور شدت کا احساس اس طرح دلایا کہ آدمی
شام کے وقت مومن ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا۔ یا صبح کو مومن ہوگا
اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا۔ یہ فتنے اس قدر عظیم اور ہولناک ہوں گے
کہ انسان میں ایک ہی دن میں اتنی بڑی تبدیلی رونما ہو جائے گی۔²

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 118. 2 شرح مسلم للنووی.

یہ اس زمانے کا حال ہے جس میں انسان کا دین کمزور ہوگا۔ دین کے بارے میں اسے بہت سے شبہات ہوں گے۔ دین کی قطعاً کوئی واقفیت نہ ہوگی۔ جس کی وجہ سے وہ دین کو ترک کر دے گا یا کسی دنیوی مفاد اور ذاتی مصلحت کی وجہ سے دین کے بارے میں اس کے پایۂ ثبات میں لغزش پیدا ہو جائے گی۔ ہمارا موجودہ دور بھی اس حدیث کا مصداق ہے۔





52۔ مساجد کی آرائش و زیبائش اور اس پر فخر

در اصل مساجد عبادت کے لیے بنائے گئے اللہ کے گھر ہیں۔ جنہیں اہل اسلام اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے تعمیر کرتے ہیں۔ مگر آخری زمانے میں کچھ لوگ مسجدیں بنائیں گے اور انہیں نقش و نگار سے مزین کریں گے۔ ہر شخص اپنی بنائی ہوئی مسجد کے نقش و نگار اور آرائش و زیبائش پر فخر کرے گا۔ اور بعض اوقات اسے ذرائع ابلاغ پر نشر بھی کرے گا۔ نمازیوں کے دل عبادت سے ہٹ کر ان سجاوٹوں میں لگ جائیں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ»

”اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک لوگ مسجدوں پر فخر نہ کرنے

لگیں۔“¹

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امت کو اس امر سے خبردار کیا ہے کہ وہ کہیں ذکر و عبادت اور اطاعت الہی سے توجہ ہٹا کر مساجد کی عمدہ سے عمدہ تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش میں مشغول نہ ہو جائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«لَتَزَخَّرِفَنَّهَا كَمَا زَخَّرَفَهَا الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى»

”تم بھی مساجد کی اسی طرح آرائش و زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت گاہوں کی) سجاوٹ کی تھی۔“²

امام بغوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نشید“ کے معنی ہیں: عمارت کو بلند اور لمبا کرنا۔ یہود و نصاریٰ نے اس وقت اپنی عبادت گاہوں کو نقش و نگار سے مزین کرنا شروع کیا تھا جب انھوں نے اپنی کتابوں میں تحریف اور تبدیلی کر دی تھی۔“³

امام خطابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یہود و نصاریٰ نے اپنے کنبسے اور گرجے اس وقت نقش و نگار سے سجائے جب انھوں نے آسمانی کتب میں تحریف اور تبدیلی کی، چنانچہ انھوں نے دین کو ضائع کر کے تزئین و آرائش کو اپنا حرم مطہر نظر بنا لیا۔“⁴

1 سنن أبي داود، الصلاة، حديث: 449، وسنن النسائي، المساجد، حديث: 680، و سنن ابن ماجه، المساجد والجماعات، حديث: 739 وسنده صحيح. 2 سنن أبي داود، الصلاة، حديث: 448، وصحيح البخاري، الصلاة، قبل الحديث: 446. 3 فتح الباري شرح صحيح البخاري: 1/699. 4 عمدة القاري شرح صحيح البخاري: 4/303.

عصر حاضر میں مساجد کے نقش و نگار کی چند شکلیں

دیواروں کو مختلف رنگوں اور نقوشوں سے سجانا، پھر ان میں مختلف اشیاء کی شکلیں بنانا، رنگا رنگ قیمتی قالین بچھانا، چھتوں میں نت نئے نقوش بنانا اور چمکتی دکتی مہنگی روشنیوں سے مساجد کو بقعہ نور بنانا۔ یہ آرائشی اخراجات کبھی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اگر ہم اس سجاوٹ و آرائش اور رنگ برنگی روشنیوں کے اخراجات جمع کریں تو اس رقم سے متعدد نئی مساجد تعمیر کر سکتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ مساجد کی دیکھ بھال نہ کی جائے یا ان کا فرش اچھا نہ بنایا جائے، یا مسجد کی تعمیر میں کمزوری اور نقص رکھا جائے بلکہ جو چیز منع ہے وہ صرف یہ ہے کہ مساجد کی تزئین و آرائش میں مبالغہ اور اسراف سے کام نہ لیا جائے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب تم مساجد کی تزئین و آرائش میں مبالغہ کرنے لگو گے اور قرآن مجید کے نسخوں پر نقش و نگار بنانے لگ جاؤ گے تو تمہاری بربادی کو کوئی نہیں روک سکے گا۔“¹



1 المصاحف لابن أبي داود: 2/110، وصحيح الجامع الصغير للالباني: 1/162، حديث: 585.



53 - گھروں کی تزئین و آرائش

تعیش، اسراف اور فخر و تکبر قابل مذمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝﴾

¹ ”اسراف نہ کرو، اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

آخری زمانے میں لوگ اپنے گھروں کی دیواروں پر بہت قیمتی اور زیب و زینت والے پردے لگانے میں فخر و مباہات کا اظہار کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْنِيَ النَّاسُ بُيُوتًا يُوشُونَهَا وَشَيَ الْمَرَّاجِيلِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ منقش و مزین

چادروں جیسے گھر تعمیر نہ کرنے لگیں۔“²

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ گھروں کو کپڑوں کی طرح دھاری دار اور منقش بنائیں گے۔

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ گھروں میں پردے لگانا یا انھیں سجانا حرام ہے۔ بلکہ

حرام صرف یہ ہے کہ اس کام میں اسراف و تمذیر اور فخر و مباہات سے کام لیا جائے۔

1 الأنعام 6: 141. 2 الأدب المفرد للبخاري: 416/2، وسلسلة الأحاديث الصحيحة:

54- کثرت سے آسمانی بجلی کا گرنا

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ آسمانی بجلی گرنے سے کثیر تعداد میں موت کا شکار ہوں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَكثُرُ الصَّوَاعِقُ عِنْدَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ حَتَّى يَأْتِيَ الرَّجُلُ الْقَوْمَ
فَيَقُولُ: مَنْ صَعِقَ فَبَلَّكُمْ الْعَدَاةُ؟ فَيَقُولُونَ: صَعِقَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ»

”قیامت کے قریب آسمانی بجلیاں کثرت سے گریں گی حتیٰ کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آکر سوال کرے گا: آج تم میں سے کون کون بجلی کا شکار ہو کر فوت ہوا؟ وہ کہیں گے: فلاں اور فلاں شخص آج اس کی زد میں آکر ہلاک ہو گیا ہے۔“¹

”صاعقة“ اس عظیم بجلی کو کہتے ہیں جو کڑک اور چمک کے ساتھ آسمان سے گرتی ہے۔ اللہ عزوجل نے قوم شموذ کو ایسی ہی آسمانی بجلی سے ہلاک کیا تھا۔ ارشاد

¹ مسند أحمد: 64/3، وفيه محمد بن مصعب ضعيف.

الہی ہے:

﴿وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَنَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذْنَا لَهُمْ صِيعَةً عَذَابِ النَّوْمِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾

”رہے ثمود سو ہم نے ان کی بھی رہبری کی، پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی جس کی بنا پر انہیں رسوا کن عذاب آسمانی بجلی نے ان کے کڑکوں کے باعث پھرایا۔“¹

نیز ارشاد ہوا:

﴿فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صِيعَةً مِّثْلَ صِيعَةِ عَادٍ وَثَمُودٍ ۝﴾

”پھر اگر یہ اعراض کریں تو کہہ دیجیے کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے ڈراتا ہوں جو عادا اور ثمود کی کڑک جیسی ہوگی۔“²

اس کڑک کی شدت اور قوت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر ”طاغیہ“ کے لفظ سے بھی کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝﴾

”ثمود تو طاغیہ (بے حد خوفناک آواز) سے ہلاک کر دیے گئے۔“³

1 فصلت: 41، 17. 2 فصلت: 41، 13. 3 الحاقة: 69، 5.

55۔ کتابت کی کثرت و اشاعت

پہلے زمانے میں کتابت اور کتب کی نشر و اشاعت نہیں تھی۔

بلکہ لوگوں کی اکثریت لکھنے پڑھنے کی صلاحیت سے محروم

تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اُس زمانے میں خبر دے

دی تھی کہ قیامت کی علامات میں سے یہ

بھی ہے کہ قلم، کتب اور

کتابت کی کثرت

ہو جائے گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ، وَفُشُوَ التَّجَارَةَ حَتَّى تُعَيَّنَ

الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التَّجَارَةِ، وَ قَطَعَ الْأَرْحَامَ، وَ شَهَادَةَ الزَّوْرِ، وَ

كَيْتَمَانَ شَهَادَةَ الْحَقِّ، وَ ظُهُورَ الْقَلَمِ»

”قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آئے گا کہ صرف خاص لوگوں کو سلام

کہا جائے گا، تجارت بہت پھیل جائے گی حتیٰ کہ عورت اپنے خاوند کی

تجارت میں اس کی مددگار بنے گی، قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی دی

جائے گی، سچی شہادت چھپائی جائے گی اور قلم کا ظہور ہوگا۔¹

نبی کریم ﷺ کے الفاظ ”قلم کا ظہور ہوگا“ سے شاید یہ مراد ہے کہ کتابت اور کتب کی کثرت ہو جائے گی اور وسیع پیمانے پر ان کی نشر و اشاعت ہوگی۔ حتیٰ کہ طباعت، تصویر سازی اور نشر و اشاعت کے جدید وسائل کی کثرت کے باعث لوگوں کی اکثریت آسانی سے ان تک رسائی حاصل کر لے گی۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود لوگوں میں امور شریعت و دین کے بارے میں جہالت زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔

اسی بات کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزَّانَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَذْهَبَ الرَّجَالُ وَتَبْقَى النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِحَمْسِينَ امْرَأَةً قِيمٌ وَاحِدٌ»

”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے، عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کے لیے صرف ایک نگران (مرد) ہوگا۔“²

1 مسند أحمد: 407/1، وحسنه الشيخ الأرناؤوط في تحقيقه على المسند. 2 صحيح

البخاري، الحدود، حديث: 6808، وصحيح مسلم، العلم، حديث: 2671، واللفظ له.



56۔ زبان سے مال کمانا اور گفتگو پر فخر کرنا

اگر جائز طریقوں سے آدمی دنیا کا مال کمائے یا شرعی طریقوں سے دنیا حاصل کرے تو اس میں عیب والی کوئی بات نہیں۔ مال کمانے کا یہ بھی شرعی طریقہ ہے کہ آدمی بیان و کلام اور دلیل کے ذریعے سے روزی کمائے۔ جس طرح کہ وکلاء (جو حق گوئی و راستی سے کام لیتے ہیں) اور اساتذہ وغیرہ، کیونکہ ان حضرات کی روزی کا زیادہ اعتماد گفتگو پر ہی ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں جو چیز مذموم ہے وہ یہ ہے کہ انسان چرب زبانی کے ذریعے دنیا کمائے، یا تو کسی غیر مستحق شخص کی ناجائز تعریف اور خوشامد کر کے، یا پھر خرید و فروخت میں جھوٹی قسم اٹھا کر، یا غلط بیانی کر کے مال اکٹھا کرے۔ زبان کے ناجائز استعمال کے اس طرح کے جتنے بھی طریقے ہیں سب ممنوع و ناجائز ہیں۔

عمر بن سعد کو اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کوئی کام تھا۔ وہ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن اپنا مقصد بیان کرنے سے پہلے انہوں نے فصاحت و بلاغت سے لبریز کچھ ایسی خوشنما گفتگو کی جس طرح کہ لوگ اپنی مقصد برآری کے لیے کیا کرتے ہیں۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قبل ازیں ان سے ایسی شاندار گفتگو کبھی نہ سنی تھی۔ بیٹا جب اپنی بات کہہ چکا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ گویا ہوئے: جی بیٹا! تم نے اپنی بات مکمل کر لی؟ اس نے کہا: جی ہاں، مجھے جو عرض کرنا تھی، کر چکا ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے تمہاری یہ گفتگو سنی ہے تم اپنے مقصد سے زیادہ دور ہو گئے ہو۔ اور میں تم سے اس قدر متنفر پہلے کبھی نہ تھا جس قدر آج ہوا ہوں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِالْيَسْتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقْرَةُ مِنَ الْأَرْضِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایک ایسی قوم ظاہر نہ ہو جائے جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جس طرح گائے زمین سے کھاتی ہے۔“¹

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مِنَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ أَنْ تُرْفَعَ الْأَشْرَارُ وَ تُوَضَعَ الْأَخْيَارُ وَ يُفْتَحَ الْقَوْلُ وَ يُخَزَّنَ الْعَمَلُ وَ يُفْرَءَ بِالْقَوْمِ الْمُثْنَاءُ، لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ يُنْكِرُهَا، قِيلَ: وَمَا الْمُثْنَاءُ؟ قَالَ: مَا اُكْتَتِبَتْ سِوَى كِتَابِ اللَّهِ»



”قرب قیامت برے لوگ بلند کر دیے جائیں گے۔ اچھے لوگ پست کر دیے جائیں گے۔ گفتگو کی کثرت ہو جائے گی۔ جبکہ عمل روک دیا جائے گا، یعنی عمل نہیں ہوگا اور لوگوں کو مُثَنَّاة پڑھائی جائے گی اور کوئی اسے برا نہیں سمجھے گا۔ پوچھا گیا: یہ ”مثناة“ کیا چیز ہے؟ فرمایا: جو کچھ اللہ کی کتاب کے سوا لکھا جائے۔“¹



57۔ قرآن کے سوا دیگر کتب کی کثرت سے اشاعت

یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگوں میں اللہ کی کتاب سے زیادہ ایسی غیر دینی کتب کی خریداری کا رجحان زیادہ ہو جائے جنہیں مکتبات تیار کرتے، شائع کرتے اور فروخت کرتے ہیں۔

حدیث سابق سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اس میں یہ الفاظ قابل توجہ ہیں: ”لوگوں کو مشنہ پڑھائی جائے گی، پوچھا گیا: مشنہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: جو کچھ بھی اللہ کی کتاب کے سوا لکھا جائے۔“



58- قاریوں کی کثرت اور فقہاء و علماء کی قلت

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قراء کی تعداد زیادہ ہو جائے گی اور علمائے شریعت کم ہو جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَيَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ تَكْثُرُ فِيهِ الْقُرَاءُ وَ تَقِلُّ الْفُقَهَاءُ وَ يَقْبَضُ الْعِلْمُ وَ يَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوا: وَ مَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ زَمَانٌ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ رِجَالٌ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ زَمَانٌ يُجَادِلُ الْمُنَافِقُ الْكَافِرُ الْمُشْرِكُ بِاللَّهِ الْمُؤْمِنَ بِمِثْلِ مَا يَقُولُ»

”ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں قراء کی کثرت اور فقہاء کی قلت ہوگی۔ علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج زیادہ ہو جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ ہرج کیا چیز ہے؟ فرمایا: تمہاری باہمی خونریزی۔ پھر اس کے بعد ایک دور آئے گا جب بعض لوگ قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جب ایک منافق، کافر اور مشرک بھی مومن سے بحث و جدال کرے گا اور مومن کی باتوں کا ترکی بہ ترکی جواب دے گا۔“¹

معاملہ اس وقت اور زیادہ خراب ہو جائے گا جب علماء کے دنیا سے اٹھ جانے

1 المستدرک للحاکم: 457/4.

کے باعث علم رخصت ہو جائے گا۔ جب کوئی ربانی عالم نہ بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے جب دینی مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر ہی فتویٰ دے دیا کریں گے۔ اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا فَسْتَلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

”اللہ تعالیٰ اچانک دنیا سے علم کو نہیں اٹھائے گا کہ یکنخت اپنے بندوں سے اسے کھینچ لے۔ بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے ختم کرے گا۔ حتیٰ کہ جب دنیا میں کوئی عالم زندہ نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے جب دینی مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے وہ خود تو گمراہ ہوں گے ہی دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔“¹

سابقہ احادیث میں جو علم کے اٹھالیے جانے کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ دفعتاً لوگوں کے سینوں سے علم مٹا دیا جائے گا اور علم دنیا سے ختم ہو جائے گا، بلکہ معنی یہ ہیں کہ حالیین علم آہستہ آہستہ دنیا سے چلے جائیں گے اور لوگ ان کی جگہ جاہلوں کو اپنا مفتی بنا لیں گے۔ وہ اپنی جہالت کی بنیاد پر فیصلے کریں گے۔ وہ خود بھی

¹ صحیح البخاری، العلم، حدیث: 100، و صحیح مسلم، العلم، حدیث: 2673.



شیخ البانی



شیخ ابن شمیم



شیخ ابن باز

گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ پچھلے دس برس کے عرصے میں امت اسلامیہ کو متعدد ایسے اہل علم کی وفات کا صدمہ سہنا پڑا جن کا لوگوں کو دین سکھانے میں بہت نمایاں کردار تھا۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (رئیس کبار علماء کونسل، سعودی عرب) 1420ھ بمطابق 1999ء کو وفات پا گئے۔ اسی برس محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی بھی 1420ھ بمطابق 1999ء کو دنیا سے رحلت فرما گئے۔ جبکہ شیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین 1421ھ بمطابق 2000ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان کے علاوہ بھی اس عرصے میں بہت سے جلیل القدر علمائے کرام وفات پا گئے۔

اگر کوئی شخص آج امت اسلامیہ کے احوال پر غور کرے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد فی زمانہ قرآن مجید کی تلاوت خوبصورت آواز سے کرنے، اسے ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھنے اور دلکش انداز میں قراءت کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتی نظر آتی ہے۔ لیکن علم شرعی کی طلب اور احکام دین سیکھنے میں مہارت حاصل کرنے کا سلسلہ موقوف ہوتا جا رہا ہے۔ اگر آپ ان قراء میں سے کسی سے طہارت یا سجدہ سہو کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھیں تو انھیں علم سے کوراہی پائیں گے۔

59۔ اصغر سے علم حاصل کرنا

عہد نبوت ہی سے لوگ بڑے بڑے علماء اور فقہاء سے علم حاصل کرتے آرہے ہیں۔ مگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب کم فہم، کم علم اور چھوٹے لوگ اس منصب پر قابض ہو جائیں گے۔ لوگ انھی سے فتویٰ طلب کریں گے اور وہ فتوے جاری کریں گے۔ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ قاری زیادہ ہو جائیں گے اور علماء کی قلت ہو جائے گی یہاں تک کہ چھوٹے اور جاہل لوگوں سے علم حاصل کیا جائے گا۔ وہ فتوے دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حضرت ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُلْتَمَسَ الْعِلْمُ عِنْدَ الْأَصَاغِرِ»

”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اصغر سے علم حاصل کیا

جائے گا۔“¹

امام عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا: یہ اصغر کون ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں، یعنی وہ اپنے علم کو مضبوط نہیں کرتے نہ اپنے فتووں کی تحقیق کرتے ہیں اور نہ شرعی دلائل سے استدلال کرتے

¹ کتاب الزہد لابن المبارک 60، بسند صحیح.

ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصغر سے مراد اہل بدعت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”لوگ اس وقت تک خیریت سے رہیں گے، جب تک ان کے پاس علم صحابہ کرام اور کبار علماء کے ذریعے آتا رہے گا۔ لیکن جب علم چھوٹے لوگوں کے ذریعے آنا شروع ہوگا تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔“¹

الحمد للہ ہمارے اس دور میں تاحال علم اور اہل علم خیریت سے ہیں۔ اگرچہ غور کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ آج ذرائع ابلاغ نے چند ایسے چھوٹے طالب علموں کو زیادہ فعال اور مشہور کر رکھا ہے جو اسلام کی عمومی معلومات رکھتے ہیں اور صرف مشہور مسائل کے بارے میں ہی علم رکھتے ہیں۔ وہ علم کے حافظ یا فقہاء نہیں ہیں۔ مگر مشہور ہو گئے ہیں اور لوگ انھی سے فتویٰ طلب کرتے اور علم حاصل کرتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کبار علماء ذرائع ابلاغ، سیٹلائٹ چینلز، ریڈیو کی نشریات اور انٹرنیٹ پر آتے تو لوگ ان جدید علماء کو پہچانتے، انھیں سے فتویٰ طلب کرتے اور ان کی طرف متوجہ ہوتے۔

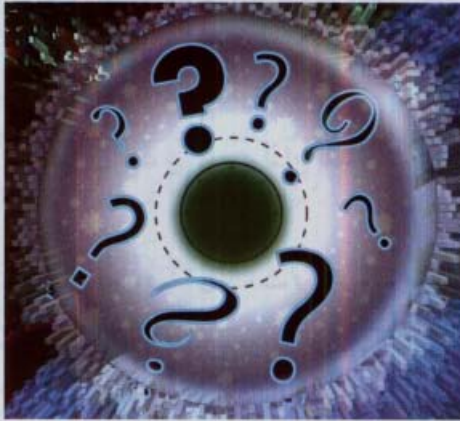
یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح عمر کا زیادہ ہونا کسی شخص کے عالم ہونے کی علامت نہیں اسی طرح محض عمر چھوٹی ہونے کے باعث بھی کسی کو جاہل نہیں کہا جاسکتا۔ علی بن مدینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”علم بڑی عمر کا نام نہیں ہے۔“²

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا گیا ہے:

1 کتاب الزہد لابن المبارک، حدیث: 815. 2 طبقات الحنابلة: 227/1

”علم کا تعلق چھوٹی یا بڑی عمر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہیں علم رکھ دیتا ہے۔“¹

لہذا یہ ضروری ہے کہ جو لوگ معاشرے میں عالم کے طور پر مشہور ہو جائیں وہ اپنے آپ کو چھوٹے لوگوں میں سے نکال کر بڑے انسان بننے کی کوشش کریں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ مزید علم حاصل کریں، کتاب و سنت کا فہم پیدا کریں، اپنے علم کو پختہ کریں اور بڑے علمائے کرام سے رابطہ رکھیں۔



¹ المصنف لعبد الرزاق: 11/440، حدیث: 20946.

60۔ ناگہانی اموات کی کثرت

ہمارے اس عہد میں قیامت کی جو نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ناگہانی اموات کی کثرت ہو گئی ہے، یعنی ایسی موت جو اچانک دل کا دورہ پڑنے، خون جم جانے، گاڑی کے حادثے یا ہوائی



جہاز کے گرنے سے واقع ہوتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَقْتِرَابِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ مَوْتُ الْفَجَاءَةِ»

”علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اچانک موت کثرت سے واقع ہوگی۔“¹

گزشتہ زمانے میں آدمی موت کی بعض علامات کو محسوس کرتا تھا اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر یہ جان لیتا تھا کہ یہ مرض الموت ہے، اس طرح وہ وصیت لکھ لیتا، اپنے اہل و عیال کو الوداع کر لیتا، اولاد کو کچھ نصیحتیں کر لیتا، اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اس سے سابقہ گناہوں کی معافی طلب کر لیتا اور کلمہ توحید کا ورد شروع کر دیتا تھا

¹ المعجم الصغير للطبراني: 261/2، حدیث: 1132.

تا کہ اس کی موت اسی کلمے پر واقع ہو۔

مگر عصر حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ٹھیک ٹھاک صحت مند ہوتا ہے۔ اسے بالکل کوئی بیماری یا تکلیف نہیں ہوتی لیکن اچانک دل کے اٹیک سے، یا رگوں میں خون جم جانے سے یا اسی نوعیت کے دیگر حوادث و عوارض کے باعث ہم اس کی وفات کی خبر سن لیتے ہیں۔ ایک عقل مند انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر وقت بیدار و ہوشیار رہے۔ موت اور اللہ کی ملاقات کا سامنا کرنے کے لیے ہمہ وقت اللہ کا اطاعت گزار رہے۔

إِغْتَنِمَ فِي الْفَرَاغِ فَضَلَ رُكُوعِ
فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مَوْتُكَ بَغْتَةً
كَمْ مِنْ صَاحِبٍ رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِ سُقْمِ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةَ فَلْتَةً

”صحت و فراغت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی فرصت کو غنیمت جانو۔ عین ممکن ہے تمہاری موت اچانک واقع ہو جائے۔ میں نے کتنے ہی صحت مند لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بغیر کسی بیماری کے اچانک اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔“¹

1 یہ اشعار امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، ملاحظہ فرمائیں: ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری لابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، ص: 674. (سیف)

61- بے وقوفوں کی حکمرانی

عوام الناس کی اصلاح ان کے حکمرانوں کی اصلاح سے اور ان کا بگاڑ حکمرانوں کے بگاڑ سے مربوط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ حکومت اور قیادت کم فہموں اور بے وقوفوں کے ہاتھ آ جائے گی۔ جو نہ تو کتاب و سنت سے روشنی پائیں گے اور نہ کسی کی نصیحت کو خاطر میں



لائیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اے کعب! اللہ تمہیں بے وقوفوں کی حکمرانی سے بچائے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے وقوفوں کی حکمرانی کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے جو نہ میری ہدایت سے روشنی حاصل کریں گے نہ میری سنت پر عمل کریں گے۔ جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم و ستم پر ان کا ساتھ دیں گے نہ وہ مجھ سے ہیں نہ میں ان سے ہوں اور نہ وہ میرے حوض پر آسکیں گے۔ لیکن جو ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کریں اور ظلم پر ان کی

اعانت نہ کریں وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ اور یہ لوگ میرے حوض (کوثر) پر بھی آئیں گے۔ اے کعب! روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ نماز قربانی ہے۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ نماز دلیل ہے۔ اے کعب! وہ گوشت جو حرام غذا سے وجود میں آیا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے لیے جہنم کی آگ ہی زیادہ مناسب ہے۔ اے کعب! لوگ گھر سے نکلتے ہیں اور اپنی جان کا سودا کرتے ہیں۔ کوئی اپنی جان کو (عذاب الہی سے) آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی اسے ہلاکت و بربادی میں ڈال دیتا ہے۔¹

”سفیہ“ کے معنی ہیں، ایسا شخص جو کم عقل ہو اور کم تدبیر ہو، جو دوسروں کے مسائل تو گنجا اپنے مسائل بھی نہ سلجھا سکتا ہو۔ ”سفاہت“ کے معنی ہیں: کم عقلی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ہر قبیلے کی قیادت منافقین کے ہاتھ میں نہ آجائے۔“²

منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کم ایمان، اللہ کے خوف و خشیت سے خالی، کثرت سے جھوٹ بکنے والے اور حد درجہ جاہل ہوں۔

جب لوگوں کے بادشاہ، قائدین اور حکمران ایسے ہوں گے تو ہر چیز تہہ و بالا ہو جائے گی۔ جھوٹے کی تصدیق اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔ امانتیں بددیانت کے سپرد کی جائیں گی اور امانت دار کو شک کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ جاہل بات

1 مسند أحمد: 3/321، وصحیح ابن حبان: 372/10. 2 المعجم الكبير للطبرانی:

کرے گا اور عالم خاموش رہنے پر مجبور ہوگا۔

امام شععی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک علم کو جہالت اور جہالت کو

علم نہ سمجھا جانے لگے گا۔“¹

حقائق کی تبدیلی اور تمام امور و معاملات کے الٹ پلٹ ہو جانے کی یہ ساری

صورتِ حال آخری زمانے میں رونما ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُوَضَعَ الْأَخْيَارُ، وَيُرْفَعَ الْأَشْرَارُ»

”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اچھے لوگ پست کر دیے

جائیں گے اور برے لوگ بلند کر دیے جائیں گے۔“²



1 المصنف لابن أبي شيبة: 175/15، حديث: 38584. 2 المصنف لابن أبي شيبة:

164/15، حديث: 38545، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 6/774، حديث: 2821.

62 - زمانے کا

قریب ہو جانا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قریب قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَ يَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَ تَظْهَرُ الْفِتْنُ، وَ يُلْقَى الشُّحُّ، وَ يَكْثُرُ الْهَرْجُ- قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ الْقَتْلُ»
 ”زمانہ قریب ہو جائے گا۔ عمل کم ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے۔ بخل و حرص کا دور دورہ ہو گا۔ ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا۔ عرض کیا گیا:
 یا رسول اللہ! ہرج کیا چیز ہے؟ فرمایا: قتل و خونریزی۔“¹

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7061، و

صحیح مسلم، العلم، حدیث: 157،

بعد الحدیث: 2672.

زمانے کے قریب ہونے کے بارے میں علماء کے اقوال

① اس سے مراد زمانے میں برکت کا کم ہونا ہے اور وہ اس طرح کہ پہلے دور کے لوگ جو کام ایک گھنٹے میں کر لیتے تھے بعد کے دور والے وہ کام کئی گھنٹوں میں بھی نہ کر سکیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صورت حال ہمارے زمانے میں واقع ہو چکی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دن رات ایسی تیزی سے گزر رہے ہیں کہ پہلے زمانے میں اس طرح نہ تھا۔¹



② اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اہل زمانہ ذرائع ابلاغ اور زمینی و فضائی سواریوں کی کثرت کے باعث ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں گے۔

③ اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ زمانہ حقیقی طور پر بہت تیزی سے گزرے گا اور ایسا آخری زمانے

میں ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دنوں کو جس طرح چاہتا ہے چھوٹا بڑا اور رات دن کو جس طرح چاہتا ہے الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی

1 فتح الباری شرح صحیح البخاری: 22/13.

ہوتی ہے جس میں دجال کے زمانے کے ایام کی طوالت کی خبر دی گئی ہے کہ ان میں سے ایک دن سال کے برابر، دوسرا مہینے کے برابر اور تیسرا ہفتے کے برابر ہو جائے گا۔ دن جس طرح لمبے ہوں گے اسی طرح چھوٹے بھی ہوں گے۔ مگر یہ علامت تا حال ظاہر نہیں ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَ تَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَ تَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَ يَكُونَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ، وَالسَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمانہ قریب نہ ہو جائے۔ اس وقت سال ایک ماہ کے برابر ہوگا، مہینہ جمعہ کے برابر، جمعہ دن کے برابر اور دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور ساعت ایسے ہوگی جیسے آگ کا شعلہ لپک کر بجھ جاتا ہے۔“¹

④ ”تقارب زمان“ کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد انسان کی عمر کا کم ہو جانا ہے، یعنی قرب قیامت سابقہ ادوار کے برخلاف عمریں بہت مختصر ہوں گی۔

1 جامع الترمذی، الزهد، حدیث: 2332 و مسند أحمد: 2/538.

63 - کم عقل لوگ دوسروں کی ترجمانی کریں گے

ترجمانی کے سلسلے میں اصول تو یہ ہے کہ یہ ذمہ داری عقل مند، دانا اور فصیح شخص کے پاس ہو۔ لیکن قرب قیامت ایسا زمانہ آجائے گا جس میں لوگ خراب ہو جائیں گے اور ان کا ترجمان ایسا شخص ہو گا جو بے عقل اور گھٹیا آدمی ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهَا سَتَأْتِي عَلَى النَّاسِ سِنُونَ خَدَاعَةٍ، يُصَدِّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَ يُكَذِّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَ يُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَ يُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَ يَنْطِقُ فِيهَا الرَّوْبِيضَةُ۔ قِيلَ: وَ مَا الرَّوْبِيضَةُ؟ قَالَ: أَلْسِنِيهِ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ»

”لوگوں پر کچھ دھوکہ دہی والے سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا، سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا، خائن کو امانت دار خیال کیا جائے گا، امانت دار پر خائن ہونے کا شک کیا جائے گا اور لوگوں کے معاملات کے بارے میں رو بیضہ بات کرے گا۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! رو بیضہ کیا ہے؟ فرمایا: بے وقوف انسان جو عام لوگوں کے

معاملات میں بات کرے۔“¹

یہ علامت ہمارے دور میں ظاہر اور عام ہو چکی ہے کہ معاشرے کے گھٹیا لوگ بہترین لوگوں سے زیادہ معزز بنے ہوئے ہیں، چنانچہ لوگوں کے معاملات کی باگ ڈور ان گھٹیا اور کم عقل لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے۔

واجب ہے کہ اہل علم و عقل اور تجربہ کار لوگوں کو آگے لایا جائے، لوگوں کے معاملات اور سیاسیات کے بارے میں انہی کو مقدم کیا جائے۔ جو شخص آج لوگوں کے حالات پر غور کرے وہ دیکھ سکتا ہے کہ لوگ اپنی خواہشوں اور مصلحتوں ہی کی طرف مائل ہوتے ہیں، خواہ اس میں ان کا دین اور ایمان ہی کیوں نہ ضائع ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے فساق و فجار کو اپنا قائد و رہنما بنا رکھا ہے۔



¹ مسند احمد: 2/291، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 4/508، حدیث: 1887.



64 - احمق اور جاہل سب سے زیادہ خوش حال ہونگے

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ خائن کو امانت دار خیال کیا جائے گا۔ امانت دار پر خائن ہونے کا شک کیا جائے گا۔ لوگوں کی قیادت بے وقوف انسان کریں گے اور ذمہ داریاں نااہلوں کے سپرد کر دی جائیں گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يَكُونَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالذَّنْبِ لُكْعُ ابْنِ لُكْعٍ»

”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگوں میں امیر ترین شخص وہ نہ بن جائے جو احمق ابن احمق اور جاہل ابن جاہل ہوگا۔“¹

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«يُوشِكُ أَنْ يَغْلِبَ عَلَى الدُّنْيَا لُكْعُ ابْنِ لُكْعٍ»

”قریب ہے کہ دنیا پر جاہلوں اور احمقوں کا غلبہ ہو جائے۔“²

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى تَصِيرَ لِلْكَعِ ابْنِ لُكْعٍ»

”دنیا ختم نہ ہوگی جب تک یہ سب سے کمینے لوگوں کی ملکیت میں نہ چلی جائے۔“³

لکع ابن لکع وہ گھٹیا شخص ہے جس کی بدخلقی کی وجہ سے کوئی بھی اس کی تعریف نہیں کرتا۔ عربوں کے نزدیک اس کے معنی ہیں برا غلام۔ لکع کے لفظ کو حماقت اور جہالت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور عربی زبان میں مرد کو لکع اور عورت کو لکع کہا جاتا ہے۔

قرب قیامت ایسا شخص ہی سب سے زیادہ خوش حال ہوگا۔ اس کے پاس مال و جاہ، گاڑیاں اور وسیع و عریض رہائش گاہیں ہوں گی۔ اس کے پاس دولت کی یہ کثرت اس لیے ہوگی کہ وہ سب سے زیادہ احمق اور جاہل ہوگا اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے مال جمع کرے گا۔ وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق ان سے معاملہ کرے گا، لہذا دنیا حاصل کر لے گا۔

1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2209، و صحیحہ الألبانی. 2 مسند أحمد: 430/5.

3 مسند أحمد: 358/2.



65۔ مساجد کو راہگزر بنالینا

اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لیے مسجد کو راستے کے طور پر استعمال کرے گا۔ اس کا تعلق نماز اور مسجدوں سے نہیں ہوگا، یعنی آخر زمانے میں مساجد کو نماز سے زیادہ راستوں کے لیے استعمال کیا جائے گا۔



مساجد نماز کی بجائے مگلی اور غیر مگلی سیاحوں کے لیے سیاحتی مراکز بن جائیں گے

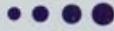


66-67

حق مہر اور گھوڑوں کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ اور پھر بہت زیادہ کمی

خارجہ بن صلت برجمی کہتے ہیں:

”میں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ایک ساتھ ان کے گھر سے نکلے جبکہ لوگ رکوع کی حالت میں تھے۔ ہم ذرا فاصلے ہی سے حالت رکوع میں ہو گئے اور اسی حالت میں چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے آکر کہا: اے ابو عبد الرحمن! تم پر سلام ہو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی فرمایا تھا۔ ہم نے نماز ادا کرنے کے بعد کہا: ابو عبد الرحمن! کیا اس شخص کے سلام سے آپ کو پریشانی ہوئی



ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، نبی کریم ﷺ کے عہد میں یہ کہا جاتا تھا کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مساجد کو گزرگاہ بنا لیا جائے گا، آدمی صرف جان پہچان والے آدمی ہی کو سلام کہے گا، عورت اور مرد مل کر تجارت کریں گے، عورتوں کا حق مہر اور گھوڑوں کی قیمت پہلے بہت زیادہ، پھر بہت کم ہو جائیں گے اور اس کے بعد پھر کبھی نہیں بڑھیں گے۔¹



1 المستدرک للحاکم: 4/524.



68۔ بازاروں کا قریب ہو جانا

نبی کریم ﷺ نے ہمارے اس زمانے کے بارے میں خبر دے دی ہے کہ اس میں مسافتیں قریب ہو جائیں گی۔ آج کل ایک مارکیٹ سے دوسری تک پہنچنا بہت آسان اور کم مدت میں ممکن ہو گیا ہے۔ آدمی تھوڑے سے وقت میں مختلف عالمی منڈیوں میں گھوم سکتا ہے اور مارکیٹ کی تیزی اور منڈی کا جائزہ لے سکتا ہے۔ یہ سب اس لیے ممکن ہوا کہ اہل زمین کو تیز ترین وسائل نقل و حمل میسر ہیں۔ وہ گاڑیوں، ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کے باعث ایک دوسرے سے قریب ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ذرائع مواصلات: ٹیلی فون، ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ وغیرہ نے بھی



اس قربت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَظْهَرَ



الْفِتْنُ وَ يَكْثُرُ الْكُذِبُ وَ يَتَقَارَبَ الْأَسْوَاقُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فتنے ظاہر نہ ہو جائیں، جھوٹ زیادہ نہ ہو جائے اور بازار آپس میں قریب نہ ہو جائیں۔“¹

¹ مسند احمد: 2/519، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 6/639، حدیث: 2772



بازاروں کے قریب ہونے کی تین ممکنہ صورتیں:

* پہلی صورت: یہ ہے کہ مارکیٹوں میں نرخ کم یا زیادہ ہونے کا بہت جلد علم ہو جانا۔

* دوسری صورت: ایک مارکیٹ سے دوسری مارکیٹ تک جلد پہنچ جانا خواہ ان کے درمیان مسافت بہت زیادہ ہو۔

* تیسری صورت: یہ ہے کہ مختلف مارکیٹوں میں اشیاء کے نرخوں کا یکساں ہونا اور نرخوں کی کمی بیشی میں ایک دوسرے کی اقتدا کرنا۔ واللہ اعلم۔

امام العصر علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور تقارب کی تشریح یوں کرتے ہیں:

”حدیث میں جس تقارب کا ذکر کیا گیا ہے اس کی مناسب ترین تشریح یہ ہے کہ عصر حاضر میں ہوائی جہازوں، گاڑیوں اور ذرائع مواصلات کے سبب شہروں اور ملکوں کا فاصلہ بہت کم ہو گیا ہے اور وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے ہیں۔“



69۔ اقوامِ عالم کی ملتِ اسلامیہ پر یلغار

قیامت کی وہ نشانیاں جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اقوامِ عالم امتِ اسلامیہ پر ٹوٹ پڑیں گی لیکن اللہ تعالیٰ اس امت کی خرد حفاظت فرمائے گا۔

تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے شخص کو معلوم ہے کہ امتِ اسلامیہ بڑی ہولناک جنگیں لڑ چکی ہے۔ اس پر قرونِ سابقہ میں مصائب کی بارش ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ عیسائیوں نے باہم متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کا بازار گرم کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کی مدد فرمائی اور عیسائیت کی اجتماعی قوت شکست سے دوچار ہوئی، پھر تاتاریوں نے اسلامی ممالک کو تاراج کیا مگر ان کا مکر بھی اللہ تعالیٰ نے انھی پر الٹ دیا۔ ہمارے اس موجودہ دور میں یہودی اور عیسائی باہم مل کر امتِ اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں لیکن ہمیں اللہ کی بارگاہ سے بہت قوی امید ہے کہ وہ اہل اسلام کو ان کے دین کی طرف لوٹائے گا تاکہ انھیں فتح و نصرت نصیب ہو سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝﴾

”جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ بھی اس کی ضرور مدد کرے

گا۔ بے شک اللہ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔“¹

نیز ارشاد ہوتا ہے:

﴿ كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبِينَ أَنَا وَرَسُولِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ ﴾

”اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زور آور، نہایت غالب ہے۔“¹

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا۔ فَقَالَ قَائِلٌ: مِنْ قَلِيلٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنْ كُنْتُمْ غُثَاءً، كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَكَلِمَةً عَنِ اللَّهِ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةِ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ»

”قریب ہے کہ اقوام، الم تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! کیا اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اس دور میں کثیر تعداد میں ہو گے مگر تمہاری حیثیت خس و خاشاک سیلاب سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ عرض کیا گیا: وہن کیا چیز ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔“²

1 المجادلة 21: 58. 2 سنن أبي داود، الملاحم، حديث: 4297، و مسند أحمد:

278/5 وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 684/2، حديث: 958.



قصعة اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کھانا ڈال کر کھایا جاتا ہے اور عہد نبوی میں اس کو عموماً لکڑی سے تیار کیا جاتا تھا۔ الغناء اس میل کچیل اور جھاگ کو کہا جاتا ہے جو سیلاب کے پانی کے اوپر آجاتا ہے اور الوہن کی تشریح اللہ کے نبی ﷺ نے خود ہی فرمادی کہ یہ دنیا سے محبت کرنے اور موت سے نفرت کرنے کا نام ہے۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل اور علامات قیامت میں سے ہے۔ آج اقوام عالم امت اسلامیہ پر اس طرح حملہ آور ہو چکی ہیں جس طرح بھوکے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس ذلت و رسوائی کا سبب مسلمانوں کی قلت نہیں۔ وہ کثرت میں ہیں مگر اس کے باوجود گھاس پھوس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ اس جھاگ کی طرح ہیں جو سیلاب کے پانی کے اوپر

آجاتا ہے اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ آج امت مسلمہ کا یہی حال ہے۔ ان کی تعداد آج ایک ہزار ملین سے زیادہ ہے مگر ان کی یہ کثرت کیمت کے اعتبار سے تو ضرور ہے مگر کیفیت کے اعتبار سے ہرگز نہیں۔

آج دشمنوں کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب نکل چکا ہے۔ اور وہ اہل اسلام کو بے وقعت سمجھ کر ان کے خلاف جنگیں برپا کرتے اور ان پر حملے کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب مسلمانوں کے دلوں میں وہن ڈال دیا گیا ہے، یعنی وہ دنیا سے محبت اور موت کے خوف میں مبتلا ہیں۔





70۔ لوگوں کا نماز کی امامت کرانے سے گریز

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں میں جہالت بہت زیادہ پھیل جائے گی حتیٰ کہ لوگوں کو نماز کی امامت کے لیے کوئی امام نہیں ملے گا۔ ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے دھکیلیں گے کیونکہ وہ خود احکام شریعت سے جاہل ہوں گے اور قرآن مجید کی تلاوت بھی ٹھیک طریقے سے نہیں کر سکتے ہوں گے۔

سیدہ سلّامۃ بنت خُرَیجہؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي

بِهِمْ»

”علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مسجد کے نمازی امامت کے لیے ایک دوسرے کو آگے دھکیلیں گے اور اپنے درمیان کوئی ایسا شخص نہ پائیں

گے جو ان کی امامت کرائے۔“¹

یہ زمانہ تو شاید ابھی تک نہیں آیا، واللہ الحمد۔ علم اور علماء کے حلقے ہر جگہ موجود ہیں اور مساجد علماء، طلبہ علم اور اچھے اچھے قاریوں سے بھری ہوئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَجْتَمِعُونَ فِيهِ وَ يُصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَ لَيْسَ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ»

”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ جمع ہوں گے اور مسجدوں میں نمازیں بھی پڑھیں گے لیکن ان میں ایک بھی (کامل اور حقیقی) مومن نہیں ہوگا۔“²



1 سنن ابی داود، الصلاة، حدیث: 581.

2 اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد اور امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن انھوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخصیص میں امام حاکم کی تائید کی ہے۔ یاد رہے یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس طرح کی بات رائے سے نہیں کی جاسکتی۔ اس طرح کی بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی کہی جاسکتی ہے۔



71۔ مومن کے خواب کا سچا ہونا

حالت خواب میں انسان جو کچھ دیکھتا ہے اس کے کچھ معانی اور احکام ہوتے ہیں۔ بعض خواب تو بالکل طلوع صبح کی مانند سچے ہوتے ہیں۔ بعض جھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض خواب محض پریشان خیالی اور حدیث نفس پر مبنی ہوتے ہیں جن کی کوئی خاص تعبیر نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے خوابوں کے بارے میں بعض ایسی خبریں دی ہیں جو علامات قیامت اور اس کے آثار سے تعلق رکھتی ہیں۔

سچا خواب نبوت کا چھیلیسواں حصہ ہوتا ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ»
 ”میرے بعد نبوت سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی سوائے ”مبشرات“ کے۔
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! ”مبشرات“ کیا ہیں؟ تو
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اچھا خواب جو ایک مومن دیکھتا ہے یا اس کے
 لیے کسی کو دکھایا جاتا ہے۔“¹

خواب کا سچا اور اس کا مومن کے لیے بشارت ہونا قرب قیامت اور کائنات کے خاتمے کی علامت ہے۔ مومن کا خواب قرب قیامت زیادہ سچا اور امر واقع کے مطابق ہوگا اور مومن زیادہ نیک اور لوگوں میں زیادہ اجنبی ہوگا۔ ان حالات میں سچا خواب مومن کی تہائی اور اجنبیت کو دور کرے گا اور اس کا انیس و غمخوار بنے گا۔ اور اس کا خواب کم ہی جھوٹا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب قیامت کا زمانہ قریب آجائے گا تو مسلمان کا خواب کم ہی جھوٹا ہوگا۔ جس کا خواب زیادہ سچا ہوگا وہ بات میں بھی زیادہ سچا ہوگا۔ مومن کا خواب نبوت کا پینتالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ خواب تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سچا خواب جو کہ اللہ کی طرف سے خوشخبری ہوتا ہے۔ دوسرا غمناک خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور تیسرا خواب جس میں

¹ مسند أحمد: 6/129، و صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: 6990.

انسان اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے، نماز پڑھے اور لوگوں سے یہ خواب بیان نہ کرے۔ میں خواب میں بیڑی کو پسند اور طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ خواب میں بیڑی کی تعبیر دین پر استقامت اور ثابت قدمی ہے۔“¹

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی جریر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”آخری زمانے میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کا خواب ایسی واضح شکل میں ہوگا کہ وہ کسی حجت کا محتاج نہیں ہوگا، لہذا اس میں جھوٹ کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہوگی۔ یہ خواب سچا ہوگا اور جھوٹ سے خالی ہوگا کیونکہ یہ امر واقع کے عین مطابق ہوگا۔ اس کے برعکس دیگر خوابوں کی تعبیر مخفی ہوتی ہے۔ تعبیر بتلانے والا اس کی تعبیر بتلاتا ہے مگر وہ واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے ایسا خواب جھوٹا ہوتا ہے، سچا نہیں ہوتا۔

اس بات کو آخری زمانے سے خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مومن اس دور میں اجنبی ہوگا، جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ”اسلام اجنبیت میں شروع ہوا اور آخری زمانے میں بھی یہ غریب و نامانوس ہو جائے گا۔“ ان حالات میں ایک مومن کے مونس اور غمخوار بہت کم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچے خواب سے عزت عطا فرمائے گا جو اسے حق پر ثابت قدم رکھے گا اور اس کے لیے باعث

1 مسند أحمد: 507/2، وصحیح مسلم، الرؤیا، حدیث: 2263.

بشارت ہوگا۔¹

مومن کے سچے خواب والے زمانے کی تعیین کے بارے میں دو احتمال

① یہ وہ زمانہ ہوگا جب علم دنیا سے اٹھا لیا جائے گا۔ فتنوں اور لڑائیوں کی وجہ سے علامات شریعت غائب ہو جائیں گی۔ اس وقت مومن لوگوں کے درمیان بالکل ایک نامانوس اجنبی شخص کی طرح ہوگا۔ اس دشوار صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ سچے خوابوں کے ذریعے مومن کی نصرت فرمائے گا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔²

② یہ واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوں گے، اس لیے کہ ان کے نزول کا زمانہ امت میں عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد بہترین اور اقوال و احوال کے اعتبار سے سب سے سچا زمانہ ہوگا اور اس زمانے میں مومن کا خواب کم ہی جھوٹا ہوگا۔³



1 فتح الباری شرح صحیح البخاری: 507/12 و 451/19. 2 فتح الباری شرح صحیح

البخاری: 507/12. 3 فتح الباری شرح صحیح البخاری: 507/12.

72۔ جھوٹ کی کثرت

جھوٹ ایک نہایت بری عادت ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی کی کوشش میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں میں جھوٹ پھیل جائے گا۔ ایک شخص اپنی گفتگو میں جھوٹ سے بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا اور نہ وہ خبریں دوسروں تک منتقل کرنے سے قبل کسی قسم کی تحقیق کرے گا۔ یہ سب کچھ جھوٹ کی کثرت اور لوگوں پر اس کے بہت برے اثرات کے باوجود ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ»

”آخری زمانے میں کچھ ایسے دجال و کذاب ظاہر ہوں گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباء و اجداد ان سے واقف ہوں گے۔ تم ان سے بچ کر رہنا کہیں کہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں یا فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔“¹

¹ مقدمة صحيح مسلم، حدیث: 7.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَابِينَ فَأَحْذَرُوهُمْ»

”قیامت سے پہلے کچھ جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے، ان سے بچ کر

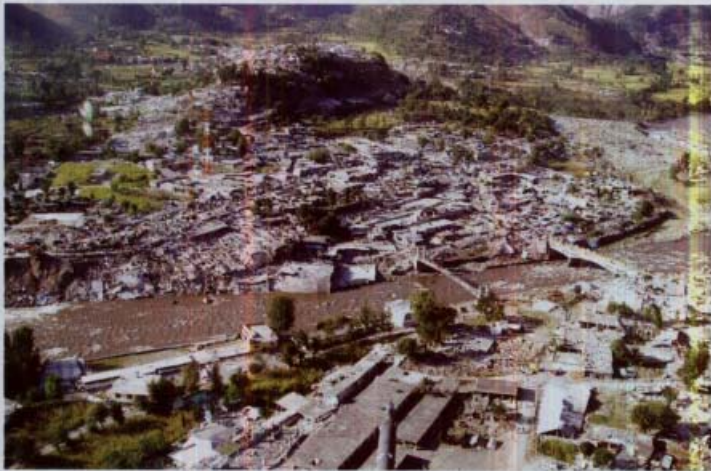
رہنا۔“¹

عہد حاضر میں لوگوں کے جھوٹ سے اجتناب نہ کرنے کے باعث جھوٹی خبریں اور عجیب و غریب قصے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سنی سنائی بات کی تصدیق کرنے اور اسے آگے پہنچانے سے منع فرمایا ہے، لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم اگر کوئی خبر سن کر آگے منتقل کر رہے ہوں تو اس کی پوری تحقیق کریں تاکہ ہمارا شمار بھی جھوٹوں میں نہ ہو اور ہم گناہ و خطا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

آج جو افواہوں کا بازار گرم ہے، خبروں میں تحقیق کا رواج نہیں اور واقعات و حالات کے بیان کرنے میں کمی بیشی نظر آتی ہے یہ سب اسی جھوٹ کی اقسام ہیں جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔



1 صحیح مسلم، الإمارة، حدیث: 1822.



بالاکوٹ - پاکستان اکتوبر 2005

73 - زلزلوں کی کثرت

قیامت سے پہلے زلزلوں کی کثرت کے یہ معنی ہیں کہ ایک وسیع علاقے میں بڑے تسلسل کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔ یہ زلزلے امت کے لیے یا تو رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہوں گے، جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَا عَذَابَ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ، جَعَلَ اللَّهُ عَذَابَهَا



بالاکوٹ۔ پاکستان اکتوبر 2005ء

فِي الدُّنْيَا الْقَتْلَ وَالزَّلَازِلَ وَالْفِتْنَ

”میری امت پر رحم کیا گیا ہے۔ اس کے لیے آخرت میں کوئی عذاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا عذاب دنیا ہی میں قتل، زلزلوں اور فتنوں کی صورت میں مقرر کر دیا ہے۔“¹

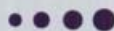
یا پھر یہ زلزلے لوگوں کے لیے سزا ہوتے ہیں۔ جہاں فتنہ و فساد زیادہ ہو وہاں اس زمانے کے لوگوں کے لیے عذاب اور سزا کے طور پر زلزلے بھیج دیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک علم اٹھا نہ لیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو۔“²

1 مسند أحمد: 4/104، والمستدرک للحاکم: 4/444 و صححه و اللفظ له. 3 صحیح

البخاری، الاستسقاء، حدیث: 1036.



حضرت عبداللہ بن حوالہ از دی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (سرزمین شام) میں
 منتقل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ زلزلوں، مصیبتوں اور بڑی پریشانیوں کا دور
 آپہنچا۔ اس وقت قیامت لوگوں کے اس قدر نزدیک ہوگی جس قدر میرا
 یہ ہاتھ تمہارے سر کے قریب ہے۔“¹



1 سنن أبي داود، الجهاد، حدیث: 2535.

74- لوگوں کا ایک دوسرے سے ناواقف ہونا

جب فتنوں اور مصیبتوں کی کثرت ہوتی ہے تو لوگوں کے باہمی تعلقات میں کمزوری آجاتی ہے۔ حتیٰ کہ نوبت قطع تعلقی اور اجنبیت تک پہنچ جاتی ہے۔ ایسی صورت حال میں لوگ صرف دنیوی مصلحت ہی کی خاطر ایک دوسرے سے واقفیت رکھتے ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت کب واقع ہوگی، اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے اور وہی

اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا البتہ میں تمہیں اس کی علامات اور اس سے قبل پیش آمدہ حالات کی خبر دے سکتا ہوں۔ قیامت سے پہلے فتنہ اور ہرج ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فتنہ تو ہم جانتے ہیں یہ ہرج کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں: قتل و خونریزی۔ قیامت کے قریب لوگوں کے درمیان اجنبیت



ڈال دی جائے گی، کوئی کم ہی کسی کو جانتا ہوگا۔¹

یہ حدیث لوگوں کے آج کے حالات و واقعات کے مطابق ہے۔ آج لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو اپنے رشتہ داروں تک کو نہیں جانتی۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک شخص اپنے ہی بعض عزیزوں سے گھر سے باہر پبلک پارکوں وغیرہ میں ملتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ لوگ اس کے رشتہ دار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل زیادہ تر تعلقات شخصی اور ذاتی فوائد کی بنا پر استوار کیے جاتے ہیں۔ دنیوی مصلحتوں پر مبنی یہ کمزور تعلقات جس تیزی سے قائم ہوتے ہیں اسی تیزی سے اختتام پذیر بھی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایمان باللہ اور اخوت کی بنیاد پر نہیں بلکہ شخصی مصلحت کی بنا پر قائم ہوتے ہیں۔ بلکہ آدمی اپنی دنیوی مصلحت کو دیکھتا ہے کہ اگر ان تعلقات کے قائم کرنے سے وہ مصلحت پوری ہوتی ہو تو وہ ان تعلقات کو قائم رکھتا ہے ورنہ بہت جلد ان کو توڑ دیتا ہے۔



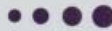


76 - 75

عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آخری زمانے میں عورتوں کی تعداد زیادہ اور مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں کی کثرت کا سبب وہ فتنے اور لڑائیاں ہوں گی جن میں مرد بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور عورتیں بچ جائیں گی، اس لیے کہ لڑائی کرنا عورتوں کا کام نہیں بلکہ مرد ہی اس میں زیادہ کام آتے ہیں۔

اس سلسلے میں دوسرا قول یہ ہے کہ فتوحات کی کثرت کے باعث لونڈیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور ایک مرد کئی کئی لونڈیوں کو اپنے قبضے میں لے لے گا۔



علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

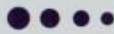
”بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کسی ظاہری سبب سے نہ ہوگی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی حکمت کا تقاضا ہوگا کہ آخری زمانے میں لڑکے کم پیدا ہوں گے اور لڑکیاں زیادہ پیدا ہوں گی۔“¹

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، زنا کی کثرت ہو جائے گی، شراب پی جائے گی، مرد چلے جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کے لیے صرف ایک ہی مرد ہوگا۔“²

1 فتح الباری شرح صحیح البخاری: 236/1. 2 صحیح مسلم، العلم، حدیث: 2671-(9)





اور ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

”..... زنا عام ہوگا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی.....“¹

اگر آج کوئی دنیا میں پیدا ہونے والے بچوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد پر غور کرے اور ان عالمی مصدقہ رپورٹوں کا جائزہ لے جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کا فرق بتلایا گیا ہے تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ علامت ہمارے اس دور میں ظاہر ہو کر رہتی ہے۔



¹ صحیح البخاری، العلم، حدیث: 81.

77۔ فحاشی و عریانی کا ظہور اور اس کا علانیہ ارتکاب

نبی کریم ﷺ نے آخری زمانے میں جہاں برائیوں کی کثرت اور شہوتوں کے انتشار کی پیشین گوئی کی ہے، وہاں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ زنا بہت پھیل جائے گا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ایک شخص راتے میں سب کے سامنے کسی عورت سے زنا کرے گا۔

یہ دو علامتیں ہیں: ایک تو یہ کہ زنا عام ہو جائے گا اور چار سو پھیل جائے گا، دوسری یہ کہ زنا علی الاعلان کیا جائے گا اور اسے دوسروں سے چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ لِلَّهِ فِيهِ حَاجَةٌ، وَحَتَّى تُوْجَدَ الْمَرْأَةُ نَهَارًا جِهَارًا تُنْكِحُ وَسَطَ الطَّرِيقِ، لَا يَنْكِرُ ذَلِكَ أَحَدٌ وَلَا يُغَيِّرُهُ فَيَكُونُ أَمْثَلَهُمْ يَوْمَئِذٍ الَّذِي يَقُولُ: لَوْ نَحَيْتَهَا عَنِ الطَّرِيقِ قَلِيلًا! فَذَلِكَ فِيهِمْ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فِيكُمْ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ یہ صورت حال نہ پیدا ہو جائے کہ زمین پر کوئی بھی ایسا شخص نہ رہے گا جس کی اللہ کو ضرورت ہو۔ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ دن کی روشنی میں علی الاعلان راتے کے عین بیچ ایک عورت سے زنا کیا جائے گا اور کوئی شخص اس پر اعتراض نہ کرے گا اور نہ ہی اسے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ اس دن معاشرے کا

بہترین شخص وہ ہوگا جو اس زانی مرد سے کہے گا: تم نے اسے راستے سے تھوڑا سا ہٹا ہی لیا ہوتا! یہ بات کہنے والے کی اس دور میں وہی حیثیت ہو گی جو آج تمہارے درمیان ابو بکر و عمر کی ہے۔“¹

اس حدیث کی تائید اس فرمان رسول ﷺ سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، زنا عام ہو جائے گا اور شراب پی جائے گی.....“²

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”.....زنا عام ہو جائے گا، مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت ہو جائے گی.....“³

یہ دونوں علامتیں ہمارے زمانے میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ بعض ٹی وی چینل جس طریقے سے فحاشی پھیلا رہے ہیں اور حیا باختمناظر نشر کر رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر ایسی تصاویر اور ویڈیو نشر کی جا رہی ہیں جن کی طرف دیکھنے سے ایک مومن کی آنکھ شرماتی ہے۔

مومن مردوں اور خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی حفاظت کریں، نگاہیں نیچی رکھیں، شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اہل فسق و فجور سے بچ کر رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت عصمت و پاک دامنی کی دعا مانگتے رہیں۔

1 المستدرک للحاکم: 4/541، وصححه، وسلسلة الأحادیث الضعیفة: 3/410، حدیث:

1254. 2 صحیح مسلم، العلم، حدیث: (9)-2671. 3 صحیح البخاری، العلم، حدیث: 81.

78۔ قراءتِ قرآنِ مجید پر

اجرت لینا

قرآن مجید کی تلاوت و قراءت عبادت اور قربت الہی کا ذریعہ ہے۔ اس سلسلے میں اصولی بات یہ ہے کہ عبادت دنیا طلبی کے لیے نہ کی جائیں بلکہ یہ خالصتاً



اخروی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہئیں۔

یہ چیز علامات قیامت میں سے ہے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو تعزیت کی مجالس اور تقریبات میں قرآن مجید کی خوبصورت آواز میں تلاوت محض اس لیے کریں گے کہ اس پر مال حاصل کر سکیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو کچھ لوگوں کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب وہ تلاوت کر چکا تو ان سے پیسے مانگنے لگا۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) پڑھا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَيْسَ أَلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَفْرُؤُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ بِهِ»

”جو قرآن کی تلاوت کرے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرے۔ ایک قوم ایسی بھی آنے والی ہے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کرے گی۔“¹

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ ہم میں کچھ بدو اور کچھ عجمی لوگ بھی تھے۔ ہماری قراءت سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پڑھو، تم سب کی تلاوت اچھی ہے۔ عنقریب کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو تیر کی طرح سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے۔² وہ اس کے ذریعہ فوری دنیوی فائدہ حاصل کرنا چاہیں گے۔ اور اخروی اجر و ثواب کے وہ خواہش مند نہیں ہوں گے۔“³

یہ لوگ قرآن کا معاوضہ فوری طور پر لینا چاہیں گے اور آخرت تک صبر اور انتظار نہیں کریں گے۔

¹ مسند أحمد: 4/432، وحسنه الأرئووط في تعليقه على المسند. ² اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ریا کاری اور شہرت و ناموری کے لیے قراءت کے عمل میں مبالغے سے کام لیں گے۔ اور پر تکلف قراءت کریں گے۔ ³ سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: 830، و سلسلة الأحادیث الصحيحة: 1/464، حدیث: 259.

79۔ لوگوں میں موٹاپے کی کثرت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔ قَالَ عِمْرَانُ:
فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔
ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ
وَيُخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْدِرُونَ وَلَا يُوفُونَ
وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ»

”میرا زمانہ سب سے بہترین زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا دور عمدہ ہوگا جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو گواہی طلب کیے جانے کے بغیر ہی گواہی دینے کے لیے تیار ہوں گے۔ وہ خیانت کریں گے۔ اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذر تو مانیں گے مگر اس کو پورا نہیں کریں گے اور ان میں



موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔¹

غالباً آخری زمانے میں موٹاپے کی وجہ مالی خوشحالی، آرام دہ زندگی، ہوٹلوں، قہوہ خانوں، مزیدار کھانوں اور مٹھائیوں کی کثرت ہوگی۔ ہمارے اس دور میں لوگوں کی جسمانی حرکت بے حد کم ہوگئی ہے۔ انسان کی ہر نوع کی خدمت کے لیے مشینیں اور آلات موجود ہیں۔ وہ پیدل نہیں چلتے اور بدنی حرکت برائے نام رہ گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چھوٹے بڑے سب موٹاپے کا شکار ہو گئے ہیں۔ صورت حال اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ عالمی اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی آبادی کا قریباً چھٹا حصہ وزن میں اضافے کے مسئلے کا شکار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج ایسی دواؤں کی بہت کثرت ہوگئی ہے جو وزن گھٹانے، موٹاپے کے علاج اور معدہ کی کارکردگی میں معاون ہوتی ہیں۔



1 صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: 6428، وصحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث:

80-81

ایسے لوگوں کا ظہور جو
بلا طلب گواہی دیں گے
اور نذر پوری نہ کریں
گے



یہ دونوں علامتیں سابقہ حدیث میں
وارد ہیں۔ ”پھر ایسے لوگ ظاہر
ہوں گے جو گواہی طلب کیے

جانے کے بغیر ہی گواہی دیئے کے لیے تیار ہوں گے۔ وہ خیانت کریں گے اور
انھیں امین نہیں سمجھا جائے گا۔ وہ نذر تو مانیں گے مگر اسے پورا نہیں کریں گے۔“¹



تساہل کی یہ دونوں خصالتیں، یعنی دوسروں
کے خلاف علم اور طلب کے بغیر گواہی دینا اور
کثرت سے نذر ماننا اور اسے پورا نہ کرنا
لوگوں کے دین کی کمزوری، ایمان کے ضعف
اور دل میں اللہ کی تعظیم کا جذبہ نہ ہونے پر
دلالت کرتی ہیں۔

1 صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: 6428.

- 82

طاقتور کمزور کو کھا جائے گا



مڈی

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز

میرے پاس تشریف لائے تو آپ یہ فرما رہے تھے: ”اے عائشہ! میرے دنیا سے جانے کے بعد امت میں سب سے پہلے مجھے تمہاری قوم (عرب) ملے گی۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب آپ بیٹھ گئے تو میں نے کہا: میں آپ پر قربان! جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ ایک ایسی بات فرما رہے تھے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کیا کہہ رہا تھا؟“ میں نے عرض کی: آپ فرما رہے تھے: ”تمہاری قوم کے لوگ میرے بعد جلد ہی مجھ سے آملیں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔“ میں نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”موت انہیں اپنے لیے ایک مرغوب اور میٹھی چیز سمجھے گی۔¹ اور امت کے لوگ ان سے حسد کریں گے۔“ میں نے پوچھا: پھر اس وقت یا اس کے بعد لوگوں کا حال کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بغیر پروں والی مڈی کی طرح ہوں گے۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا حتیٰ کہ ان پر قیامت قائم ہو جائے

¹ یعنی موت ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے گی جس طرح کوئی مٹھائی پر ٹوٹ پڑتا ہے۔



گی۔“¹

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ قرب قیامت ظلم اور شر بہت زیادہ ہو جائے گا حتیٰ کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔



¹ مسند أحمد: 81/6، و سلسلة الأحادیث الصحيحة: 4/596، حدیث: 1953.

83- اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنا

اللہ کے نازل کردہ دین (قرآن و سنت) کے مطابق فیصلے کرنا امت کے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾

”اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔“¹

آخری زمانے میں اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹی چلی جائیں گی اور جو کڑی سب سے پہلے ٹوٹے گی وہ یہ ہوگی کہ لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنا چھوڑ دیں گے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْتَنْقَضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةٌ عُرْوَةٌ، فَكَلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّهَتِ النَّاسُ بِالنَّبِيِّ تَلِيهَا وَأَوْلَهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمَ وَآخِرُهُنَّ الصَّلَاةَ»

”اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹی چلی جائیں گی۔ جب بھی کوئی کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری سے چٹ جائیں گے۔ سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ یہ ہوگی کہ حکم الہی کو توڑا جائے گا اور سب سے آخر میں نماز کو بھی چھوڑ دیا جائے گا۔“²

1 المائدة: 44:5 . 2 مسند أحمد: 251/5، و المعجم الكبير للطبراني: 98/8،

ورجالهما رجال الصحيح.

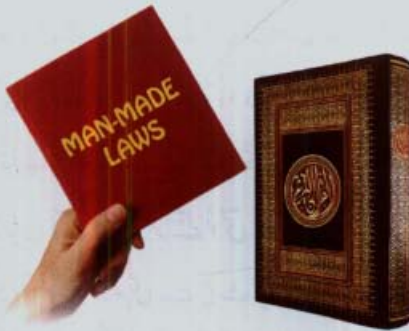


نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر اسلامی ممالک میں یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے۔ ان ممالک میں اسلام کے قوانین و احکام میں سے بس انھی امور پر عمل کیا جاتا ہے جو شادی، طلاق اور میراث وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں تک تجارتی معاملات، جرائم سے متعلق سزاؤں اور حدود و تعزیرات کا تعلق ہے تو ان معاملات میں اکثر لوگ فرانسیسی اور برطانوی قوانین کے مطابق ہی فیصلے کرتے ہیں۔ اور یہی اللہ کی نازل کردہ وحی کے ساتھ فیصلے نہ کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمِهِ يُوقِنُونَ﴾

”اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہو سکتا

ہے؟“¹



انسان کے بنائے ہوئے قوانین

84۔ رومیوں کی کثرت اور عربوں کی قلت

رومیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں آج امریکی اور یورپی اقوام کے طور پر جانا پہچانا جاتا ہے۔ انہیں رومی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اصف بن روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم ؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کو ”بنو اصف“ بھی کہا جاتا ہے۔¹

حضرت مستور دہری ؒ نے حضرت عمرو بن العاص ؓ سے کہا:

”جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت عیسائی اکثریت میں ہوں گے۔“ حضرت عمرو ؓ نے کہا: خیال کیجیے! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ حضرت عمرو ؓ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو برحق ہے اور اس کا سبب عیسائیوں کی چار خوبیاں ہو سکتی ہیں:

- ① یہ لوگ میدانِ جنگ سے بھاگنے کے بعد نہایت سرعت سے اپنی حالت درست کر لیتے ہیں۔
- ② یہ لوگ مسکین، ضعیف اور فقیر کے ساتھ بہترین رویہ رکھتے ہیں۔
- ③ یہ لوگ فتنے کے وقت جذباتی نہیں ہوتے بلکہ تحمل و بردباری سے معاملات کا جائزہ لیتے ہیں۔

1 التذكرة للقرطبي: 689/2.

④ چوتھی اور نہایت عمدہ خوبی یہ ہے کہ یہ بادشاہوں کے ظلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ روکنے والے ہیں۔¹

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپیں گے۔ ام شریک نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے (کیا وہ دجال کا مقابلہ نہیں کریں گے؟) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عرب اس زمانے میں بہت کم تعداد میں ہوں گے۔“²

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ: ”رومی اس وقت سب سے زیادہ ہوں گے“ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل یورپ کی زبان (انگریزی) اس وقت بہت بولی جائے گی اور لوگ عربی زبان کو چھوڑ دیں گے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص عربی بولتا ہے وہ عرب ہے اور جو بھی شخص صحرائی نشینی اختیار کرتا ہے وہ بدو ہے، خواہ وہ عجمی ہی کیوں نہ ہو۔

1 صحیح مسلم، الفتن، وأشراف الساعة، حدیث: 2898. 2 صحیح مسلم، الفتن، وأشراف الساعة، حدیث: 2945.



85 - لوگوں کے پاس مال و دولت کی کثرت

مسلمانوں نے اسلام کے ابتدائی سال رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں بھی اور بعد میں بھی اس حال میں بسر کیے کہ ان کی زندگی بہت تنگی اور سخت فقر و فاقہ کی تھی حتیٰ کہ ایک کے بعد دوسرا مہینہ بھی گزر جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر چولہے میں آگ نہ جلتی۔ ان کا گزارہ محض دو چیزوں: پانی اور کھجور پر ہوتا تھا۔

نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب حالات بدل جائیں گے اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دولت کی ریل پیل ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی زکاۃ لے کر ایک مہینے تک پھرتا رہے گا مگر اسے کوئی مستحق نہیں ملے گا، اس لیے کہ

لوگ اس سے بہت مستغنی ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِيضَ، حَتَّى يُهَمَّ رَبُّ
 الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَ حَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ:
 لَا أَرَبَ لِي»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم میں مال کی کثرت نہ ہو جائے گی۔ مال کی ریل پیل اس قدر ہو جائے گی کہ مال والے کو یہ پریشانی لاحق ہوگی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا؟ وہ ایک شخص کو اپنا مال پیش کرے گا مگر وہ شخص کہے گا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“¹

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ
 ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا»

”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب ایک شخص اپنے صدقے کا سونا لے کر گھومے گا کہ کوئی لینے والا حاجت مند مل جائے مگر اسے کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو یہ مال لینے کے لیے تیار ہو۔“²

1 صحیح البخاری، الزکاة، حدیث: 1412، وصحیح مسلم، الزکاة، حدیث: (61) - 157،

بعد الحدیث: 1012. 2 صحیح البخاری، الزکاة، حدیث: 1414، وصحیح مسلم، الزکاة،

حدیث: 1012.

اہل علم میں اختلاف ہے کہ یہ علامت واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟
 کہا جاتا ہے کہ یہ علامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں واقع ہو چکی
 ہے۔ جب انھیں بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں اور فارس و روم کی
 غنیمتیں ان کے پاس آئی تھیں۔

اس کے بعد پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد مسعود میں مال کی اس قدر
 فراوانی ہو گئی کہ ایک شخص اپنا صدقہ پیش کرتا مگر کوئی ایسا شخص اسے نہ ملتا جو اس سے
 یہ مال قبول کر لیتا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کسی کو بظاہر محتاج سمجھ کر اس کو مال پیش کرتا مگر وہ
 کہتا: مجھے اس مال کی کوئی حاجت نہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ علامت آخری زمانے میں واقع ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کا اشارہ دراصل ظہور مہدی کے زمانے کی طرف ہے۔ اس دور میں مہدی لوگوں
 میں جھولیاں بھر بھر کر گئے بغیر مال تقسیم کریں گے، اس لیے کہ مال کی کثرت اور
 بہتات ہوگی۔ زمین برکات و معدنیات اگلے گی حتیٰ کہ اس کے پیٹ سے سونے اور
 چاندی کے ذخائر برآمد ہوں گے۔

حضرت سعید جریری البونصرہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”میری امت کے آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو
 دونوں ہاتھ بھر بھر کر مال عطا کرے گا اور اسے گنے گا نہیں۔ سعید کہتے

ہیں: میں نے ابونضرہ اور ابو العلاء سے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ
خليفة عمر بن عبدالعزيز تو نہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔¹



1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2913.



86 - زمین کا اپنے خزانے اگل دینا

آخری زمانے میں مال کی کثرت اور بہتات اس قدر ہو جائے گی کہ زمین اپنے مدفون خزانے اگل دے گی حتیٰ کہ مال کی ریل پیل کی وجہ سے لوگ مال و دولت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَادَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأَسْطُورَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ،
 فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ: فِي
 هَذَا قَطَعْتُ رَجِيمِي، وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ: فِي هَذَا قَطَعْتُ يَدِي،
 ثُمَّ يَدْعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا»

”زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ستونوں کی شکل میں اگل دے گی۔ قاتل آئے گا اور کہے گا: افسوس! میں نے اس



مال کے لیے کسی انسان کو قتل کیا۔ قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا:
افسوس! میں نے اس مال کی خاطر اپنے خون کے رشتہ داروں کو چھوڑا۔
چور آئے گا اور کہے گا: افسوس! میں نے اس مال کی خاطر چوری کی اور
میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر وہ سب اسے چھوڑ دیں گے اور اس مال میں سے
کچھ بھی نہیں لیں گے۔¹

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدیث میں اگلنے کے لفظ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین اپنے
اندر سے مدفون خزانے باہر نکال دے گی۔ اور «الأسطون» الأسطوانة کی جمع ہے۔
اس کے معنی ہیں عمود یا ستون۔ سونے چاندی کے ذخائر کو ستونوں سے اس لیے
تشبیہ دی گئی ہے تاکہ اس کی کثرت اور بہتات واضح ہو جائے۔



1 صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: 1013.

89-88-87

① مسخ ② خسف اور ③ قذف کا ظاہر ہونا

① ”مسخ“ کا مطلب ہے کسی چیز کی شکل اور جسمانی ہیئت تبدیل کر کے اسے کوئی دوسری چیز بنا دینا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک گروہ کو سزا کے طور پر بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُفِئُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾

”پھر جب انھوں نے اس معاملے میں سرکشی کی جس سے انھیں روکا گیا

تھا تو ہم نے ان سے کہا: ذلیل بندر بن جاؤ۔“¹

اور ارشاد ہوا: ﴿وَجَعَلْ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ﴾

”اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا۔“²

② ”خسف“ کا مطلب ہے زمین کا پھٹنا اور جو کچھ اس کے اوپر ہو اس کو نگل لینا۔ اس کا بیان آگے چل کر علامات کبریٰ میں آئے گا۔

③ ”قذف“ کا معنی ہے آسمان سے پتھروں کی بارش ہونا، جیسا کہ شعیب عليه السلام کی قوم کے ساتھ ہوا کہ جب اللہ نے ان کو سزا دی تو آسمان سے ان پر پتھر برسائے گئے، یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کی قوم کو سزا دی، جب وہ کعبہ کو گرانے کے لیے آئے تو اللہ نے ان پر کنکریاں برسائیں۔

1 الأعراف 7: 166. 2 المائدة 5: 60.

یہ وہ سزائیں ہیں جو آخری زمانے میں بعض لوگوں پر مسلط کی جائیں گی اور یہ علامات قیامت میں سے ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ مَسْحٌ وَ قَدْفٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَ مَتَى ذَلِكَ؟ قَالَ ﷺ: إِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَارِزُ وَ شُرِبَتِ الْخُمُورُ»

”اس امت کے بعض لوگوں کو زمین میں دھنسا یا جائے گا، بعض کی شکلیں مسخ کر دی جائیں گی اور بعض پر پتھروں کی بارش ہوگی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے سوال کیا: اللہ کے رسول! یہ چیزیں کب واقع ہوں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: جب گانے والیاں اور آلات موسیقی بہت ہو جائیں گے اور لوگ شراب پینا شروع کر دیں گے۔“¹

«الْقِيَانُ» «قَبِيْنَةٌ» کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں:

گانے والی عورت۔

اور لفظ «معازف» کا واحد معزف ہے، معنی ہیں موسیقی

اور گانے بجانے کے آلات۔²

جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ گناہوں کی کثرت



1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2212 و صحیح الجامع

للألبانی: 683/1، حدیث: 3665. 2 لسان العرب، مادة: عزف.

ہو جائے گی اور عقوباتِ الہیہ قریب آجائیں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ مَسْخٌ وَ قَذْفٌ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْهَلْكَ وَ فِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ «نَعَمْ إِذَا ظَهَرَ الْخَبْثُ»

”آخری زمانے میں اس امت میں حسف، مسخ اور قذف کے واقعات ہوں گے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہمیں نیک لوگوں کی موجودگی میں بھی ہلاک کر دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، جب فسق و فجور کی کثرت ہو جائے گی۔“¹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی کہ یہ حسف، مسخ اور قذف ان لوگوں پر واقع ہوگا جو اہل بدعت اور صحیح عقیدے کے مخالف ہوں گے، جیسا کہ زندیق لوگ، یعنی اہل الحاد و نفاق اور فرقہ قدریہ وغیرہ۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے افعال کے لیے مقرر فرما رکھی ہے۔

حضرت نافع کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا: شام کے فلاں شخص نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے؟ اگر وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے تو اس کو میری طرف سے ہرگز سلام نہ کہنا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میری امت

¹ جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2185، و صحیح الجامع للآلبانی: 1355/2، حدیث:

میں مسخ اور قذف واقع ہوں گے اور یہ عقوبتیں زندیقوں اور قدریوں پر واقع ہوں گی۔“¹

دوسری روایات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ حنف اُس لشکر پر واقع ہوگا جو آخری زمانے میں کعبہ کو گرانے کے لیے آئے گا مگر اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا۔



حضرت قعقاع بن ابی حدرد کی اہلیہ بقیہ بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبے میں یہ فرماتے ہوئے

سنا: ”جب تم سنو کہ ایک لشکر کو قریب ہی زمین میں دھنسا دیا گیا ہے تو اس وقت سمجھ لینا کہ قیامت بہت قریب آچکی ہے۔“²

قریب ہی دھنسا دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس لشکر کو سرزمین مدینہ کے قریب ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس لشکر کا حال آگے چل کر علامات صغریٰ میں نمبر: 122 پر آئے گا۔

اس سلسلے کی آخری بات یہ ہے کہ یہ سزائیں نافرمانوں پر نازل ہوں گی اور ان پر بھی جو ان کے گناہ دیکھ کر خاموش رہیں گے۔ ایک مسلمان شخص کو اس امر سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

1 مسند أحمد: 2/136، وصححه أحمد شاکر. 2 مسند أحمد: 6/378، وسلسلة

الأحاديث الصحيحة: 3/340، حدیث: 1355.



-90

ایسی بارش جس سے مٹی اور پتھر کے گھر بچ نہ سکیں گے

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایسی بارش نازل ہوگی جس کے سامنے مٹی اور پتھر کے گھر قائم نہ رہ سکیں گے۔ اس بارش کے سامنے صرف اونٹ کے بالوں سے بنے ہوئے خیمے ہی ٹھہر سکیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُمَطَّرَ النَّاسُ مَطْرًا، لَا تَكُنُّ مِنْهُ بَيْوتُ الْمَدَرِ،

وَلَا تَكُنُّ مِنْهُ إِلَّا بَيْوتُ الشَّعْرِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک آسمان سے ایسی بارش نازل نہ ہو جس سے مٹی اور پتھر کے گھر بچ نہ سکیں گے، البتہ بالوں سے بنے ہوئے خیمے اس بارش سے بچ جائیں گے۔“¹



1 مسند أحمد: 262/2 وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح، وقال الشيخ الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، وكذا رواه ابن حبان في صحيحه.

-91

آسمان سے بارش تو ہوگی مگر اس سے پیداوار نہ ہوگی

نبی کریم ﷺ نے جن علامات قیامت کی خبر دی ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان سے بارش تو نازل ہوگی مگر اس سے زمین نباتات اور فصلیں نہیں اگائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُمَطَّرَ النَّاسُ مَطْرًا عَامًّا، وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ

شَيْئًا»



”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ لوگوں پر موسلا دھار

بارشیں نہ برسائی جائیں گی مگر زمین کچھ بھی نہیں اگائے گی۔“¹

یقیناً ایسا اس لیے ہوگا کہ زمین سے برکت ختم ہو جائے گی، جیسا کہ نبی ﷺ

نے فرمایا ہے کہ قحط سالی یہ نہیں کہ بارش نہ ہو بلکہ قحط سالی یہ ہے کہ لوگوں پر بارش تو

بر سے لیکن زمین کچھ نہ اگائے۔²



1 مسند أحمد: 140/3، ومسند أبو یعلیٰ: 303/7، وسلسلة الأحادیث الصحیحة:

639/6، حدیث: 2773.

2 اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے علامہ پیشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح ہیں۔

-92-

ایسا فتنہ جو تمام عربوں کو ہلاک کر دے گا

جن علامات قیامت کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی ہے ان میں سے ایک علامت ایک ایسا عظیم فتنہ بھی ہے جس کی لپیٹ میں تمام عرب آجائیں گے اور کثیر تعداد میں ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ، قَتَلَاهَا فِي النَّارِ، أَلْسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقَعِ السَّيْفِ»

”ایک ایسا فتنہ ظاہر ہوگا جو سب عربوں کو لپیٹ میں لے لے گا۔ اس میں قتل ہونے والے جہنم میں جائیں گے۔ اس فتنے میں زبان کی کاٹ تلوار سے زیادہ ہوگی۔“¹

«تستنظف العرب» کے معنی یہ ہیں کہ وہ سب عربوں کو تباہ و برباد کر ڈالے گا۔ یہ استنظف الشیء کے محاورے سے ماخوذ ہے جو اس وقت بولا جاتا ہے جب آپ کسی چیز کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیں۔

«قتلاھا فی النار» یعنی اس فتنے کے مقتول جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ شیطان کی اتباع اور خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے دنیا کی خاطر لڑیں گے، اس لیے اس لڑائی کے سبب وہ عذاب جہنم کے مستحق بن جائیں

¹ مسند أحمد: 211/2، و سنن أبي داود، الفتن والملاحم، حدیث: 4265، و جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2178، وابن ماجہ، الفتن، حدیث: 3967، والحديث فيه مقال.



گے، خواہ وہ مسلمان اور موحد کی حیثیت ہی سے مرے۔ گو کہ انھیں جہنم کی سزا دی جائے گی لیکن یہ ہمیشہ ہمیشہ آتش دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ قتلاہا سے مراد اس فتنے میں قتل ہونے والے لوگ ہیں۔ ایسے لوگ شدید وعید کا ہدف بنیں گے۔ کیونکہ اس لڑائی سے ان کا مقصود دین کی سر بلندی، کسی مظلوم کا دفاع یا کسی مستحق کی مدد نہ ہوگا بلکہ محض سرکشی، باہمی کشاکش اور مال و منصب کی حرص و ہوس ان کے پیش نظر ہوگی۔

اللسان یعنی زبان کی تاثیر، اس کی طعن و تشنیع اور اس کی طرف سے لڑائی پر ترغیب تلوار کی کاٹ سے کہیں زیادہ ہوگی۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ و اشراف اللسان یعنی زبان کی طلاق اور درازی اس وقت تلوار سے زیادہ اثر رکھتی ہوگی۔¹



¹ اس حدیث کی مزید تشریح کے لیے دیکھیے: مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 281/9.

95-94-93

مسلمانوں کی نصرت کے لیے درختوں اور پتھروں کا کلام کرنا اور مسلمانوں کا یہودیوں سے جنگ کرنا

یہ عظیم معرکہ آخری زمانے میں برپا ہوگا۔ اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ اس موقع پر درخت اور پتھر بول بول کر مسلمانوں سے کہیں گے: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، جلدی سے آؤ اور اسے قتل کر ڈالو، یعنی اس جنگ میں درخت اور پتھر بھی مسلمانوں سے محبت اور ہمدردی کا اظہار اور ان کی مدد کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل اسلام کی نصرت اور تائید ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَفَاتَلَكُمُ الْيَهُودُ، فَتَسَلَطُونَ عَلَيْهِمْ، حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتِي فَاقْتُلُهُ»

”یہودی تم سے جنگ کریں گے مگر تم ان پر غلبہ پا لو گے، یہاں تک کہ پتھر بھی بول کر کہے گا: اے مسلم! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، آؤ اور اسے قتل کر ڈالو“¹

1 صحیح البخاری، المناقب، حدیث: 3593، وصحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2921،

واللفظ له.



حدیث میں مذکور غرقد کا درخت

درختوں اور پتھروں کا اس طریقے سے کلام کرنا علامات قیامت میں سے ہوگا، مگر ایک درخت ایسا ہوگا جو مسلمانوں کے حق میں نہیں بولے گا۔ یہ ”غرقد“ کا درخت ہے جو یہودیوں کا ہمدرد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ نہ ہو جائے۔ مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک یہودی کسی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپ جائے گا لیکن وہ پتھر یا درخت کہے گا: اے مسلم! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے۔ آؤ، اسے قتل کر ڈالو مگر ”غرقد“ کا درخت نہیں بولے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا دوست ہے۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2922.

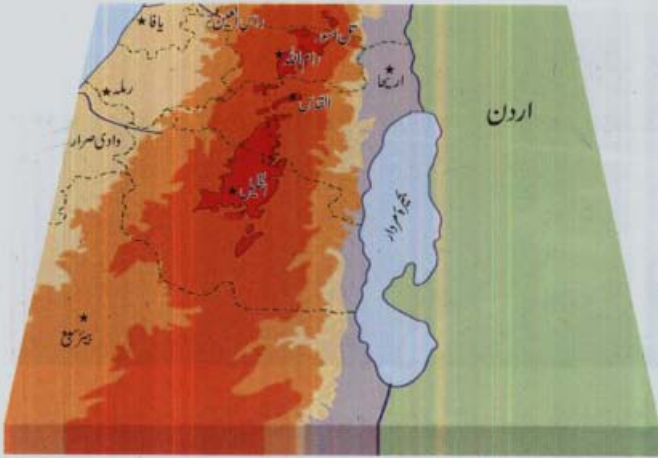
ایک دوسری روایت کے الفاظ
اس طرح ہیں:



غرقد کے درخت کی ایک اور تصویر

”اس وقت تک قیامت
قائم نہ ہوگی جب تک تم
یہود سے جنگ نہ کر لو، حتیٰ کہ
پتھر بھی، جس کے پیچھے کوئی
یہودی چھپا ہوا ہوگا، بول کر

کہے گا: اے مسلم! یہ میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر
ڈالو۔“¹



1 صحیح البخاری، الجہاد والسیر، حدیث: 2926

درختوں اور پتھروں کا یہ کلام کرنا حقیقی ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جمادات کو قوت گویائی عطا کرنے پر قادر ہے۔ جمادات کا یہ کلام کرنا علامات قیامت میں سے ہوگا۔

حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”تم مشرکین سے لڑائی کرو گے، حتیٰ کہ تم میں سے بچ جانے والے
 دریائے اردن پر دجال اور اس کے لشکر سے لڑیں گے۔ تم دریا کی مشرقی
 جانب ہو گے اور وہ مغربی جانب ہوں گے۔“

حضرت نہیک بن صریم کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ اس دن دریائے اردن
 کہاں واقع ہوگا؟¹

اس سے مراد وہ دریا ہے جو مقبوضہ فلسطین اور اردن کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے۔



عین زغر کے قریب بحیرہ مردار کا ساحل جس کے مشرق میں اردن اور بائیں طرف فلسطین ہے۔ اس پر آج یہودی قابض ہیں۔
 بحیرہ مردار میں پانی کی سطح مسلسل گر رہی ہے اور لگتا ہے کہ 2050/1470 تک یہ خشک ہو جائے گا۔

1 سلسلہ الأحادیث الضعیفة: 3/460، حدیث: 1297.



-96

دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا

دریائے فرات ایک مشہور دریا ہے۔ اس میں پانی کی فراوانی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اپنا رخ بدلے گا اور اس سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس سونے کی خاطر لڑیں گے اور ان کی بڑی تعداد اس میں قتل ہو جائے گی۔

نبی کریم ﷺ نے خبردار کیا ہے کہ جو کوئی اس موقع پر حاضر ہو وہ اس مال کو لینے سے محتاط رہے۔ کہیں وہ فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے یا اس کی وجہ سے کوئی لڑائی نہ شروع ہو جائے۔



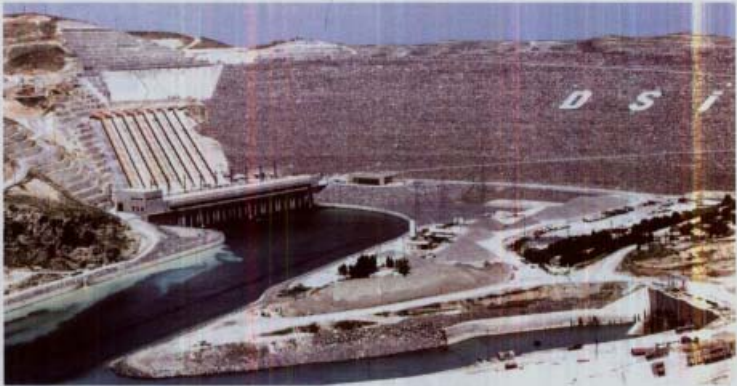
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَن جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ، يَقْتُلُ النَّاسَ عَلَيْهِ، فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَ يَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ: لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِي أَنْجُو»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر نہ ہو جائے۔ لوگ اس سونے کے لیے جنگ کریں گے۔ اس کے نتیجے میں ننانوے فیصد لوگ قتل ہو جائیں گے۔ ان میں ہر شخص کو یہ توقع ہوگی کہ شاید وہی زندہ بچ جائے۔“¹

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ”جو اس موقع پر موجود ہو اسے چاہیے کہ وہ اس میں سے کوئی چیز نہ لے۔“²

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2894. 2 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7119،
وصحیح مسلم، الفتن، وأشراط الساعة، حدیث: 2894.



دریائے فرات پر تعمیر کردہ ترکی کا اتاترک ڈیم



دریائے فرات پر تعمیر کردہ شام کا الشوریہ ڈیم

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ ہمیشہ دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے گردنیں پھنساتے رہیں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”قریب ہے کہ دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کر دے۔ جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی جانب دوڑ پڑیں گے۔ جو وہاں پہنچ چکے ہوں گے وہ کہیں گے: اگر ہم نے لوگوں کو سونا لینے کی کھلی چھٹی دے دی تو وہ سارے کا سارا لے جائیں گے، پھر وہ اس مال کے حصول کے لیے آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اس لڑائی کے نتیجے میں سو میں سے ننانوے انسان قتل ہو جائیں گے۔“¹

حدیث میں مذکور لفظ انحسار کے معنی انکشاف کے ہیں اور وہ پہاڑ حقیقی اور اصلی سونے کا ہوگا۔ اس سونے کے ظاہر ہونے کا سبب یہ ہوگا کہ دریا اپنے بہاؤ کا رخ تبدیل کر لے گا۔ اس سے قبل یہ طلائی پہاڑ مٹی سے اٹا ہوا اور غیر معروف ہوگا۔ مگر جب کسی وجہ سے پانی اپنا راستہ بدلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ظاہر فرما دے گا۔

¹ صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2895.



جو کوئی وہاں موجود ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سونے میں سے کچھ نہ لے تاکہ وہ فتنے اور خونریزی سے بچ سکے۔ یہ فتنہ ابھی ظاہر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب واقع ہوگا۔

عہد حاضر میں ترکی اور شام کے ممالک دریائے فرات پر بند تعمیر کر رہے ہیں اور اس کے قریب مختلف فیکٹریاں لگا رہے ہیں۔ اس وجہ سے دریا میں پانی کی قلت واقع ہو رہی ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ سونے کے اس پہاڑ کے ظہور کا پیش خیمہ ہو۔



-97-

آدمی فسق و فجور نہ
کرے گا تو اسے عاجز
و در ماندہ ہونے کا طعنہ
دیا جائے گا

جن علامات قیامت کی اللہ کے
رسول ﷺ نے خبر دی ہے ان

بداخلاقی

میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ فسق و فجور کا ارتکاب
کرے یا پھر غیر مہذب عاجز، کمزور اور بنیاد پرست ہونے کا الزام قبول کر لے۔ نبی
کریم ﷺ نے ان فتنوں سے خبردار کیا اور لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ عاجز کہلوانا
گوارا کر لیں مگر فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے انکار کر دیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُخَيِّرُ فِيهِ الرَّجُلُ بَيْنَ الْعَجْزِ وَالْفُجُورِ، فَمَنْ
أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانَ، فَلْيَخْتَرْ الْعَجْزَ عَلَى الْفُجُورِ»

”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جس میں آدمی کو بدکاری یا عجز و در ماندگی
میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جائے گا، جو شخص اس زمانے کو



پائے اسے چاہیے کہ عاجز بن جائے مگر فاسق و فاجر نہ بنے۔“¹

یہ علامت آج ہمارے زمانے میں ظاہر ہو چکی ہے، مثلاً: اس دور میں جو عورت حجاب کی پابندی کرتی ہے اسے طعنہ دیا جاتا ہے کہ وہ رجعت پسند اور عاجز خاتون ہے۔ جو گندے ٹی وی چینل دیکھنے سے گریز کرے اسے لوگوں کی طرف سے یہ طعنہ سننا پڑتا ہے کہ دیکھیں جی! یہ شخص تو نرا بدھو، رجعت پسند اور ترقی کا مخالف ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے یا تو وہ بھی انہی کی طرح فسق و فجور اور بدکاری میں شریک ہو جائے اور لوگوں کی طعن و تشنیع سے محفوظ ہو جائے، یا پھر اللہ کو راضی کرنے کے لیے خود پر کمزور اور بنیاد پرست ہونے کا الزام برداشت کر لے مگر گناہ کی زندگی سے دور رہے۔



1 مسند أحمد: 2/278، وسلسلة الأحادیث الضعیفة، حدیث: 5842



-98-

جزیرہ العرب میں چراگاہوں اور نہروں کا ظہور

جزیرہ العرب کو دیکھنے والا جانتا ہے کہ اس علاقے کے کل رقبے کا قریباً ستر فیصد بے آباد اور بنجر صحراؤں پر مشتمل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ خبر دی کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ جزیرہ العرب میں چراگاہوں اور نہروں کا ظہور ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مَرْجًا وَ أَنْهَارًا، وَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّكِبُ بَيْنَ الْعِرَاقِ وَ مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا ضَلَالَ الطَّرِيقِ،

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ تبوک کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے سفر پر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں جمع کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا فرمایا۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مؤخر کر دیا، پھر نکلے اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھیوں سے فرمایا: ”تم لوگ کل ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے۔ تم سورج کے بلند ہو جانے کے بعد ہی وہاں پہنچو گے۔ تم میں سے جو بھی وہاں پہنچ جائے اسے چاہیے کہ وہ اس چشمے کے پانی کو میری آمد تک استعمال نہ کرے۔“



موجودہ تبوک

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دو شخص ہم سے پہلے ہی وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ چشمے سے پانی بڑی مشکل سے تھوڑا تھوڑا نکل رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تم نے یہ پانی استعمال کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر بہت ناراضی اور خفگی کا اظہار

کیا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چشمے کا پانی اپنے ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کیا حتیٰ کہ وہ کچھ مقدار میں جمع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پانی میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا اور پھر اس پانی کو واپس چشمے میں ڈال دیا۔ پانی ڈالتے ہی چشمہ پوری قوت سے ابل پڑا اور نہایت کثرت اور تیزی سے بہنے لگا۔ لشکر کے لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”اے معاذ! اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو تم دیکھو گے کہ یہ سارا علاقہ

باغات اور آبادی سے معمور ہو جائے گا۔“¹

بعض اہل علم نے اشارہ کیا ہے کہ ہوا کا ایک مضبوط دباؤ جزیرۃ العرب کی جانب آہستہ آہستہ پیش قدمی کر رہا ہے جو اپنے ساتھ برف اور بارشوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ان چیزوں کے باعث بالعموم پیداوار اور خوشحالی کی کثرت ہو جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ صحرائے عرب کو باغات و انہار، سرسبز و شاداب میدانوں اور گھنے سایوں میں تبدیل کر دے۔ یہ علامت ابھی تک ظاہر نہیں

1 صحیح مسلم، الفضائل، حدیث: 706 قبل الحدیث: 1392.



زیر نظر تصویر میں تبوک کے باغات اور زرعی منصوبے دکھائے گئے ہیں

ہوئی مگر ہر آنے والی چیز قریب ہی تو ہوتی ہے۔

تبوک کے مقام پر نبی کریم ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمائے گئے ان الفاظ ”اے معاذ! اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو تم دیکھو گے کہ یہ سارا علاقہ باغات سے معمور ہو جائے گا“ کا نتیجہ آج ان بڑی بڑی زرعی سکیموں کی صورت میں ہمارے سامنے ہے جو سر زمین تبوک میں دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔



99-100-101

مستقل چمٹنے والے فتنے، خوشحالی و

فراوانی کا فتنہ اور تاریک و

اندھے فتنے کا ظہور

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت

اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تین فتنے ظاہر نہ ہو جائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ

کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فتنوں کا بہت تفصیل سے ذکر فرمایا:

«حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَخْلَاسِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا فِتْنَةُ

الْأَخْلَاسِ؟ قَالَ: هِيَ هَرَبٌ وَ حَرْبٌ. ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَاءِ، دَخَنَهَا مِنْ

تَحْتِ قَدَمِي رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي، وَ إِنَّمَا أَوْلِيَايَ

الْمُتَّقُونَ، ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوْرِكَ عَلَى ضَلَعٍ. ثُمَّ فِتْنَةُ

الدُّهَيْمَاءِ، لَا تَدْعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فَإِذَا قِيلَ:

انْقَضَتْ، تَمَادَتْ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَ يُمْسِي كَافِرًا، حَتَّى

يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ- أَيْ قِسْمَيْنِ- فُسْطَاطِ إِيْمَانٍ لَا نِفَاقَ

فِيهِ، وَ فُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيْمَانَ فِيهِ، فَإِذَا كَانَ ذَاكُمُ فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ

مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ»

”پھر آپ ﷺ نے ”فتنہ احلاس“ کا ذکر فرمایا۔ ایک شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ! ”فتنہ احلاس“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ افراتفری اور جنگ و جدل کا فتنہ ہوگا، پھر ایک خوشحالی کا فتنہ ظاہر ہوگا جو ایک ایسے شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ وہ خود کو مجھ سے تعلق رکھنے والا خیال کرے گا مگر درحقیقت اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ میرے دوست تو فقط وہ ہیں جو متقی ہیں۔ پھر لوگ ایک ایسے شخص کی بیعت پر اکٹھے ہو جائیں گے جو کم علم، کم عقل اور کم ہمت ہوگا۔ اس کے بعد ایک سیاہ تاریک فتنے اور اندھی مصیبت کا دور شروع ہوگا۔ اس فتنے کا اثر اور ضرر میری امت کے ہر شخص تک پہنچے گا اور کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں رہے گا۔ جب بھی کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائے گا۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک ایمان والے جن میں نفاق نہیں ہوگا اور دوسرے نفاق والے جو ایمان سے یکسر خالی ہوں گے۔ جب یہ حالات پیدا ہو جائیں تو اس وقت دجال کا انتظار کرنا، اسی روز آجائے یا اگلے روز ظاہر ہو جائے۔“¹

¹ سنن أبی داود، الفتن، والملاحم، حدیث: 4242، وسلسلة الأحادیث الصحیحة:

«الأخلاس» ”حِلس“ کی جمع ہے۔ حلس اس موٹے کالے کپڑے کو کہتے ہیں جو اونٹ کی پیٹھ پر کجاوے کے نیچے ڈالا جاتا ہے۔ یہ کپڑا ہمیشہ اونٹ کی پیٹھ سے چمٹا رہتا ہے۔ اسی طرح یہ فتنہ بھی لوگوں سے چمٹ جائے گا اور ان کی جان نہیں چھوڑے گا۔ یہ فتنہ حلس کی طرح تاریک اور سیاہ بھی ہوگا۔

«هَرَب» ہا اور را پر زبر کے ساتھ ہے، یعنی وہ ایک دوسرے سے بھاگیں گے کیونکہ ان کے درمیان دشمنی اور جنگ ہوگی۔

«حَرْب» کے معنی ہیں کسی شخص کا مال اور اہل و عیال چھین لینا اور اسے اس طرح چھوڑ دینا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

«ثم فتنة السراء» (پھر خوش حالی کا فتنہ آئے گا)، یعنی صحت، خوشحالی اور امن و عافیت کی بہتات ہوگی۔ جس کی وجہ سے بعض لوگ فتنے میں مبتلا ہو کر گناہوں کا ارتکاب کرنے لگیں گے۔

«دَخْنُهَا» یعنی اس کا ظہور اور جوش۔ اس فتنے کو آپ ﷺ نے آگ سے اٹھنے والے اس دھوئیں سے تشبیہ دی ہے جو آگ میں گیلایا ایندھن ڈالنے کی وجہ سے اٹھتا ہے۔ وہ دھواں بہت کثیف اور زیادہ ہوتا ہے۔

«مِنْ تَحْتِ قَدَمِي رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي» یعنی وہ شخص، جس کے قدموں سے اس فتنے کی آگ بھڑکے گی، نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس میں تشبیہ کی گئی ہے کہ جو شخص اس فتنے کو ہوا دینے کے لیے بھاگ دوڑ کرے گا اور اس کا اصلی سبب ہوگا وہ میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔

«يَزْعُمُ أَنَّهُ مَنَّيٌّ» یعنی وہ خود کو میرے نسب سے خیال کرے گا۔ لیکن اپنے برے عمل کی وجہ سے وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں اس کے افعال و اعمال سے بیزار ہوں، خواہ وہ نسبی طور پر میرے خاندان سے ہی ہوگا۔ مگر درحقیقت وہ میرے دوستوں میں سے نہیں ہوگا۔ میرے دوست تو صرف وہ ہیں جو پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں، جبکہ یہ شخص تو فتنہ کھڑا کرنے کا باعث بنے گا۔

«وَلَيْسَ مِنِّي» یعنی وہ میرے دوستوں میں سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ فتنہ پیدا کرنے کا سبب بنے گا۔ اسی قبیل سے وہ بات بھی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے کہی تھی:

﴿إِنَّ ابْنِي مِنَ أَهْلِي﴾

” (یا اللہ!) میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے۔“¹

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾

” (اے نوح!) وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں، وہ غیر صالح عمل

(والا) ہے۔“²

«ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ» ”پھر لوگ ایک شخص کی بیعت و اطاعت پر جمع

ہو جائیں گے۔“

«كَوْرِكَ» ورك ٹانگ کا وہ حصہ جو ران کے اوپر ہوتا ہے، یعنی سرین۔

«عَلَى ضَلَعٍ» اس کی جمع ”صُلُوع“ اور ”أَضْلَاع“ ہے۔ ضلع سینے کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے حالات اس شخص کے ساتھ ٹھیک نہ رہ سکیں گے، جس طرح سرین ایک پسلی کے اوپر قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ پسلی کمزور اور سرین ثقیل ہوتی ہے۔

یعنی لوگ اختلاف اور فساد کے بعد ایک ایسے شخص کی حکمرانی قبول کر لیں گے جو بادشاہی کی نازک اور عظیم ذمہ داری کے لیے قطعاً ناموزوں ہوگا۔ وہ کم علم اور کم عقل ہوگا۔ اس کے ذریعے نظام حکومت قائم نہ رہ سکے گا اور نہ ہی امور و معاملات صحیح رہ سکیں گے۔

«فِتْنَةُ الدَّهِيْمَاءِ» یعنی سیاہ اور بہت بڑا فتنہ، اندھی مصیبت۔

«إِلَّا لَطَمْتَهُ لَطْمَةً» یعنی لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جسے یہ مصیبت اور بلا نہ پہنچے۔ اللطم کے معنی ہیں چہرے پر تھپڑ مارنا۔ مطلب یہ ہے کہ اس تاریک فتنے کا اثر ہر شخص تک پہنچ جائے گا۔

«فَإِذَا قِيلَ: انْقَضَتْ» یعنی جب لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ اب یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے۔ «تَمَادَتْ» وہ اور زیادہ بڑھ کر پھیل جائے گا۔

«يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا» یعنی صبح کے وقت وہ اپنے بھائی کے قتل کو حرام سمجھتا ہوگا، اس کی عزت اور مال پر زیادتی کرنے سے پرہیز کرنے والا ہوگا، مگر شام ہوتے ہوتے وہ اپنے بھائی کے قتل کو جائز سمجھنے لگے گا اور اس کی عزت و مال پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اس کی تشریح تفصیل کے ساتھ پہلے گزر چکی

1 ہے۔

«إِلَىٰ فُسْطَاطَيْنِ» ”فسطاط“ عربی میں خمیے کو کہا جاتا ہے، یعنی اس فتنے میں لوگ دو فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک قول کے مطابق اس کی تشریح یہ بھی ہے کہ لوگ دو شہروں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

«فُسْطَاطُ إِيْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ» خالص اور صاف ایمان والا گروہ جس میں منافقت کا شائبہ نہ ہوگا۔

«فُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا إِيْمَانَ فِيهِ» اس گروہ میں منافقوں جیسے کام، مثلاً: جھوٹ، خیانت اور وعدہ خلافی وغیرہ ہوں گے۔

«فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ» یعنی اس وقت دجال کے ظاہر ہونے کا انتظار کرو۔

یہ فتنے ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔





-102

ایسا زمانہ جس میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے
بہتر ہوگا

یہ علامت قرب قیامت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے زمانے میں ان کے نزول
کے بعد ظاہر ہوگی۔ آپ کا زمانہ بہت فضیلت والا ہوگا۔ عبادات بھی فضیلت کی
حامل ہوں گی کیونکہ وقت اور مقام کے شرف و منزلت کے مطابق عبادات کے اجر و
ثواب میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا،
فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالَ
حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَ
مَا فِيهَا. ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفَرُّوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَرَأَى مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾»¹ ”اس

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ
ابن مریم علیہ السلام عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔
خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیے کو ختم کر دیں گے۔² اس وقت مال کی
اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ اس زمانے
میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہوگا۔ حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: تم چاہو تو
اس آیت کریمہ کی تلاوت کر لو: ”اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان
کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر

1 النساء، 4: 159 .

2 مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی کو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین پر رہنے ہی نہ دیں گے۔ اسی
طرح عیسائیوں کو بھی اجازت نہ دیں گے کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں، خواہ وہ اس کے لیے جزیہ
بھی ادا کریں!

1 “گواہ ہوں گے۔”

آپ ﷺ کے اس فرمان کہ ”اس زمانے میں کسی مومن شخص کا ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہوگا“ کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی نماز اور دیگر تمام عبادات میں رغبت بہت بڑھ جائے گی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبت ہوں گے، ان کی خواہشات کم ہوں گی اور قرب قیامت کا انھیں یقین ہوگا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ اس ایک سجدے کا اجر دنیا و مافیہا کے صدقہ کرنے سے بھی زیادہ ہوگا، اس لیے کہ اس زمانے میں مال کی بہتات ہو جائے گی۔ لوگوں میں حرص اور بخل بہت کم ہوگا۔ لوگ دنیا کے مال کو جہاد میں خرچ کریں گے اور خود اس مال کا لالچ نہیں کریں گے۔ اور سجدے سے مراد یا تو سجدہ ہی ہے یا پھر اس سے مراد نماز ہے۔ واللہ اعلم۔²



1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3448، و صحیح مسلم، الإيمان، حدیث:

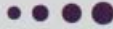
155. 2 شرح صحیح مسلم للإمام النووي.



چاند کے مختلف روپ

103- پہلی رات کے چاند کا بڑا نظر آنا

«الأهلة» ہلال کی جمع ہے اور ہلال مہینے کے آغاز میں پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ یہ چاند قمری مہینے کی پہلی رات میں چھوٹا سا نظر آتا ہے، پھر مہینے کے نصف تک بتدریج بڑھتا رہتا ہے، پھر مہینے کے نصف سے آخر تک بتدریج چھوٹا ہونا



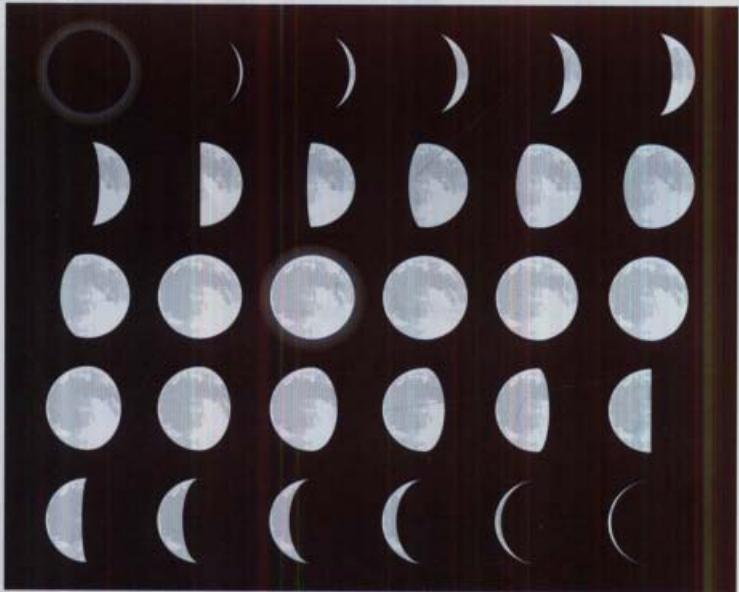
شروع ہو جاتا ہے۔

علامات قیامت میں سے پہلی رات کے چاند کا بڑا نظر آنا بھی ہے۔ یعنی چاند ابتدائی رات ہی میں معمول سے بڑا نظر آنے لگے گا۔ لوگ پہلی رات کے چاند کو دوسری رات کا چاند خیال کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ انْتِفَاحُ الْأَهْلَةِ، حَتَّى يَرَى الْهَيْلَالُ لِلَيْلَةِ فَيَقَالَ:

هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ»



قمری مہینے کے دوران چاند کے مختلف روپ

”قرب قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ چاند معمول سے بڑا
نظر آئے گا۔ پہلی رات کا چاند دیکھ کر کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری رات کا
چاند ہے۔“¹



1 المعجم الأوسط للطبرانی: 441/7، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 366/5، حدیث:

-104

سب لوگوں کا شام کی طرف ہجرت کر جانا



شام کے نام کا اطلاق آج کے سوریا اور اس کے پڑوسی ممالک لبنان، اردن اور فلسطین پر ہوتا ہے۔ شام سرزمین حشر و نشر ہے۔ اس سرزمین سے بہت سے انبیاء کا ظہور ہوا۔ شام اور اہل شام کی ایک خاص قدر و منزلت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي
مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»

”جب شام والوں میں بگاڑ آجائے گا تو تم میں کوئی بھلائی نہ رہے گی۔
میری امت کا ایک گروہ قیامت تک فتح یاب رہے گا، انھیں رسوا کرنے
والا انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“¹

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شام میں رہائش اختیار کرنے کی وصیت فرمائی
ہے، اس لیے کہ قیامت کے قریب شام اہل اسلام کا مضبوط گڑھ اور مرکز ہوگا۔
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فتنے کے دنوں میں مسلمانوں کا مرکز ”غوطہ“ ہوگا جو دمشق نامی شہر کے

¹ جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2192، وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح.

ایک جانب ہوگا اور
وہ شام کا بہترین شہر
ہوگا۔”¹

”فسطاط“ اصل میں خیمے کو
کہتے ہیں اور یہاں اس
سے مراد مسلمانوں کا مرکز



اور ان کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اہل اسلام اس عظیم معرکے میں، جو مسلمانوں اور
یہودیوں کے درمیان ہوگا، وہاں جمع ہوں گے۔

”غوطہ“ ایک شہر کا نام ہے۔ جو آج کل غوطہ دمشق کہلاتا ہے۔ اور ”دمشق“
مشہور و معروف شہر ہے جو آج کل سوریا (شام) کا دار الحکومت ہے۔

حدیث میں مذکور معرکہ یا تو مہدی کے ظہور سے قبل ہوگا یا مہدی کے زمانے
میں ہوگا یا پھر کسی اور زمانے میں۔ نبی کریم ﷺ نے ملک شام میں رہائش اختیار
کرنے کی ترغیب اس لیے دلائی ہے کہ یہ سرزمین محشر اور مومنوں کا مرکز ہے۔ ایک
صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا کہ وہ کس علاقے کی طرف ہجرت
کرے اور رہائش اختیار کرے تو نبی کریم ﷺ نے شام کی طرف ہجرت کرنے
اور وہاں رہنے کا مشورہ دیا۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں

1 مسند احمد: 197/5، و سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4298 و صححه الألبانی

فی صحیح أبي داود.

کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے کس جگہ رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں۔¹

قیامت قائم ہونے سے پہلے مومنوں کی غالب اکثریت وہاں ہجرت کر جائے گی بلکہ ہر مومن وہاں چلا جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر مومن شام میں چلا جائے گا۔²



1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2192، وقال: حدیث حسن صحیح، وصححه الحاكم. 2 المصنف لابن أبي شيبة موقوفاً: 217/4، ولا يصح مرفوعاً، وهذا الأثر لا يقال من قبل الرأي فله حكم الرفع، ولا بأس بإسناده موقوفاً.

-106 -105

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ اور فتح قسطنطنیہ

مسلمانوں اور رومی عیسائیوں کے تعلقات کی تاریخ حوادث اور واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اس میں صلح بھی ہے اور جنگ بھی، زمانہ امن بھی ہے اور عرصہ قتال بھی۔ آج کے زمانے میں اہل اسلام اور عیسائیوں کے باہمی تعلقات غیر یقینی ہیں۔ وہ صلح اور جنگ میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ایک بہت بڑی جنگ



وہ پل جو دو براعظموں ایشیا اور یورپ اور استنبول شہر کے دو حصوں کو ملاتا ہے



بھی ہے۔ اور یہ جنگ ظہورِ مہدی سے قبل ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام ”الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى“ رکھا ہے۔ مسلمان اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کریں گے اور اسے بھی فتح کر لیں گے اور پھر اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ، وَ خَرَابٌ يَثْرِبُ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَالِ»



”بیت المقدس کی آبادی دراصل مدینہ کی بربادی ہوگی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو ایک عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا تو پھر جلد ہی دجال کا خروج ہوگا۔“¹

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم لوگ رومیوں کے ساتھ صلح کر لو گے، پھر تم اور وہ مل کر اپنے ایک دشمن سے ایک لڑائی کرو گے۔ تم اس جنگ میں فتح یاب ہو گے، مال غنیمت حاصل کرو گے اور صحیح سلامت رہو گے۔ پھر تم میدان جنگ سے واپس آؤ گے، حتیٰ کہ تم اور عیسائی ایک میدان میں پڑاؤ ڈالو گے جس میں ٹیلے بھی ہوں گے۔“²

پھر عیسائیوں میں سے ایک شخص صلیب کو بلند کرے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آگئی۔ اس پر ایک مسلمان سیخ پا ہو جائے گا اور آگے بڑھ کر صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعے سے عیسائی بگڑ جائیں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو

1 سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4294، وحسنه الألباني في صحيح أبي داود، وقد تفرد به عبد الرحمن بن ثابت عن أبيه عن مكحول.

2 یعنی ایک بلند جگہ پر ڈیرا جماؤ گے۔ مجھے اہل علم میں سے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جس نے اس جگہ کی تحدید کی ہو۔ بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ یہ جگہ ”مرج دابق“ ہوگی، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: (لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ) ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک عیسائی ”اعماق“ یا ”دابق“ کے مقام پر نہ جا ٹھہریں۔ (صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2897).

جائیں گے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس وقت مسلمان بھی جوش میں آجائیں گے اور اپنے ہتھیار سنبھال لیں گے اور ان سے لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔¹

صحیح مسلم میں اس واقعے کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک عیسائی ”اعماق“ یا ”دابق“ کے مقام پر پڑاؤ نہ ڈالیں۔ (یہ مقام شام میں حلب نامی شہر کے قریب واقع ہے، جنگ

1 سنن أبی داود، الملاحم، حدیث: 4292، 4293. بسند صحیح.



کی جگہ یہیں ہوگی) عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس زمانے کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے دمقابل صف آرا ہوں گے تو عیسائی کہیں گے: ہمیں ان لوگوں سے لڑائی کر لینے دو جو ہم میں سے گرفتار ہو گئے تھے۔ (عیسائیوں کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین پہلے بھی متعدد لڑائیاں ہو چکی ہوگی، جن میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی اور عیسائیوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا، اور وہ قیدی مسلمان ہو گئے تھے اور اب اسلامی لشکر میں شامل ہو کر عیسائیوں سے جہاد کرنے کے لیے آئے ہوئے ہوں گے) مگر مسلمان کہیں گے: نہیں اللہ کی قسم! ہم کبھی اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے، تو عیسائی مسلمانوں سے جنگ کریں گے، جس میں (مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ میدان چھوڑ جائے گا)۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا۔ اس لشکر کے ایک تہائی لوگ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں گے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے۔ باقی ایک تہائی لشکر لڑائی میں فتح حاصل کرے گا (لشکر کا آخری تہائی حصہ شہروں کو فتح کر لے گا اور مال غنیمت حاصل کرے گا)۔ یہ لوگ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ اور جب وہ اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان آ کر آواز لگائے گا: لوگو! تمہارے بعد مسیح دجال تمہارے گھروں میں داخل ہو گیا ہے (وہ مسلمانوں پر گھبراہٹ طاری کرنا چاہے گا) لشکر اسلام کے فوجی وہاں

سے نکلیں گے (وہ دجال کی طرف چل دیں گے) شیطان کی یہ خبر تو غلط ہوگی، لیکن جب وہ شام میں پہنچیں گے تو واقعی مسیح دجال کا ظہور ہو جائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رومیوں سے جنگ کے بعد اہل اسلام کو مال غنیمت کی تقسیم کا موقع بھی نہ ملا ہوگا اور وہ دجال سے لڑائی کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کا وقت ہو جائے گا اور اسی وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ نزول فرمائیں گے.....“¹

ایک دوسری روایت کے مطابق اس غزوے کی تفصیل

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت قائم ہوگی جب وراثت کی تقسیم روک دی جائے گی اور مال غنیمت لوگوں کے لیے کسی خوشی کا باعث نہ بنے گا۔ پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے فرمایا: دشمنان اسلام وہاں جنگ کے لیے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان کا مقابلہ کرنے کے لیے وہاں اکٹھے ہوں گے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس دشمن سے مراد رومی ہیں۔) اس وقت جنگ کی شدت کے باعث بہت سے لوگ میدانِ جنگ سے واپس آجائیں گے اور مسلمان اپنے میں سے بہترین اور باصلاحیت فوجیوں کی ایک جماعت کو موت تک لڑنے کے عزم کے ساتھ آگے بھیجیں گے۔ دونوں لشکر رات تک مسلسل لڑائی جاری رکھیں گے، حتیٰ کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور دونوں اپنی اپنی جگہ لوٹ جائیں گے

¹ صحیح مسلم، الفتن، وأشراف الساعة، حدیث: 2897.



اور ان میں سے کوئی بھی
غالب نہیں ہو گا اور جو
لوگ موت کا عزم لے کر
آگے بڑھے تھے، وہ سب
کے سب شہید ہو جائیں
گے۔ اگلے روز مسلمان پھر
بہترین اور باصلاحیت
فوجیوں کی ایک جماعت کو
موت تک لڑنے کے عزم
کے ساتھ آگے بھیجیں گے۔
یہ جماعت اس بات کا عہد

کرے گی کہ اگر وہ واپس لوٹیں گے تو فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں گے یا پھر شہید ہو جائیں
گے۔ دونوں لشکر پھر شام ہونے تک مسلسل لڑائی جاری رکھیں گے مگر کسی بھی فریق کو
برتری حاصل نہ ہو سکے گی اور دونوں اپنی اپنی جگہ لوٹ جائیں گے۔ جو لوگ موت کا
عزم لے کر آگے بڑھیں گے، وہ سب کے سب شہید ہو جائیں گے۔

جب اس جنگ کا چوتھا روز ہوگا تو اہل اسلام دشمن پر جلد حملہ کر دیں گے
(مختلف مقامات سے مسلمان جمع ہو کر دشمن پر حملہ آور ہوں گے)۔ اس روز اللہ
تعالیٰ کفار کو شکست فاش سے دوچار کر دے گا اور اہل اسلام ان کو اتنی بڑی تعداد میں

قتل کریں گے کہ اس سے پہلے کبھی اتنی خونریزی نہ دیکھی گئی ہوگی۔ حتیٰ کہ ایک پرندہ ان کے پاس سے گزرے گا تو وہ تھوڑا سا آگے جانے سے قبل ہی مر کر گر جائے گا۔ ایک باپ کی اولاد جن کی تعداد جنگ سے پہلے ایک سو ہوگی، جنگ کے بعد دیکھیں گے کہ ان میں سے صرف ایک بچا ہوگا تو ایسی صورت حال میں مالِ غنیمت کے حصول سے کون سی خوشی ہوگی اور کن لوگوں میں میراث تقسیم کی جاسکے گی؟ مسلمان ابھی اس حالت ہی میں ہوں گے کہ اس سے بڑی مصیبت کی خبر سنیں گے۔ ایک شخص پکار کر کہے گا: لوگو! دجال تمہارے پیچھے بال بچوں میں گھس آیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھر بار کی طرف متوجہ ہوں گے اور فوری طور پر دس سواریوں کو حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے بھیجیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سواریوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے میں روئے زمین کے بہترین گھڑسوار ہوں گے۔¹

اس عظیم معرکے کے لیے مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ اس وقت ”غوطہ“ میں شہر دمشق ہوگا۔ یہ لشکر اس وقت روئے زمین پر بہترین لشکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انھیں عیسائیوں پر فتح نصیب فرمائے گا۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس عظیم معرکے کے دوران مسلمانوں کا جنگی کیمپ ملک شام کے بہترین شہر

¹ صحیح مسلم، الفتن، وأشراف الساعة، حدیث: 2899، ومسنَد أحمد: 1/435.

”دمشق“ کے قریب ”غوطہ“ کے مقام پر ہوگا۔“¹

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

”عظیم معرکے کے دوران مسلمانوں کا کیمپ ایک ایسی سر زمین پر ہوگا جسے ”غوطہ“

کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک شہر ہے جس کا نام ”دمشق“ ہے۔ اس وقت یہ مقام

مسلمانوں کے پڑاؤ کے

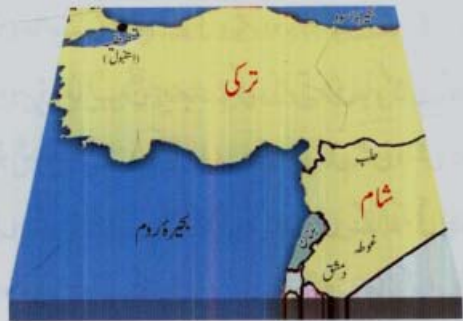
لیے بہترین جگہ ہوگی۔“²

اس کے بعد اہل اسلام

قسطنطنیہ کو لڑائی کے بغیر ہی

امام مہدی کی زیر قیادت

فتح کر لیں گے۔ اس وقت



مسلمانوں کا ہتھیار اللہ کی تکبیر اور تحمید ہوگی۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

”کیا تم نے ایک ایسے شہر کے بارے میں کچھ سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی

اور دوسری جانب سمندر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں! اللہ کے رسول!

ہم نے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک

¹ سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4298، 2 مسند أحمد: 197/5 و سنن أبي داود،

السنة، حدیث: 4640، و المستدرک للحاکم: 486/4، واللفظ له وقال: صحیح الإسناد

ووافقہ الذہبی وأقرہ المنذری.

بنو اسحاق کے ستر ہزار لوگ اس شہر کو فتح نہ کر لیں۔ وہ جب وہاں آئیں گے تو وہاں پڑاؤ ڈالیں گے۔ وہ کسی قسم کا اسلحہ استعمال نہیں کریں گے اور نہ ہی کوئی تیر پھینکیں گے۔ وہ بس اتنا کہیں گے: (لا إله إلا الله والله أكبر) تو اس کے ایک طرف کا علاقہ فتح ہو جائے گا۔ ثور بن یزید کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ نے یہ فرمایا کہ سمندر والی جانب فتح ہو جائے گی، پھر دوبارہ کہیں گے: (لا إله إلا الله والله أكبر) تو اس کی دوسری جانب فتح ہو جائے گی، پھر تیسری بار کہیں گے: (لا إله إلا الله والله أكبر) تو شہر ان کے لیے کھل جائے گا، وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور غنیمت جمع کریں گے۔ ابھی مال جمع کر ہی رہے ہوں گے کہ کوئی پکار کر کہے گا: لوگو! دجال ظاہر ہو گیا ہے، یہ سنتے ہی وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔¹

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں اس لشکر کے ”بنو اسحاق“ سے ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ زیادہ صحیح اور محفوظ ”بنو اسماعیل“ کے الفاظ ہیں اور حدیث کا سیاق و سباق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ تھا کہ یہ جنگیں عرب لڑیں گے اور عرب بنو اسماعیل ہیں نہ کہ بنو اسحاق اور شہر سے مراد قسطنطنیہ ہے۔

ایک اور چیز جو لشکر اسلام کے عربوں یعنی بنو اسماعیل ہونے پر دلالت کرتی ہے،

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2920.

وہ یہ ہے کہ حضرت ذوالحجۃؓ کی حدیث میں یہ ذکر موجود ہے کہ عیسائی اپنے ایک ساتھی سے کہیں گے: ہم عربوں کے مقابلے میں تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر بعد میں غداری کریں گے اور معرکے کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ یہ عظیم معرکہ عربوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوگا۔

اس باب کی دیگر احادیث سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اس عظیم معرکے میں حصہ لیں گے، وہی قسطنطنیہ کو بھی فتح کریں گے۔ اور یہ عرب ہی ہوں گے۔ حضرت عمرو بن عوفؓ کی حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ پھر ان کی طرف مسلمانوں کے بہترین لوگ نکلیں گے جو اہل حجاز میں سے ہوں گے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بنو اسماعیل ہوں گے نہ کہ بنو اسحاق، واللہ اعلم۔¹



¹ دیکھیے: اتحاف الجماعة بما جاء في الفتن والملاحم وأشراط الساعة للشيخ حمود التويجری: 401/1.

107-108

وراثت تقسیم نہ ہوگی اور لوگوں کو مال غنیمت سے خوشی نہ ہوگی

یہ دونوں علامتیں آخری زمانے میں اس وقت واقع ہوں گی جب قتل و قتل بہت ہوگا اور مسلمانوں کی عیسائیوں کے ساتھ لڑائیاں شدت اختیار کر جائیں گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقَسَمَ مِيرَاثٌ وَ لَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ۔ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا۔ وَ نَحَّاهَا نَحْوَ الشَّامِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میراث کی تقسیم نہ رک جائے گی اور مال غنیمت کے حصول پر خوشی نہ ہوگی۔“¹

اس کی وضاحت سابقہ علامت میں گزر چکی ہے۔



¹ صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2899، و مسند أحمد: 1/435.

-109-

لوگوں کا پرانے ہتھیاروں اور سواریوں کی طرف لوٹ آنا

یہ علامت سابقہ سے پہلے والی علامت میں گزر چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِأَسِ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ! فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ: إِنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي دَرَارِيهِمْ، فَيَرَفُضُونَ مَا فِي

أَيْدِيهِمْ، وَ يَقْبَلُونَ،

فَيَعْتُونَ عَشْرَةَ فَوَارِسَ

طَلِيْعَةَ، قَالَ ﷺ: إِنِّي

لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَ

أَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَالْوَأَانَ

خِيُولِهِمْ، هُمْ خَيْرُ

فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ

الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ»

”مسلمان ابھی اس

حالت ہی میں ہوں

گے کہ اس سے بڑی

مصیبت کی خبر سنیں





گے۔ ایک شخص پکار کر کہے گا: لوگو! دجال تمہارے پیچھے بال بچوں میں گھس آیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھربار کی طرف متوجہ ہوں گے اور فوری طور پر دس سواریوں کو حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے بھیجیں گے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں ان سواریوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے میں روئے زمین کے بہترین گھڑسوار ہوں گے۔¹



1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2899.



110 - 111

بیت المقدس کی آبادی، مدینہ طیبہ کی بربادی اور اس کا
باشندوں اور زائرین سے خالی ہو جانا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُمَرَانُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ، وَ خَرَابٌ يَثْرِبُ خُرُوجُ
الْمَلْحَمَةِ، وَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَ فَتْحُ
الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَالِ. ثُمَّ ضَرَبَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِيَدِهِ عَلَى
فَيْحِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ- أَوْ مِنْكِبِهِ- ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ، كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ
هَاهُنَا»



بیت المقدس، یروشلم

”بیت المقدس کی آبادی دراصل مدینہ کی بربادی ہوگی، مدینہ کی بربادی ہوئی تو عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا، وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو پھر جلد ہی دجال ظاہر ہو جائے گا۔“ یہ کہہ کر سیدنا معاذ بن جبل نے اپنا ہاتھ اس شخص کی ران یا کندھے پر مارا جسے حدیث بیان کر رہے تھے اور فرمایا: یہ بات اسی طرح برحق ہے، جس طرح تمھاری یہاں موجودگی اٹل ہے۔¹

یثرب سے مراد مدینہ منورہ ہے اور اس کی بربادی سے مراد اس کا اپنے باشندوں

اور زائرین سے خالی ہو جانا ہے۔

1 سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4294.

ایک اور روایت میں ہے:

«الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَخُرُوجُ الدَّجَالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ»

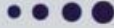
”عظیم جنگ، فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال، یہ سب کچھ سات ماہ میں ہو جائے گا۔“¹

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جن واقعات کا ذکر فرمایا ہے، وہ ترتیب سے رونما ہوں گے، پہلے بیت المقدس کی آبادی اور عمارتوں کی کثرت سے اس کی وسعت اور لوگوں کا اس شہر میں کثرت سے آباد ہونا، پھر اس کے بعد یثرب (مدینہ طیبہ) کا برباد ہونا، یعنی لوگوں کا مدینہ میں رہائش اختیار کرنے سے گریز کرنا اور مدینہ میں جدید تعمیرات کا سلسلہ رک جانا۔ یہ تمام چیزیں آج مدینہ میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ لوگ بتدریج وہاں کم ہو رہے ہیں اور آبادی میں اضافے کا سلسلہ رک چکا ہے۔ مدینہ کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد آہستہ آہستہ وہاں سے دوسرے شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«التُّرْكَنَّ الْمَدِينَةَ عَلَى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتَّى يَدْخُلَ الْكَلْبُ أَوْ الذُّبُّ فَيَعْذِي عَلَى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَلِمَنْ تَكُونُ الشُّمَارُ ذَلِكَ الزَّمَانِ؟ قَالَ: لِلْعَوَافِي: الطَّيْرِ وَالسَّبَاعِ»

¹ جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2238، بسند ضعیف.



”مدینہ کو عمدہ حالت میں چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ نوبت یہ ہو جائے گی کہ ایک کتاب یا بھیڑ یا مسجد میں داخل ہوگا اور کسی ستون یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ صحابہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ فرمائیے کہ اس زمانے میں مدینے کے پھل کس کے کام آئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پرندے اور درندے ان پھلوں کو کھائیں گے۔“¹

بیت المقدس کی آبادی کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخری زمانے میں خلافت وہاں منتقل ہو جائے گی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے، وہ کہتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روانہ فرمایا تاکہ ہم وہاں سے مالِ غنیمت حاصل کر سکیں لیکن ہم وہاں سے کوئی مال حاصل کیے بغیر ہی لوٹ آئے البتہ تھکن اور مشقت ہمارے چہروں سے عیاں تھی۔ آپ ﷺ ہماری حالت زار دیکھ کر ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے اور یہ دعا فرمائی:

اے اللہ! انھیں میرے حوالے نہ فرمانا کہ میں ان کی کفالت نہ کر سکوں اور نہ ہی انھیں ان کے نفسوں کے سپرد فرمانا کہ یہ عاجز ہو جائیں اور نہ انھیں لوگوں کے حوالے کرنا کہ وہ دوسروں کو ان پر ترجیح دیں، پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھا۔ یا انھوں نے یہ کہا کہ میری کھوپڑی پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا:

اے ابن حوالہ! جب تم یہ دیکھو کہ خلافت ارضِ مقدّس میں منتقل ہو جائے

1 مؤطا للإمام مالک: 392/2، والمستدرک للحاکم: 426/4.

تو اس وقت زلزلے، پریشانیاں اور بڑی مصیبتیں قریب آجائیں گی۔ اس دن قیامت اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوگی جتنا یہ میرا ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔“¹

گزشتہ حدیث میں آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ «وخراب یثرب خروج الملحمة» الملحمة سے مراد وہ عظیم معرکہ ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان برپا ہوگا اور اس میں بے شمار لوگ قتل ہوں گے۔ اسے ملحمہ اسی لیے کہا جائے گا کہ اس میں قتل و خون ریزی بہت ہوگی۔ اس معرکہ کے بعد قسطنطنیہ کی فتح عمل میں آئے گی۔ آج کے زمانے میں یہ استنبول کا شہر ہے جو کہ ترکی کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ پھر فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال ظاہر ہوگا۔



1 مسند أحمد: 288/5، وسنن أبي داود، الجهاد، حدیث: 2535، وصححه الألبانی فی صحیح أبي داود.

-112-

مدینہ شریوں کو اس طرح نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے

علامات قیامت میں سے جو علامت ابھی بیان کی گئی ہے کہ مدینہ بے آباد اور
باشندوں سے خالی ہو جائے گا، یہ علامت اسی کا تکملہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد مدینہ کی آبادی اور رونق
میں بے حد اضافہ ہوا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس کی آبادی اور رونق میں مسلسل
اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں
سے یہ بھی ہے کہ لوگ مدینہ میں رہائش کی خواہش سے بے نیاز ہو جائیں گے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوا الرَّجُلَ ابْنَ عَمِّهِ وَ قَرِيْبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ! هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ! وَالْمَدِيْنَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيْدهِ! لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ فِيْهَا خَيْرًا مِنْهُ- أَلَا! إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكَبِيْرِ، تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِيْنَةَ شِرَارَهَا، كَمَا يَنْفِي الْكَبِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ»

”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آجائے گا کہ ایک مدینے کا رہنے والا شخص اپنے چچا زاد اور دیگر رشتہ داروں سے کہے گا: (مدینہ کو چھوڑو) خوشحالی کی طرف نکلو، خوشحالی کی طرف آؤ، حالانکہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر ہوگا، اے کاش! کہ انھیں اس بات کا علم ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ





میں میری جان ہے! جب بھی کوئی شخص مدینہ سے بے رغبتی کی بنیاد پر وہاں سے نقل مکانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو اس کی جگہ مدینہ میں آباد کر دے گا۔ خبردار! مدینہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے، وہ اپنے اندر سے خبیث لوگوں کو نکال باہر کرے گا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ اپنے اندر سے شریر لوگوں کو نکال نہیں دے گا، جس طرح کہ بھٹی لوہے کا میل کچیل اتا رہتی ہے۔“¹

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ مدینہ سے نکلے تو اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم سے کہا: اے مزاحم! کیا ہم ان لوگوں میں تو شامل نہیں ہو گئے، جنہیں مدینہ اپنے اندر سے نکال باہر کرے گا؟

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر وہ شخص جو مدینہ میں سکونت اختیار کرے اور پھر یہاں سے نقل مکانی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دے یا مدینہ سے کہیں دوسرے شہر میں چلا جائے تو وہ شریر اور خبیث لوگوں میں سے ہے۔ ہرگز اس کا یہ مفہوم نہیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض بہترین شخصیات نے جہاد اور دعوت کے مقاصد کے پیش نظر مدینہ کو چھوڑا، بہت سے دوسرے شہروں میں رہائش اختیار کی اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي»

1 صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1381.

”لوگ مدینہ کو اس حال میں چھوڑ دیں گے جبکہ اس کے حالات بہت عمدہ ہوں گے، اس میں صرف پرندے اور درندے ہی رہ جائیں گے۔“¹

مطلب یہ ہے کہ لوگ ایسے حالات میں بھی مدینہ کی رہائش چھوڑ دیں گے جبکہ وہاں معاشی حالات بہت بہتر ہوں گے، وہاں پھل کثرت سے ہوں گے، معیشت بہت عمدہ ہوگی مگر کچھ ایسے فتنے اور سختیاں لوگوں کو گھیر لیں گی جن کے باعث وہ مدینہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ باشندگان مدینہ آہستہ آہستہ وہاں سے دوسرے شہروں میں منتقل ہوتے چلے جائیں گے، حتیٰ کہ وہاں کوئی شخص باقی نہیں رہے گا۔ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ گھر، سڑکیں اور مساجد انسانوں سے خالی ہو جائیں گی، پرندے اور درندے مساجد میں آزادانہ گھومیں گے، وہ وہاں بول و براز کریں گے اور کوئی انھیں روکنے والا نہ ہوگا، اس لیے کہ شہر انسانوں سے خالی ہو چکا ہوگا۔



1 صحیح البخاری، فضائل المدینة، حدیث: 1874، و صحیح مسلم، الحج، حدیث:



113 - پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو مضبوط اور ٹھوس شکل میں پیدا فرمایا ہے۔ یہ زمین کے لیے میخوں کا کام دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے نزدیک پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ پہاڑوں کا یہ زوال یا تو حقیقی طور پر ہوگا، یعنی وہ زمین میں دھسنے لگیں گے یا بجلیوں اور طوفانوں کی کثرت کے باعث اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ یا ان کا زوال لوگوں کے تعمیری اور توسیعی منصوبوں کے باعث ہوگا، جیسا کہ آج دنیا کے بہت سے ممالک میں ہو رہا ہے کہ بڑی بڑی عمارت کی تعمیر کے لیے پہاڑوں کو کاٹنا اور کھودا جا رہا ہے۔ پہاڑوں کے زوال کی تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہاڑوں کے پتھر کثرت سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں

اور چٹانیں اپنی جگہ چھوڑ کر زمین بوس ہو جائیں، جیسا کہ مختلف علاقوں میں متعدد بار وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَزُولَ الْجِبَالُ عَنْ أَمَاكِنِهَا وَ تَرَوْنَ الْأُمُورَ الْعِظَامَ الَّتِي لَمْ تَكُونُوا تَرَوْنَهَا»

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں اور تم ایسے عظیم حوادث و واقعات کا مشاہدہ نہ کر لو جو تم نے اس سے پہلے نہ دیکھے ہوں۔“¹



1 المعجم الكبير للطبراني: 207/7، و سلسلة الأحاديث الصحيحة: 166/7، حديث:

لوگوں کو لالچی سے ہانکنے کا یہ معنی نہیں کہ وہ ان پر ڈنڈے برسائے گا بلکہ یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اس کے اشارے پر چلیں گے اور صراط مستقیم پر رہیں گے۔ اس خبر میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اس حکمران کی لوگوں پر مکمل گرفت ہوگی اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی طبیعت میں کسی حد تک خشکی اور سختی بھی ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نیک اور صالح ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”اور قحطان سے ایک آدمی ہوگا جو صالح اور نیک ہوگا۔“¹

اس شخص کا قحطان سے ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ شخص آزاد ہوگا۔ یہ اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا ہے جس کے ظہور کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کا نام ججہاہ ہوگا اور یہ آزاد کردہ غلاموں میں سے ہوگا۔



¹ کتاب الفتن لنعمیم بن حماد المروزی: 1/115، وفتح الباری شرح صحیح البخاری:

115۔ جہجہ نامی ایک شخص کا ظاہر ہونا

آخری زمانے میں کچھ ایسے اشخاص ظاہر ہوں گے جن کا لوگوں میں بہت اثر و رسوخ اور چرچا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے بعض کے نام اور بعض کے اوصاف بھی بتلائے ہیں۔ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ ایسے افراد میں سے ایک کا نام جہجہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَهَاءُ»

”دن رات کا سلسلہ موقوف نہ ہوگا جب تک ایک آزاد کردہ غلام کے

ہاتھ میں اقتدار نہ آجائے جس کا نام جہجہ ہوگا۔“¹

اور ایک نسخے میں اس کا نام ”جہجل“ بھی مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ”جہجہ“ کے معنی اصل میں

”صیاح“ یعنی زور سے پکارنے والے کے ہیں۔

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2911.

119-118-117-116

درندے، جمادات، کوڑے اور جوتے کے تسے کا گفتگو کرنا،
آدمی کی ران کا اسے گھر والوں کی خبریں بتانا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ جنگلی درندے اور وحشی جانور انسانوں سے گفتگو کریں گے۔ کوڑے کی ایک جانب کلام کرے گی۔ جوتے کا تمہ باتیں کرے گا اور آدمی کی ران بولے گی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السَّبَّاعُ الْإِنْسَانَ، وَ حَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذْبَةُ سَوْطِهِ، وَ شِرَاكُ نَعْلِهِ، وَ تُخْبِرُهُ فِخْذُهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے! قیامت اس وقت

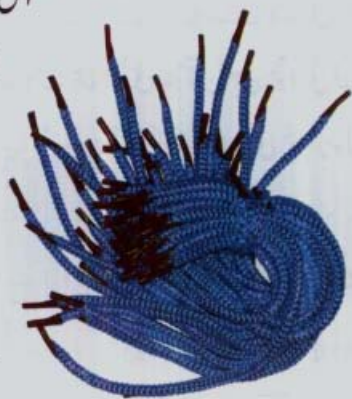
تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ

جنگلی درندے انسانوں سے

باتیں نہ کر لیں، آدمی سے اس

کے کوڑے کا ایک سرا کلام نہ

کر لے، اس کے جوتے کا تمہ





بات نہ کر لے اور
اس کی ران اسے بتا
نہ دے کہ اس کی
عدم موجودگی میں
اس کے گھر والوں
نے کیا کچھ کیا
ہے۔“¹

«حتی تکلم السباع» یعنی وحشی جانور جیسا کہ شیر، بھینڑیا اور ہر چیر پھاڑ کرنے والا جانور۔ «الإنس» سے عام انسان مراد ہے خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر۔ «عذبة سوطہ» یعنی کوڑے کا ایک کنارہ اور «السوط» اس کوڑے کو کہتے ہیں جس سے مجرموں کو سزا دی جاتی ہے۔ «شراك نعلہ» یعنی جوتے کے تسموں میں سے ایک تسمہ جس سے جوتا باندھا جاتا ہے۔

ان میں سے دو علامتیں یعنی آدمی سے اس کے کوڑے کے پھندے کا باتیں کرنا اور اس کی ران کا اس کے گھر والوں کے حالات بتلانا ایسی علامتیں ہیں جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ لیکن ایسا ضرور ہو گا کیونکہ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے دی ہے۔

بعض محققین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کوڑے کے سرے، جوتے کے تسمے

1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2181، وقال: حسن غریب، وصححه ابن حبان: 467/4.

اور انسانی ران کے کلام کرنے سے مراد دراصل ہمارے دور کے جدید ذرائع مواصلات، مثلاً: موبائل فون اور ایس ایم ایس کے ذریعے پیغامات ہیں جو خفیہ آوازوں کو بھی پہنچا دیتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علامات اپنے ظاہری معنی کے مطابق واقع ہوں گی اور وہ اس طرح کہ کوڑا، تمسہ اور ران حقیقی طور پر کلام کریں گے۔ واللہ اعلم

درندوں کا کلام کرنا عہد نبوی میں واقع ہو چکا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک بار مدینہ کے نواحی علاقے میں ایک بدوا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کے ریوڑ پر حملہ آور ہوا اور اس نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ اعرابی نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑائی اور اسے ڈانٹا، بھیڑیے نے اس پر مزاحمت کی اور اپنی دم کھڑی کر کے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اعرابی کو مخاطب کرتے ہوئے بھیڑیوں گویا ہوا: تم نے اللہ کا عطا کردہ رزق مجھ سے چھین لیا؟ اعرابی نے کہا: کتنی عجیب بات ہے! بھیڑیا دم کھڑی کر کے مجھ سے مخاطب ہو رہا ہے۔ یہ سن کر بھیڑیے نے کہا: اللہ کی قسم! تم اس





سے زیادہ عجیب بات کا مشاہدہ کرو گے۔ اعرابی نے پوچھا: اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہے؟

بھیڑیا کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ کھجور کے دو بانگوں میں دو پتھر ملی زمینوں کے درمیان لوگوں کو گزرے ہوئے زمانے کی باتیں بتا رہے ہیں اور آنے والے حالات کے بارے میں بھی

مطلع فرما رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی اعرابی نے اپنی بکریوں کو آواز دی اور انھیں مدینہ کے پاس لے آیا۔ پھر انھیں چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی جانب چل دیا اور اس نے آپ کے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بکریوں والا اعرابی کہاں ہے؟ اعرابی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَدَّثِ النَّاسَ بِمَا سَمِعْتَ وَبِمَا رَأَيْتَ»

”جو کچھ تم نے سنا اور دیکھا وہ لوگوں کو بتلاؤ۔“

اعرابی نے بھیڑیے والا پورا واقعہ اور اس کی گفتگو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ

کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمایا:

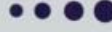
«صَدَقَ، آيَاتُ تَكُونُ قَبْلَ السَّاعَةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ أَحَدُكُمْ مِنْ أَهْلِهِ، فَيُخْبِرُهُ نَعْلَهُ أَوْ سَوَاطِئَهُ أَوْ
عَصَاهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ»

”اعرابی نے سچ کہا، کچھ علامات ایسی ہیں جو قیامت سے پہلے ظاہر
ہوں گی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس
وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک حالت یہ نہ ہو جائے کہ تمہارا ایک شخص
اپنے گھر سے نکلے گا تو اس کا جوتا، کوڑا یا لاٹھی اسے بتلائے گی کہ
تمہارے جانے کے بعد تمہارے گھر والے کیا کچھ کرتے رہے تھے۔“¹

اسی طرح گائے کا کلام کرنا بھی واقع ہو چکا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”ایک شخص گائے کو بانک کر لے جا رہا تھا اور اس نے اس پر بوجھ لاد
رکھا تھا کہ اچانک گائے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں اس کام
کے لیے تو پیدا نہیں کی گئی، میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی
ہوں۔ لوگوں نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! گائے (انسانوں کی
طرح) باتیں کرتی ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر میں، ابو بکر اور

1 مسند أحمد: 88/3، والبدایة والنهاية: 150/6.



عمر بھی ایمان رکھتے ہیں۔“¹

حدیث میں درندوں اور وحشی جانوروں کے کلام کرنے کا جو ذکر آیا ہے تو اس سے مراد اصلی اور حقیقی معنوں میں کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

”وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے، بڑھاتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“²



1 صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، حدیث: 3663، و صحیح مسلم،

فضائل الصحابة، حدیث: 2388. 2 فاطر 1:35.



121 - 120

قیامت سے پہلے اسلام کا دنیا سے معدوم ہو جانا۔ قرآن مجید کا مصاحف اور سینوں سے اٹھا لیا جانا

قرب قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اسلام معدوم ہو جائے گا اور اس کی تعلیمات اور شعائرِ فتنوں، گناہوں اور جہالت کے باعث مٹ جائیں گی۔ لوگوں میں نماز اور روزہ باقی نہ رہے گا۔ لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ روئے زمین پر قرآن کریم کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی۔ لوگوں میں جہالت اس قدر زیادہ ہو جائے گی کہ بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں

گے کہ ہم نے تو اپنے آباء و اجداد کو کلمہ لا اِلهَ اِلاَ اللهُ کہتے ہوئے سنا تھا، اسی لیے ہم بھی یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُدْرَسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يُدْرَسُ وَشِي الثَّوْبِ حَتَّى لَا يُدْرَى مَا صِيَامٌ
وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ. وَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللَّهِ فِي لَيْلَةٍ،
فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ وَتَبْقَى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ، الشَّيْخُ
الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ، فَنَحْنُ نَقُولُهَا»

”اسلام کو اس طرح مٹا دیا جائے گا جس طرح کثرت استعمال سے کپڑے کے نقش و نگار مٹ جاتے ہیں، حتیٰ کہ نوبت یہ ہو جائے گی کہ کسی کو کچھ پتہ نہ ہوگا کہ روزہ، نماز اور قربانی کسے کہتے ہیں اور صدقہ کس چیز کا نام ہے۔ قرآن مجید کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ روئے زمین پر اس میں سے ایک آیت بھی نہ بچے گی۔ لوگوں میں سے بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں جو کہیں گی: ہم نے تو اپنے آباء و اجداد کو یہ کلمہ لا اِلهَ اِلاَ اللهُ پڑھتے ہوئے سنا تھا، اس لیے ہم بھی یہ پڑھ لیتے ہیں۔“¹

1 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4049، وقال البوصيري في مصباح الزجاجة: هذا إسناد صحيح و رجاله ثقات۔ وصححه الحاكم على شرط مسلم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ حضرت حذیفہ سے حدیث بیان کرنے والے حضرت صلہ بن زفر نے ان سے کہا: اے حذیفہ! انھیں کلمہ لا الہ الا اللہ کیا فائدہ دے گا، جبکہ انھیں یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ روزہ، صدقہ اور قربانی کیا ہوتی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ پھیر لیا۔ صلہ بن زفر نے تین بار یہی بات دہرائی۔ ہر بار حذیفہ رضی اللہ عنہ جواب دینے سے گریز کرتے، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے صلہ! یہی کلمہ انھیں نارِ جہنم سے بچالے گا۔

«یُدْرَس» کے معنی ہیں کہ معدوم کر دیا جائے گا اور مٹا دیا جائے گا، حتیٰ کہ



اسلام کی کوئی چیز باقی نہ بچے گی۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اسلام کے تمام ظاہری شعار اور نشانات ختم ہو جائیں گے۔

«وشی الثوب»

کپڑے کے نقش و نگار جو مختلف رنگوں سے کپڑے پر بنائے جاتے ہیں مگر کثرت استعمال اور بار بار

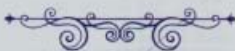
قدیم کپڑے کا ایک نمونہ جس کا رنگ اور لائنیں بار بار دھونے سے اڑ جاتے تھے۔



دھونے سے وہ آہستہ آہستہ مٹ جاتے ہیں۔

«یسری علی القرآن» یعنی قرآن مجید کو سینوں سے اور مصاحف سے اٹھا لیا جائے گا اور یہ ایسے وقت میں ہوگا جب لوگ قرآن سے غفلت کریں گے، اس کی تلاوت اور اس کے ذریعے عبادت کرنا چھوڑ دیں گے۔

یہ علامت تا حال ظاہر نہیں ہوئی اور دین اسلام الحمد للہ مسلسل پھیل اور بڑھ رہا ہے۔



-122-

بیت اللہ پر حملہ آور لشکر کوزمین میں دھنسا دیا جائے گا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایک لشکر بیت اللہ شریف پر حملہ کرے گا، وہ قریش کے ایک شخص یعنی امام مہدی کو گرفتار کرنا چاہتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اول سے آخر تک اس سارے لشکر کوزمین میں دھنسا دے گا۔ اس لشکر میں مختلف قسم کے لوگ ہوں گے اور پھر ان لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (روز قیامت) اٹھایا جائے گا۔

عبید اللہ بن قبطیہ کہتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوئے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ تھا۔ انھوں نے اس



لشکر کے بارے میں سوال کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا؟ یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں حجاج کے خلاف لڑائی میں مشغول تھے اور وہ بیت اللہ شریف میں محصور تھے۔ ہمارے سوال کے جواب میں ام المؤمنین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مَنِ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهَا؟ قَالَ: يُخَسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نَبِيٍّ»

”ایک پناہ لینے والا بیت اللہ شریف میں پناہ لے گا۔ اس کی طرف ایک لشکر ارسال کیا جائے گا۔ وہ لشکر جب ایک کھلے میدان میں ہوگا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے سوال کیا: اللہ کے رسول! ان کا کیا ہوگا جو مجبوراً اس لشکر میں شامل کیے گئے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں بھی لشکر کے ساتھ ہی دھنسا دیا جائے گا مگر روز قیامت ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“¹

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس لشکر کا ذکر فرمایا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجبور کیا گیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب لوگ اپنی اپنی نیت کے مطابق قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔“

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2882.

لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق اٹھانے کا سبب یہ ہے کہ ان میں کوئی مجبوراً آیا ہوگا، کوئی نوکروں چاکروں میں سے ہوگا، کوئی گاڑی بان ہوگا اور کوئی منڈی لگانے اور سودا بیچنے والا ہوگا، اس لیے ہر ایک سے اس کی نیت کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا۔ ان تمام لوگوں کو شریروں کی صحبت کی نحوست کی وجہ سے ہلاک کیا جائے گا۔ یعنی دنیا میں یہ ہلاکت و بربادی ساتھ ہونے کی وجہ سے ہوگی، جبکہ روز قیامت اپنے اپنے قصد و ارادہ اور نیت کے مطابق ان سے حساب لیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ برے لوگوں کی صحبت اور رفاقت سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ جو شخص اپنی مرضی سے معصیت و نافرمانی میں کسی قوم کا ساتھ دے اور ان کی تعداد بڑھانے کا سبب بنے تو وہ بھی ان کے ساتھ عذاب کی لپیٹ میں آجائے گا۔

نیز اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو کعبہ تک پہنچنے سے قبل ہی زمین میں دھنسا دے گا۔

اس سلسلے میں وارد تمام روایات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیت اللہ شریف میں پناہ لینے والے امام مہدی محمد بن عبد اللہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور حملہ آور لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نیند سے گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ آج نیند سے خلاف معمول اٹھ بیٹھے ہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ میری

امت کے کچھ لوگ بیت اللہ میں پناہ لینے والے ایک قریشی شخص پر حملہ آور ہونے کے لیے آئے مگر جب وہ ایک کھلے میدان میں پہنچے تو سب زمین میں دھنسا دیے گئے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس لشکر میں تو ہر طرح کے لوگ ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ان میں دانستہ شمولیت کرنے والے، زبردستی لائے گئے اور مسافر لوگ بھی ہوں گے؟ مگر سب ایک ساتھ ہلاک کر دیے جائیں گے، مگر روز قیامت وہ مختلف حالات میں اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔¹

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2884.



” ایک لشکر کعبہ پر حملہ آور ہوگا۔ (دوران سفر) جب وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے تو اول سے آخر تک ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! ان تمام کو کیسے دھنسا دیا جائے گا جبکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو حملہ آوروں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارے کے سارے زمین میں دھنسا دیے جائیں گے، پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔¹

امام مہدی اور ان کے واقعات کا ذکر آگے آئے گا۔²

1 صحیح البخاری، البیوع، حدیث: 2118.

2 دیکھیے علامات صغریٰ میں علامت نمبر: 131۔



123- بیت اللہ کے حج کا متروک ہو جانا

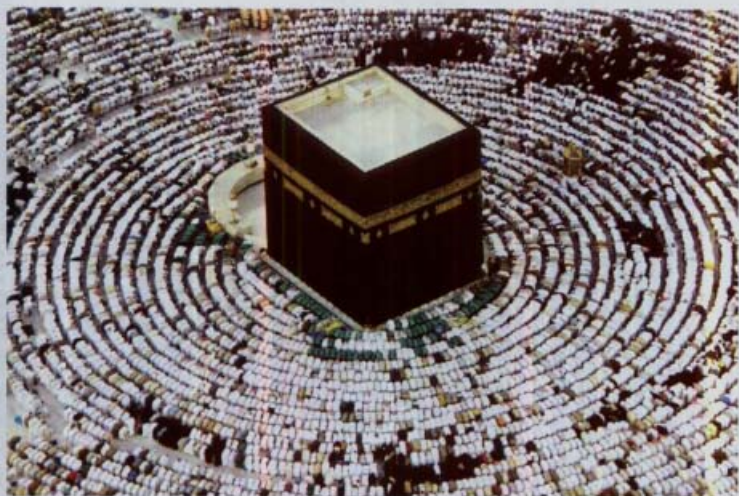
آخری زمانے میں جہاں بہت سے فتنے رونما ہوں گے اور دین کا راستہ روکنے کی کوششیں کی جائیں گی، وہاں کعبہ پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ حج اور عمرہ معطل ہو جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے۔“¹

1 صحیح البخاری، الحج، حدیث: 1593.



یہ علامت بہت تاخیر سے واقع ہوگی، اس لیے کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ خروج یا جوج و ما جوج کے بعد بھی حج جاری رہے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيُحْجَّجَنَّ الْبَيْتُ، وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَ مَأْجُوجَ»

”اس گھر کا حج و عمرہ خروج یا جوج و ما جوج کے بعد بھی کیا جائے گا۔“¹

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف

نہ ہو جائے“ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مدت تک جنگوں اور فسادات

کی وجہ سے بیت اللہ کا حج موقوف رہے گا اور پھر دوبارہ جاری ہو جائے گا۔ یا اس

کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ کچھ قومیں لوگوں کو بیت اللہ کا حج کرنے سے زبردستی

روک دیں گی۔ واللہ اعلم

¹ صحیح البخاری، المحج، حدیث: 1593.

-124-

بعض قبائل عرب کا دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کرنا

جزیرۃ العرب میں شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو توفیق دی اور اپنے لشکروں سے ان کی مدد کی حتیٰ کہ انھوں نے تمام بتوں کا خاتمہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا علم بلند کر دیا۔ لیکن قیامت کے قریب لوگوں کے دین سے دور اور علم سے بے نیاز ہونے کے باعث ایک گروہ دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کر



دے گا اور یہ علامات قیامت میں سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي
الْخَلْصَةِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی خواتین کی سرینیں ”ذوالخلصہ“ کے ارد گرد حرکت نہ کرنے لگیں۔“¹

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7116، و صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة،

«ذو الخلصة» ایک بت کا نام ہے، جس کی پوجا قبیلہ دوس کے لوگ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ «ألیات» ألیة کی جمع ہے اور اس کے معنی انسان کی سرین یا دبر کے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان خواتین کی سرینیں ”ذوالخلصہ“ کے گرد طواف کرنے کے باعث متحرک نظر آئیں گی، یعنی اس قبیلے کے لوگ اسلام سے مرتد ہو کر بتوں کی پوجا اور ان کی تعظیم کی طرف لوٹ جائیں گے۔

قبیلہ دوس کے مقامات جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں واقع ہیں۔



125- قبیلہ قریش کا مکمل طور پر ختم ہو جانا

قبیلہ قریش عرب قبائل میں سے معروف ترین قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کے لوگ فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ قریش ایک لقب ہے جس سے ان کی اولاد مشہور ہوئی۔ لفظ "قریش" "تقارش" سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی تجارت کے ہیں۔ یہ لوگ تجارت پیشہ تھے، اس لیے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے۔



قبل از اسلام عرب قبائل کی تقسیم



عرب قبائل کی موجودہ تقسیم

قریش کی بہت سی شاخیں ہیں:

ان میں بنو حارث بن فہر، بنو جذیمہ، بنو عائدہ، بنو لؤی بن غالب، بنو عامر بن لؤی، بنو عدی بن کعب بن لؤی، بنو مخزوم، بنو تمیم بن مرہ، بنو زہرہ بن کلاب، بنو اسد بن عبد العزی، بنو عبد الدار، بنو نوفل، بنو عبد المطلب، بنو امیہ اور بنو ہاشم وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام کی آمد کے بعد قبیلہ قریش کے لوگ بہت سی شاخوں میں بٹ گئے، جیسے: بکری، عمری، عثمانی اور علوی وغیرہ۔

ان کا اصل مسکن جزیرہ نمائے عرب ہے لیکن بعد میں یہ لوگ بہت پھیل گئے اور زمین کے مختلف حصوں میں کئی ممالک کو انھوں نے آباد کیا۔

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قریش بتدریج کم ہوتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی یا بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فِنَاءَ قُرَيْشٍ، يُوشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ، فَتَقُولُ: إِنَّ هَذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ»

”عرب کے قبائل میں سب سے جلد ختم ہو جانے والا قبیلہ قریش ہے۔ قریب ہے کہ کوئی عورت ایک جوتے کے پاس سے گزرے اور کہے کہ یہ ایک قریشی کا جوتا ہے۔“¹

اس امر کی تائید نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: «يَا عَائِشَةُ! قَوْمُكَ أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لِحَاقًا» ”اے عائشہ! تمہاری قوم (قریش) مجھ سے سب سے پہلے ملنے والی ہوگی۔“ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔²

1 مسند أحمد: 336/2، و مسند أبي يعلى: 68/11، ومجمع الزوائد: 640/7 ورجال

أحمد وأبي يعلى رجال الصحيح، وصححه أحمد شاكر والألباني. 2 دیکھیے علامات صغرى

میں علامت نمبر: 82۔

126 - حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں کعبہ کی بربادی



علامات قیامت میں سے مسلمانوں کے قبلہ کعبہ مشرفہ کا انہدام بھی ہے۔ اسے آخری زمانے میں ایک کالا حبشی شخص منہدم کرے گا جس کا نام ذوالسویقتین (دو چھوٹی پنڈلیوں والا) ہوگا۔ اس کا یہ نام اس کی پنڈلیوں کے چھوٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ وہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو گرا دے گا، اس کے غلاف کو اتار دے گا اور اس کے زیورات کو لوٹ لے گا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اتْرَكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكَوْكُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكُعْبَةِ إِلَّا

ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ»

”حبشی جب تک تمہارے ساتھ لڑائی نہ چھیڑیں تم بھی انہیں کچھ نہ کہو،

اس لیے کہ کعبہ کا خزانہ سوائے حبشی ذوالسویقتین کے اور کوئی نہیں

نکا لے گا۔“¹

1 سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4309، و سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 415/2،



ایک دوسری روایت میں ہے: ”کعبہ کو ایک حبشی ذو السویقتین برباد کر دے گا۔“¹
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كَانَ بِيهِ أَسْوَدٌ أَفْحَجٌ، يَقْلَعُهَا حَجْرًا حَجْرًا»
”گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ ایک کالا، پھیلی ہوئی ٹانگوں والا شخص کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ رہا ہے۔“²
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُخَرَّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ، وَ يَسْلُبُهَا حُلِيِّهَا وَ يَجْرُدُهَا مِنْ كِسْوَتِهَا، وَ لَكَانِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أَصِيلَعٌ، أَفِيدَعٌ، يَضْرِبُ عَلَيْهَا بِمَسْحَاتِهِ وَ مَعُولِهِ»
”کعبہ کو چھوٹی اور پتلی پنڈلیوں والا ایک حبشی برباد کر دے گا، وہ اس کے زیورات کو لوٹ لے گا“



1 صحیح البخاری، الحج، حدیث: 1591.

2 صحیح البخاری، الحج، حدیث: 1595.

اور اسے غلاف سے محروم کر دے گا۔ میں گویا اس کو دیکھ رہا ہوں: گنجا، ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا، کعبہ کو اپنے بیلچے اور کدال کے ذریعے سے ڈھا رہا ہے۔“¹

«أُصِلِع» یہ اصلع کی تصغیر ہے، یعنی اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے۔ «أُفِيدِع» جوڑوں میں ٹیڑھا پن۔ گویا وہ اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے ہوں۔ «بِمِسْحَاتِهِ» یعنی اپنے پھاؤڑے سے گرائے گا۔ پھاؤڑا لوہے کا ایک آلہ ہے جو زراعت میں استعمال ہوتا ہے۔ «المِعُول» کدال، لوہے کا ایک آلہ جس سے پتھروں میں کھدائی کی جاتی ہے۔

ایک اشکال

یہاں لوگوں کے ذہنوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ حبشی کعبہ کو کیسے گرائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو امن والا حرم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا﴾

”کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔“²

اور ارشاد فرمایا:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا﴾

”کیا ہم نے انھیں امن و امان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی۔“³

1 مسند أحمد: 220/2، وقال ابن كثير: وهذا إسناد جيد قوي. 2 العنكبوت 67:29.

3 القصص 57:28.

نیز ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُدِقُهُ مِنْ عَذَابِ آيَاتٍ﴾

”اور جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔“¹

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی ہاتھی والوں سے اس وقت حفاظت فرمائی، جب مکہ والے کافر اور مشرک تھے تو اب اس شخص کو کعبہ پر کس طرح مسلط کیا جائے گا، جبکہ وہ مسلمانوں کا قبلہ ہے؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ بیت اللہ شریف قرب قیامت تک امن والے حرم کی حیثیت سے محفوظ رہے گا، قیامت قائم ہونے اور دنیا کے تباہ ہونے تک نہیں، آیات میں قیامت کے برپا ہونے تک امن کے باقی رہنے کا ذکر نہیں ہے۔ آیات کریمہ صرف یہ بتلا رہی ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں اس زمانے میں حرم بہت امن و حفاظت والی جگہ تھی۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ یہ امن وامان قیامت تک باقی رہے گا۔

دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں اشارہ فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب اس گھر کی حرمت کو اس کے رہنے والے ہی پامال کر دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



«يُبَاعُ لِرَجُلٍ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ،
فَإِذَا اسْتَحَلُّوهُ، فَلَا يُسْأَلُ عَن هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ
فَيُخَرَّبُونَهُ خَرَابًا لَا يُعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمْ الَّذِينَ يَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَهُ»
”ایک شخص¹ کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے
گی۔ اس گھر کی حرمت کو اس کے رہنے والے ہی پامال کریں گے۔ اور
جب ایسا ہوگا تو پھر عربوں کی ہلاکت اور بربادی کے بارے میں نہ پوچھا
جائے گا۔ پھر حبشہ سے ایک لشکر آئے گا جو کعبہ کو تباہ و برباد کر دے گا۔
اس تباہی کے بعد پھر اللہ کا یہ گھر کبھی آباد نہ ہو سکے گا۔ یہی لوگ اس کا
خزانہ بھی نکال کر لے جائیں گے۔“²

واقعہ اصحابِ فیل کے زمانے میں مکہ والے کافر تو تھے مگر بیت اللہ کی تعظیم
کرتے تھے۔ اور اس کی حرمت کو پامال نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کعبہ
کو ابرہہ اور اس کے لشکر سے بچالیا۔

جہاں تک حبشی ذوالسویقتین کا معاملہ ہے تو وہ کعبہ کو گرانے میں اس وقت
کامیاب ہو سکے گا جب مقامی لوگ بھی کعبہ کی حرمت کو پامال کرنا شروع کر دیں
گے اور اس کی حرمت کا پاس نہیں کریں گے، جب وہ بیت اللہ کی خدمت اور اہتمام
سے پہلو تہی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لے گا۔

¹ اس شخص سے مراد امام مہدی ہے، ان کے بارے میں تفصیل آگے چل کر علامات صغریٰ میں
علامت نمبر: 131 پر آئے گی۔ ² مسند احمد: 291/2 بسند صحیح.

127۔ مومنوں کی روحوں کو قبض کرنے کے لیے ایک

پاکیزہ ہوا کا چلنا

جب یکے بعد دیگرے علاماتِ قیامت ظاہر ہو جائیں گی اور علاماتِ کبریٰ بھی ظاہر ہو جائیں گی، جیسے خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ ابن مریم ؑ تو قیامت بہت قریب آجائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو مومنوں کی روحوں قبض کر لے گی تاکہ وہ قیامت کے وقت پیدا ہونے والے خوف اور گھبراہٹ سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ قیامت صرف بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور ایک لمبی حدیث بیان فرمائی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے:

«فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَ يَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمْرِ فَعَلَيْهِمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ»

”وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو انھیں بغلوں کے نیچے محسوس ہوگی، وہ ہر مومن کی روح قبض کر لے گی۔ روئے زمین پر صرف برے اور شریر لوگ ہی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سر عام جھفتی کریں گے۔¹ ایسے ہی لوگوں پر قیامت¹ یعنی مرد عورتوں کے ساتھ سر عام اس طرح بدکاری کریں گے جس طرح گدھے کرتے ہیں۔

1 قائم ہوگی۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال نکلے گا.....، پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔ اس کے اثر سے نیک لوگ فوت ہو جائیں گے حتیٰ کہ روئے زمین پر کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ بچے گا کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو۔ صورت حال یہ ہوگی کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی غار میں بھی داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح کو قبض کر لے گی۔“ 2

یہ ہوا دجال کے قتل اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی موت کے بعد چلے گی۔



1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2937. 2 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2940.



128۔ مکہ میں بلند و بالا عمارات

عہد نبوی میں مکہ کی آبادی بہت کم اور مکانات قلیل تعداد میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مکہ کی عمارات اس کے پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند ہو جائیں گی۔ یعلیٰ بن عطاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ

”میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھا کہ انھوں نے کہا: اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم بیت اللہ کو گرا دو گے اور اس کا ایک پتھر بھی دوسرے کے اوپر نہیں رہنے دو گے۔ لوگوں نے سوال کیا: کیا ہم اس وقت اسلام پر قائم ہوں گے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! آپ لوگ اس وقت اسلام پر ہی ہوں گے۔ سوال کرنے والے نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ حضرت عبد اللہ



کہنے لگے: پھر بیت اللہ کی تعمیر پہلے سے زیادہ احسن انداز میں کی جائے گی۔ جب آپ مکہ کو دیکھیں کہ اس کے پہاڑوں اور زمین کے نیچے سرنگیں کھود دی جائیں اور زیر زمین پانی کے پائپ بچھا دیے جائیں اور مکہ کی عمارتیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر نکل جائیں۔ اس وقت سمجھ لینا کہ معاملہ قریب آ پہنچا ہے۔¹

حدیث میں مذکور الفاظ بعجت كظائم سے مراد وہ سرنگیں ہیں جو پہاڑوں کو کھود کر مکہ شہر میں کثیر تعداد میں بنائی گئی ہیں اور زمین کے نیچے بڑے بڑے پائپ آب زم زم کے لیے بچھائے گئے ہیں۔



1 المصنف لابن أبي شيبة: 48/15، وأخبار مكة لأزرقی، وله عدة طرق، وهو خبر جيد.

129- امت کے آخری لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا

آخری زمانے میں بدعات بہت ہو جائیں گی اور بعد میں آنے والے پہلے لوگوں سے نفرت کریں گے۔ بعض لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور بلند مقام کو بھول جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو مدح و ثنا بیان فرمائی ہے، اس سے غافل ہو جائیں گے یا تغافل سے کام لیں گے۔ یہی نہیں بلکہ بعد میں آنے والے بعض لوگ امت کے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



130- نئی سواریاں..... گاڑیاں

آخری زمانے کی تفصیلات اور اس کی بہت سی ایجادات کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے یا ان سے ان کے بارے میں اشارہ ضرور سمجھا جاسکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ قربِ قیامت میں مارکیٹیں بہت ہو جائیں گی اور زمانہ قریب آجائے گا۔ اس ارشادِ نبوی سے بعض علماء نے یہ اخذ کیا ہے کہ اس میں ان جدید ترین اور مختلف قسم کی گاڑیوں کی طرف اشارہ ہے، جو ہمارے دور میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے السلسلۃ الصحیحۃ میں اور کئی دیگر علماء نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ذکر

کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرَكِبُونَ عَلَى سُرُوحٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ
 يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَأَسِيَّاتِ عَارِيَّاتٍ»

”میری امت کے آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایسے
 زینوں پر بیٹھیں گے جو سواریوں کی مانند ہوں گے، وہ مساجد کے
 دروازوں پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود نکلی ہوں
 گی۔“¹

«كأشباه الرحال» رحال رحل کی جمع ہے اور اس کے معنی کجاوے کے ہیں۔
 اس میں جدید سواریوں کی طرف اشارہ ہے۔ جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں
 دیکھا تھا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آج کل کی گاڑیاں ہیں۔ واللہ اعلم



1 مسند أحمد: 223/2، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 411/6، حديث: 2683.

131۔ امام مہدی کا ظہور

اگرچہ آخری زمانے میں شر و فساد کی کثرت ہوگی۔ ظلم بہت پھیل جائے گا۔ طاقتور کمزور کا حق کھا جائے گا۔ برے لوگوں کا معاشرے میں غلبہ اور کنٹرول ہوگا۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود مسلمان ایک ایسی صبح جدید کے طلوع کے منتظر ہیں گے جو زمین پر پھیلے ہوئے ظلم و ستم کا خاتمہ کر دے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ امام محمد بن عبد اللہ حسنی، علوی، مہدی کے ظہور کا فیصلہ فرمائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ

❁ مہدی کون ہوگا؟

❁ اس کے ظہور کا سبب کیا ہوگا؟

❁ وہ کہاں سے ظاہر ہوگا؟

❁ کیا وہ اس وقت دنیا میں موجود ہے؟

❁ اس کا کام کیا ہوگا؟

❁ اس کے پیر و کار کون ہوں گے؟

اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے سوالات ہیں جو لفظ ”مہدی“ کے سنتے ہی ذہن انسانی میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات ہم آئندہ صفحات میں قدرے وضاحت اور اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔

نام و نسب

مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ حسنی علوی ہوگا جو نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ

شجرۂ طیبہ محمد رسول اللہ ﷺ

رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ

اسْمُهُ اسْمِي وَأَسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي

”اگر دنیا کا ایک روز بھی باقی ہوگا تو

اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر دے

گا حتیٰ کہ اس میں ایک ایسے شخص

کو مبعوث فرمائے گا جو مجھ سے ہو

گا یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے

اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام



میرے نام اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا۔“¹

مہدی کے ظہور کا سبب

آخری زمانے میں جب فساد بہت بڑھ جائے گا، برائیوں کی کثرت ہو جائے گی، ظلم پھیل جائے گا اور عدل مفقود ہو جائے گا تو ان حالات میں ایک نیک شخص ظاہر ہوگا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اس امت کے حالات کی اصلاح فرمادے گا۔ اس شخص کو اہل سنت مہدی کے نام سے پہچانتے ہیں۔ اس کے پیروکار جمع ہو جائیں گے اور وہ بہت سے معرکوں میں مومنین کی قیادت کرے گا۔ وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں قائد اور حاکم بھی ہوگا۔

مہدی کی صفات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مہدی مجھ سے ہوگا۔“ یعنی میری نسل سے ہوگا۔ یہ تو اس کا نسب ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جسمانی صفات بیان کیں اور فرمایا:

«أَجَلِي الْجَبِيَّةَ، أَقْنَى الْأَنْفِ، يَمَلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا، كَمَا
مِلْتَّ ظُلْمًا وَ جَوْرًا، وَ يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ»

”وہ چوڑی پیشانی اور لمبی ناک والا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی

¹ جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2230، و سنن أبي داود، المهدی، حدیث: 4282،
وصححه شيخ الإسلام ابن تيمية في منهاج السنة: 211/4.

طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی حکومت سات برس تک رہے گی۔¹

«أجلی الجبہة» یعنی اس کے سر کے اگلے حصے کے بال کم ہوں گے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی پیشانی کشادہ ہوگی۔ «أقنی الأنف» یعنی اس کی ناک لمبی اور پتلی ہوگی۔ اس کی ناک درمیان سے اونچی ہوگی، یعنی چوٹی ناک والا نہ ہوگا۔ اس کے عرصہ حکومت کے بارے میں تفصیل آگے آئے گی۔

اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کی طرح ہوگا اور اس کے والد کا نام نبی کریم ﷺ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔ یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے آل بیت میں سے ہوں گے (حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہوں گے۔)

مہدی کے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہونے میں حکمت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حکومت سنبھالی تھی، لہذا اس وقت کے حالات میں مسلمانوں کے دو خلیفہ بن گئے تھے۔ عراق و حجاز وغیرہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور شام اور اس کے قرب و جوار میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

چھ ماہ کی حکمرانی کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بغیر کسی دنیوی معاوضے کے

1 سنن ابی داود، المہدی، حدیث 4285، و اسنادہ حسن۔

محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے ان سب کا حکمران ایک ہی شخص ہو اور ان کے درمیان خونریزی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل میں برکت ڈالی اور انہیں اس کا اچھا بدلہ دیا۔ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے افضل چیز عطا کر دیتا ہے۔¹



مہدی کی حکمرانی کی مدت

مہدی سات برس تک مسلمانوں کے حکمران رہیں گے اور وہ اس دوران زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔

1 المنار المنیف لابن القیم، ص: 151.



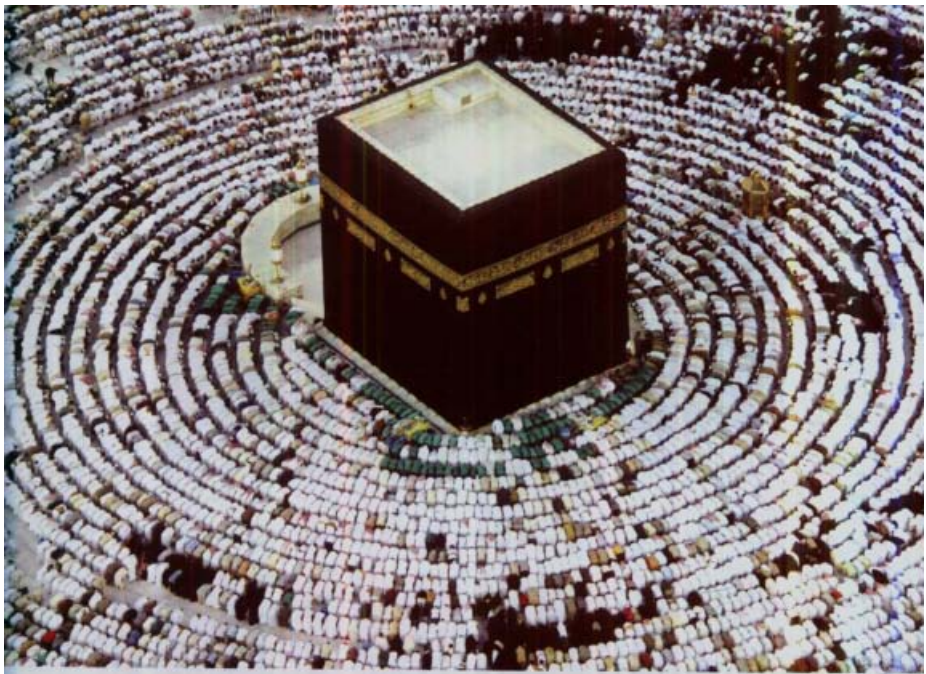
ان کے عہد میں امت بہت خوش حال ہوگی۔ زمین اپنی پیداوار بڑھا دے گی۔ آسمان سے خوب بارشیں ہونگی اور وہ لوگوں کو گنے بغیر مال دیں گے۔ اس سلسلے میں کچھ احادیث آگے بیان کی جائیں گی۔

مہدی کا ظہور کہاں سے ہوگا؟

محمد بن عبداللہ حسنی علوی کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا۔ وہ اپنے ظہور کے وقت اکیلے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اہل مشرق کے بہت سے لوگوں کے ساتھ ان کی مدد کرے گا، جو حاملین دین اسلام ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے، جیسا کہ ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

مہدی کے ظہور کا وقت

آخری زمانے میں جب لوگوں کے معاملات دگرگوں ہو جائیں گے، اس وقت خلیفوں کی اولاد میں سے تین افراد کعبہ اور اس کے خزانے پر قبضہ جمانے کے لیے آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک بیت اللہ پر قبضہ کرنے کا خواہاں



ہوگا، مگر کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔ عین اسی وقت مہدی کا شہر مکہ میں ظہور ہوگا اور یہ بات لوگوں میں عام ہو جائے گی۔ کعبہ کے قریب مہدی کی بیعت کی جائے گی جس میں لوگ سماع و طاعت اور ان کی اتباع پر ان کی بیعت کریں گے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ. ثُمَّ تَطَّلُعُ الرِّيَّاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ۔ قَالَ ثَوْبَانُ: ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ۔ فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَ لَوْ حَبَوًا عَلَى الشَّلْحِ»

”تمہارے (کعبہ کے) خزانے کے پاس تین آدمی آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کسی خلیفہ کا بیٹا ہوگا مگر یہ خزانہ کسی کو بھی

نہیں ملے گا۔ پھر مشرق سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے۔ وہ تم کو ایسے طریقے سے قتل کریں گے کہ جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ ثوبان کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات فرمائی جو مجھے یاد نہیں رہی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اس (مہدی) کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر جانا پڑے۔“¹

حدیث کی تشریح

«کلہم ابن خلیفۃ» یعنی وہ تین اشخاص جو جنگ کریں گے اور ہر ایک کے پیروکار بھی اس کے ہمراہ ہوں گے۔ ان میں سے ہر شخص کا باپ بادشاہ ہوگا اور وہ اپنے والد کی طرح حکومت حاصل کرنے کا خواہشمند ہوگا۔ «کنزکم» کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے جو سونے اور خزانوں کی شکل میں ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کے نیچے مدفون ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد حکومت اور خلافت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد دریائے فرات کا خزانہ ہے، یعنی سونے کا وہ پہاڑ جو دریائے فرات میں ظاہر ہوگا۔²

¹ سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4084، وقال ابن کثیر (في النهاية، ص: 26): تفرد به ابن ماجہ وهذا إسناد قوي صحيح. قال البوصيري (في زوائد: 1442): هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات، و المستدرک للحاکم: 463/4، وقال: صحيح على شرط الشيخين وضعف الحديث آخرون كأحمد والذهبي في الميزان وحکم عليه ابن الجوزي بالوضع. ² اس کا ذکر علامات صفری میں علامت نمبر: 96 میں گزر چکا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ان دونوں باتوں میں تطبیق کیسے ہوگی کہ مہدی مکہ میں ظاہر ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیاہ جھنڈے مشرق خراسان کی طرف سے آئیں گے؟ اس میں کیا حکمت ہے کہ مہدی کے جھنڈے سیاہ رنگ کے ہوں گے؟

جواب: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مہدی کی تائید کے لیے مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جو اس کی مدد کریں گے، اس کی سلطنت قائم کریں گے اور اس کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ ان کے جھنڈوں کا رنگ کالا ہوگا۔ کیونکہ اس رنگ میں رعب و وقار پایا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بھی میدان جنگ میں سیاہ ہوتا تھا جسے ”عقاب“ کہا جاتا تھا۔“¹

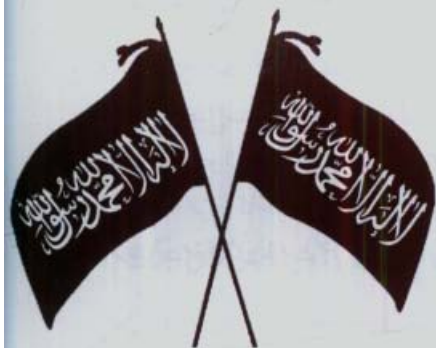
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَسْقِيهِ اللَّهُ الْعَيْثَ وَتُخْرَجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَيُعْطَى الْمَالَ صِحَاحًا، وَتَكْثُرُ الْمَأْشِيَةُ وَتَعْظُمُ الْأُمَّةُ،

يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا»

”میری امت کے آخری زمانے میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دور میں خوب بارشیں برسائے

¹ النہایۃ فی الفتن والملاحم، ص: 27.





گا۔ زمین خوب اپنی پیداوار نکالے گی۔ وہ لوگوں میں برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ مال مویشی کی کثرت ہو جائے گی اور امتِ اسلام عظیم امت بن جائے گی۔ وہ سات یا آٹھ برس زندہ رہے گا۔“¹

اور ایک روایت میں ہے:

”پھر اس کے چلے جانے کے بعد زندگی میں کوئی خیر و بھلائی نہ رہے گی۔“²

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کی وفات کے بعد ایک بار پھر شر و فساد اور عظیم فتنے سراٹھائیں گے۔

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ظہور مہدی کا معاملہ مشہور و معروف ہے اور اس سے متعلق روایات مستفیض

بلکہ متواتر ہیں جو ایک دوسری کی تائید اور تقویت کا باعث ہیں۔ بہت سے اہل علم نے ان کے تواتر کا ذکر کیا ہے۔ ان روایات کا تواتر معنوی ہے، اس لیے کہ ان کی

¹ المستدرک للحاکم: 4/558، بسند صحیح. ² مسند أحمد: 3/37، وسندہ ضعیف.

سند کے طرق بہت زیادہ ہیں۔ اور یہ مختلف اسناد سے، مختلف رواۃ سے اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متنوع الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔ واقعی یہ روایات اس بات پر دلالت کننا ہیں کہ مہدی کا ظہور شرعی دلائل سے ثابت ہے اور اس کا آنا برحق ہے۔ اس کا نام محمد بن عبداللہ علوی حسی ہوگا اور وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوگا۔ آخری زمانے میں اس امام کی تشریف آوری امت کے لیے باعث رحمت ہوگی۔ وہ جب آئے گا تو عدل و انصاف قائم کرے گا اور ظلم و جور کا سدباب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مہدی کے ذریعے اس امت کو عدل، ہدایت، توفیق اور لوگوں کی رہنمائی کی نعمتوں سے نوازے گا۔¹

مہدی کے بارے میں وارد احادیث

مہدی کے ظہور کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں اور یہ احادیث دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم: وہ احادیث جن میں مہدی کا ذکر پوری وضاحت سے موجود ہے۔

دوسری قسم: ان احادیث کی ہے جن میں مہدی کی صرف صفات بیان کی گئی ہیں۔

ہم یہاں ان میں سے بعض احادیث کو ذکر کریں گے۔ یہ احادیث آخری زمانے میں مہدی کے ظہور کو اور انھیں علامات قیامت میں سے ایک علامت ثابت

¹ یہ عبارت فضیلة الشيخ عبدالحسن البدر حفظہ اللہ کی کتاب «الرد علی من کذب بالأحادیث الصحیحة الواردة فی المہدی» کے ص: 157-159 سے نقل کی گئی ہے۔

کرنے کے لیے کافی ہیں۔

مہدی کے بارے میں وارد جملہ احادیث کی تعداد پچاس (50) ہے۔ جن میں سے کچھ صحیح ہیں، کچھ حسن اور باقی ایسی ضعیف کہ جن کا ضعف شواہد و متابعات کے باعث بڑی حد تک کم ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر وارد آثار صحابہ کی تعداد اٹھائیس (28) ہے۔ علامہ سفارینی، نواب صدیق حسن خان اور حافظ آری نے رحمہم نے ذکر کیا ہے کہ مہدی کے بارے میں احادیث حد تو اترا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ذیل میں کچھ احادیث بیان کی جا رہی ہیں:

① حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ، يَسْقِيهِ اللَّهُ الْعَيْثَ، تَخْرُجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَيُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا، وَ تَكْثُرُ الْمَأْشِيَّةُ وَ تُعْظَمُ الْأُمَّةُ، يَعْيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا»

”میری امت کے آخری زمانے میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دور میں نفع مند بارشیں برسائے گا۔ زمین خوب پیداوار نکالے گی۔ وہ لوگوں میں برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ مال مویشی کی کثرت ہو جائے گی اور امت اسلام ایک عظیم امت بن جائے گی۔ وہ سات یا آٹھ برس زندہ رہے گا۔“¹

① المستدرک للحاکم: 558,557/4، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقہ الذہبی.

② حضرت ابو سعید خدری ہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا:

«أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ، يُبْعَثُ فِي أُمَّتِي عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَزَلْزَلٍ، فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا، كَمَا مِلْتَّ جَوْرًا وَظُلْمًا، يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الْأَرْضِ، يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا صِحَاحًا؟ قَالَ: بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَ النَّاسِ»

قال: «وَيَمْلَأُ اللَّهُ قُلُوبَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ غَنِيٍّ، حَتَّى يَأْمُرَ مُنَادِيًا فَيَنَادِي: فَيَقُولُ: مَنْ لَهُ فِي مَالٍ حَاجَةٌ؟ فَمَا يَقُومُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا رَجُلٌ فَيَقُولُ: ائْتِ السَّدَانَ- يَعْنِي الْخَازِنَ- فَقُلْ لَهُ: إِنَّ الْمَهْدِيَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُعْطِيَنِي مَالًا، فَيَقُولُ لَهُ: أَحْتُ، حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ فِي حِجْرِهِ وَ انْتَزَرَهُ نِدْمٌ، فَيَقُولُ: كُنْتُ أَجْشَعُ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ نَفْسًا أَوْ عَجِزَ عَنِّي مَا وَسِعَهُمْ؟ قَالَ: فَيَرُدُّهُ فَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ، فَيَقَالُ لَهُ: إِنَّا لَا نَأْخُذُ شَيْئًا أَعْطَيْنَاهُ، فَيَكُونُ كَذَلِكَ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ ثَمَانِ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ، ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُ، أَوْ قَالَ: ثُمَّ لَا خَيْرَ فِي الْحَيَاةِ بَعْدَهُ»

”میں تمہیں مہدی کی آمد کی خوش خبری دیتا ہوں۔ اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگوں میں اختلاف بہت زیادہ ہو جائے گا اور زلزلے لے کر شرت سے آئیں گے۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ قبل ازیں ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے باسی سب اس سے راضی ہوں گے۔ وہ لوگوں میں

برابری کی بنیاد پر مال تقسیم کرے گا۔ ایک شخص نے سوال کیا: یقسم المال صحاحا کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مال دینے میں سب لوگوں سے ایک جیسا سلوک کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امت محمد کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا۔ نوبت یہاں تک جا پہنچے گی کہ مہدی ایک منادی کو حکم دے گا اور وہ یہ اعلان کرے گا کہ لوگو! جس کسی کو مال چاہیے ہم دینے کو تیار ہیں، مگر اس پیشکش کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ صرف ایک شخص اٹھے گا۔ مہدی اس سے کہے گا: خزانچی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: مہدی تمہیں حکم دیتا ہے کہ مجھے مال دو۔ خزانچی اس سے کہے گا: اپنے دونوں ہاتھوں سے جتنا اٹھا سکتے ہو، اٹھا لو۔ جب وہ شخص مال اپنی جھولی میں ڈال کر باندھ لے گا تو پشیمان ہو گا۔ اور سوچے گا: افسوس! میں ہی امت محمدیہ میں سب سے زیادہ لالچی انسان ہوں۔ جو چیز ان کے لیے کافی ہوگئی میرا اس سے گزرا کیوں نہ ہو سکا۔ یہ سوچ کر وہ مال واپس کرنا چاہے گا لیکن خزانچی اسے لینے سے انکار کر دے گا۔ اس سے کہا جائے گا: ہم ایک بار جو کسی کو دے دیتے ہیں، وہ واپس نہیں لیتے۔ تم یہ مال لے جاؤ۔ یہ صورت حال سات، آٹھ یا نو برس تک جاری رہے گی، پھر مہدی فوت ہو جائے گا اور اس کے جانے کے بعد لوگوں کی زندگی میں کوئی بھلائی باقی نہ رہے گی۔“¹

»أُحْتُ« کے معنی ہیں کہ گنے بغیر اور حساب کیے بغیر اپنے دونوں ہاتھوں سے جتنا لے سکتے ہو لے لو۔

1 مسند احمد: 37/3 ورجالہ ثقات، وانظر مجمع الزوائد: 180/7.

③ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصَلِّحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ»

”مہدی ہم میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی ایک ہی رات میں اصلاح

فرمادے گا۔“¹

«يُصَلِّحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ» غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خلافت کے لیے تیار کر دے گا۔ یعنی اسے اس کے لائق بنا دے گا، اسے توفیق عطا کرے گا، اسے الہام و رہنمائی نصیب فرمائے گا اور اسے قیادت و حکمت کی ایسی صفات عطا فرمائے گا جو اس سے پہلے اس کے پاس جو نہ ہوں گی۔

اس کے ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں یا رات کے کسی لمحے میں ان کے تمام معاملات سدھار دے گا اور ان کی شان بڑھا دے گا، وہ اس طرح کہ تمام اہل حل و عقد ایک ہی رات میں ان کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے۔²

«يُصَلِّحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ» کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ پہلے گمراہ اور گناہ گار ہوگا کہ اچانک ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمادے گا اور وہ لوگوں کی قیادت شروع کر دے گا۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کیونکہ وہ لوگوں کی قیادت خالص شرعی علم کی بنیاد پر کرے گا، وہ ان کے فیصلے کرے گا اور انھیں

1 مسند أحمد: 84/1، بسند صحیح. 2 یہ تشریح ملا علی قاری نے مرقاة المفاتیح (180/5) میں

بیان کی ہے۔

فتوے دے گا، ان کے جھگڑے نمٹائے گا اور میدان جنگ میں ان کی قیادت کرے گا۔ اور یہ تمام علوم ایک ہی رات میں صرف وحی الہی کے ذریعے ہی جمع ہو سکتے ہیں اور وحی الہی اللہ کے انبیاء کے لیے خاص ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مہدی نبی نہیں ہوگا۔

لہذا «یصلحہ اللہ فی لیلۃ» کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شرح صدر نصیب فرمادے گا کہ احادیث میں جس مہدی کا ذکر آیا ہے اس سے مقصود وہ خود ہی ہیں نیز اللہ تعالیٰ انھیں قیادت کی اعلیٰ صفات عطا فرمائے گا۔

④ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْمَهْدِيُّ مِنْ عِزَّتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ»

”مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ وہ فاطمہ زہراء کی نسل سے ہوگا۔“¹

«من عِزَّتِي» یعنی میرے اہل بیت میں سے اور میری اولاد میں سے ہوگا۔ «من

ولد فاطمۃ» یعنی وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوگا۔

⑤ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا. فَيَقُولُ: لَا، إِنْ

بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمِيرٌ، لِيُكْرِمَ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ»

”عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے جب نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے

امیر (امام مہدی) ان سے کہیں گے کہ تشریف لائیے اور نماز کی امامت

1 سنن ابی داؤد، المہدی، حدیث: 4284، بسند صحیح.

کروائیں۔ وہ معذرت کریں گے اور فرمائیں گے: اس امت کی امامت اس امت کے لوگوں ہی کو زیبا ہے۔ یہ اس امت پر اللہ کا احسان اور فضل ہے۔“¹

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ دجال امام مہدی کے زمانے میں ظاہر ہوگا، پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گے تو امام مہدی ہی مسلمانوں کے قائد ہوں گے، چنانچہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بقیہ تمام مومن بھی امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔

⑥ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ»

”جس امام کی اقتداء میں عیسیٰ علیہ السلام نماز ادا کریں گے وہ ہم میں سے ہوگا۔“²

یہاں مقصود کلام یہ ہے کہ امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور مقتدیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہوں گے۔

⑦ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ

رَجُلًا مِّنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي»

”اگر دنیا کی بقا کا ایک روز بھی باقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل کر

1 مسند أحمد: 3/345، و صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 156. 2 رواہ أبو نعیم فی

کتاب المہدی، و ذکرہ المناوی فی فیض القدر: 6/486.

دے گا حتیٰ کہ اس میں اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو مجھ سے ہوگا یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔¹ اس کا نام ”محمد بن عبد اللہ“ ہوگا۔ اس حدیث میں شیعہ کے موقف کا واضح رد ہے جن کا دعویٰ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن حسن عسکری ہوگا۔ ”یَبْعَثُ“ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرے گا۔

اس حدیث کے ایک دوسرے راوی ”فطر“ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلُؤُهَا عَدْلًا كَمَا مَلَأْتُ جَوْرًا»

”اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اس میں اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔“²

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

«لَا تَذْهَبُ - أَوْ لَا تَنْقُضِي - الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِي اسْمُهُ اسْمِي»

”دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک

1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2230، و سنن أبي داود، المهدي، حدیث: 4282،

وهو صحيح. 2 سنن أبي داود، المهدي، حدیث: 4283.

شخص عربوں کا حکمران نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔¹

«حتی یملک العرب» کے معنی ہیں کہ وہ عام مسلمانوں کا بادشاہ ہوگا چاہے وہ عرب ہوں یا عجم۔

یہاں خصوصاً عربوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کی حکومت کا آغاز عربوں سے ہوگا۔ وہ مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوگا۔ وہاں کے عرب اس کی اتباع کریں اور پھر دیگر تمام مسلمان بھی اس کی اتباع کر لیں گے۔

ایک اعتبار سے ہر ایسے مسلم کو عربی کہا جاسکتا ہے جو قرآن کی تلاوت کرتا اور عربی زبان جانتا ہو۔²

⑧ حضرت زربن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَلِيَّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ
اسْمِي»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی نہ بن جائے جو میرا ہم نام ہوگا۔“³

⑨ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي

1 سنن أبي داود، المهدي، حديث: 4282، وهو حديث حسن صحيح، وانظر: تحفة الأحوذی: 486/6. 2 مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 179/5. 3 مسند احمد: 376/1، بسند صحيح.

يَمْلُوْهَا عَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ جَوْرًا»

”اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھر دی گئی تھی۔“¹

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح سے ہیں:

«لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِّنَّا يَمْلُوْهَا عَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ جَوْرًا»

”اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔“²

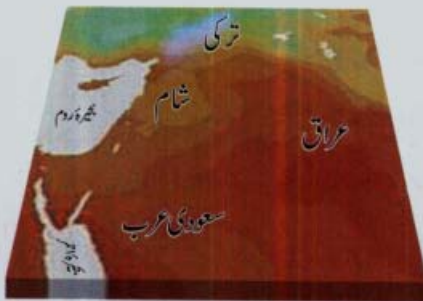
یہ تمام احادیث محمد بن عبد اللہ مہدی کے بارے میں بہت واضح دلیل ہیں۔ ان میں اس کے نام اور صفات کا بھی ذکر موجود ہے۔

وہ احادیث جن کے مہدی کے بارے میں ہونے کا احتمال ہے

⑩ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ فَفِيْزٌ وَلَا دِرْهَمٌ. قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ، يَمْنَعُونَ ذَلِكَ»

1 سنن أبي داود، المہدی، حدیث: 4283، وسندہ قوی. 2 مسند أحمد: 1/99.



”قرب ہے کہ عراق والوں کو غلہ اور نقدی آنا بند ہو جائیں۔ ہم نے پوچھا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پابندی عجم کی طرف سے ہوگی، وہ انھیں ان سے محروم کر دیں گے۔“

«قفیز» اہل عراق کے ماپنے کا پیمانہ ہے جیسے ہمارے: کلو اور ٹن ہیں۔ «درہم» چاندی کا وہ سکہ جو زمانہ قدیم سے رائج تھا۔ «من قبل العجم» عجم کے لفظ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو غیر عربی ہوں خواہ وہ عربی بولتے ہوں یا نہ بولتے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يَجِيءَ إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدِيٌّ. قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ»

”قرب ہے کہ شام والوں کے پاس دینار اور غلہ آنا بند ہو جائیں۔ ہم نے سوال کیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رومیوں کی جانب سے ہوگا۔“

«دینار» سونے کا ایک سکہ۔ «مدی» اہل شام کے ماپنے کا پیمانہ ہے، پھر تھوڑی

دیر خاموش رہنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْتَبِي الْمَالَ حَتِيًّا، وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا»

”میری امت کے آخری زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہوگا جو جھولیاں بھر بھر کر گئے بغیر لوگوں کو مال دے گا۔“

حدیث کے راوی جریری کہتے ہیں: میں نے ابو نضرہ اور ابو العلاء سے کہا: تمہارا

کیا خیال ہے، کیا وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نہیں تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔¹

سابقہ احادیث کی روشنی میں یہ خلیفہ مہدی ہی ہیں جن میں ان کا نام لے کر وضاحت کی گئی ہے۔ چونکہ ان کے عہد میں اموال غنیمت اور فتوحات کی کثرت ہوگی۔ وہ بے پناہ سخی بھی ہوں گے اور لوگوں پر ہر قسم کی بھلائیاں نچھاور کریں گے۔

⑪ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سو رہے

تھے کہ نیند میں آپ کے بدن مبارک نے کچھ حرکت کی۔ ہم نے عرض کی: اللہ

کے رسول! آج آپ نے نیند کے عالم میں کچھ ایسا کیا ہے جو پہلے نہیں کیا کرتے

تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ میری امت کے

کچھ لوگ کعبہ کی طرف بڑھ رہے تھے، وہ قریش کے ایک شخص کو مارنا چاہتے تھے

جو کعبہ میں پناہ لیے ہوئے تھا۔ جب وہ ایک کھلے صحراء میں تھے تو ان سب کو

دھنسا دیا گیا۔ یعنی زمین پھٹ گئی اور اس نے انھیں اپنے پیٹ میں نگل لیا۔“ ہم

نے عرض کی: اللہ کے رسول! راستے میں تو ہر قسم کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2913.

«نَعَمْ، فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ، وَالْمَجْبُورُ، وَابْنُ السَّبِيلِ، يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا
وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ عَلَى نِيَاتِهِمْ»
”ہاں، ان میں جان بوجھ کر شامل ہونے والے، مجبور کر کے لائے
جانے والے اور مسافر سب ہوں گے لیکن یہ سب لوگ ایک ہی دفعہ
ہلاک کر دیے جائیں گے، البتہ روزِ قیامت ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اس کی
نیت کے مطابق اٹھائے گا۔“¹

«المستبصر» ایسا شخص جو اپنے سفر کے مقصد کو اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہو۔
«المجبور» ایسا شخص جسے اس کی مرضی کے بغیر زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔
مقصود کلام یہ ہے کہ اس لشکر کے تمام افراد کو بیک وقت ہلاک کر دیا جائے گا اور
یہ سب ایک ساتھ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہاں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ
کے ہاں ان کے مقامات و احوال مختلف ہوں گے۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے
اعمال اور اپنی نیتوں کے مطابق جنت میں جائیں گے اور کچھ جہنم رسید ہوں گے۔
⑫ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُبَايِعُ لِرَجُلٍ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ،
فَإِذَا اسْتَحَلُّوهُ فَلَا تَسْأَلُ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةَ
فَيَخْرَبُونَهُ خَرَابًا لَا يُعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمْ الَّذِينَ يَسْتَخْرِجُونَ كَنْزَهُ»
”ایک شخص کی حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2884.

اس گھر کی حرمت اس کے رہنے والے ہی پامال کریں گے۔ اور جب وہ اس کی حرمت کو پامال کر دیں گے تو پھر عربوں کی ہلاکت اور بربادی کے بارے میں مت پوچھو، پھر حبشی آئیں گے جو کعبہ کو تباہ و برباد کر دیں گے اور اس تباہی کے بعد پھر اللہ کا یہ گھر کبھی آباد نہ ہو سکے گا۔ یہی لوگ ہوں گے جو اس کا خزانہ بھی نکال کر لے جائیں گے۔“¹

⑬ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ»

”تم اس وقت کس حال میں ہو گے جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔“²

یہاں امام سے مراد مہدی محمد بن عبد اللہ ہیں اور اس سلسلے میں واضح دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے، جو قبل ازیں نمبر: 5 کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔

⑭ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ، تَعَالَ صَلِّ لَنَا،

1 مسند أحمد: 312/2، بسند صحیح. بیت اللہ کو حلال کرنے کا معنی اور کعبہ کو گرانے کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ دیکھیے علامت نمبر: 126 - 2 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3449، وصحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 155.

فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرًا تُكْرِمَهُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ»

”قیامت کے قائم ہونے تک میری امت میں ایک گروہ حق کے لیے لڑائی کرتا رہے گا اور دشمن پر غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ ابن مریم عليه السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) کہے گا: تشریف لائیے اور نماز میں ہماری امامت فرمائیے۔ عیسیٰ عليه السلام فرمائیں گے: نہیں! تمہارے بعض، بعض کے لیے امراء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت ¹ کو یہ عزت بخشی ہے۔“ ²

فائدہ: عیسیٰ عليه السلام کے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مہدی عیسیٰ عليه السلام سے افضل ہیں۔ نبی کریم صلى الله عليه وسلم نے بھی اپنی آخری بیماری میں حضرت ابو بکر صدیق رضي الله عنه کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ ³ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه کی امامت میں بھی ایک دفعہ آپ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ ⁴ عیسیٰ عليه السلام اس لیے مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے تاکہ وہ تمام لوگوں پر واضح کر دیں کہ وہ حضرت محمد صلى الله عليه وسلم کے تابع بن کر تشریف لائے ہیں اور انھی کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ بعد میں مہدی عیسیٰ عليه السلام کی اقتداء کریں گے اور ان کے لشکر کے ایک سپاہی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں گے۔

¹ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ عزت عطا فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم عليه السلام اس امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ ² مسند أحمد: 3/345، وصحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 156۔ ³ جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: 362، وهو حدیث صحیح۔ ⁴ رواہ الشافعی فی مسنده، وصحیح مسلم، الطہارة، حدیث: 274۔

⑮ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقُضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً. قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيٍّ عَلَيَّ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ»

”یہ کام اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک ان میں بارہ خلیفے نہ ہو گزریں۔ جابر کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات فرمائی جو میں نہ سن سکا۔ میں نے والد صاحب سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔“¹

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ امت میں بارہ عادل خلفاء ضرور ہوں گے مگر خیال رہے کہ اس سے مراد شیعہ کے بارہ امام ہرگز نہیں ہیں، اس لیے کہ ان اماموں میں سے اکثریت کو کبھی حکومت میں آنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ یہ تمام خلفاء قریش میں سے ہوں گے، حکمران ہوں گے اور عادل ہوں گے۔“²

⑯ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الإمارة، حدیث: 1821. 2 تفسیر ابن کثیر، النور 24: 55.

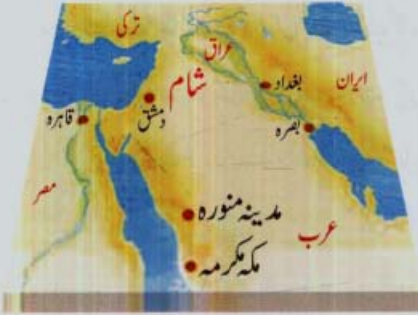
لَيَوْمَنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ
يُخَسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ، وَيُنَادِي أَوْلَهُمْ آخِرَهُمْ، ثُمَّ يُخَسَفُ بِهِمْ، فَلَا
يَبْقَىٰ إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ»

”ایک لشکر لڑائی کے ارادے سے اس گھر کا قصد کرے گا حتیٰ کہ جب وہ
ایک کھلے صحراء میں ہوں گے تو ان کے درمیان والے لوگوں کو زمین میں
دھنسا دیا جائے گا۔ ان کے شروع والے لوگ آخر والوں کو پکاریں گے،
پھر ان سب کو ایک ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا حتیٰ کہ ان میں سے
کوئی بھی نہیں بچے گا سوائے اس بھاگے ہوئے شخص کے جو ان کے
بارے میں لوگوں کو آگاہ کرے گا۔“¹

«الشريد» یعنی اس لشکر میں سے صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا جو زمین میں
دھنسنے سے بچے گا اور لوگوں کو اس لشکر کے بارے میں خبر دے گا۔

①7 ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: ”ایک خلیفہ کی موت کے وقت امت میں اختلاف پیدا ہوگا۔
اس موقع پر ایک شخص مدینہ سے (فتنے کے ڈر سے) بھاگ کر مکہ مکرمہ
پہنچے گا۔ مکہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے وہ اسے گھر سے نکلنے کو
کہیں گے مگر وہ (امارت کو) ناپسند کرے گا۔ لوگ حجر اسود اور مقام

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2883.



ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کر لیں گے۔ اس کے خلاف لڑنے کے لیے اہل شام کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ لشکر

جب مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک صحراء میں ہوگا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ لشکر کا یہ حشر دیکھیں گے تو شام کے اولیائے کرام اور عبادت گزار لوگ اور عراق کے منتخب اور نیک لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کر لیں گے۔ پھر قریش میں سے ایک شخص جو بنو کلب والوں کا بھانجا ہوگا (مہدی کے خلاف) اٹھے گا۔ وہ مہدی کے حامیوں کی طرف ایک لشکر ارسال کرے گا مگر مہدی کے ساتھی اس پر غالب آجائیں گے۔ یہ بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ جو شخص بھی بنو کلب کے اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر نہ ہوگا، وہ خسارے میں رہے گا۔ وہ (مہدی) مال تقسیم کرے گا اور لوگوں کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کی سنت سے مطابق معاملہ کرے گا۔ اس دوران اسلام زمین میں مضبوطی اور استقرار حاصل کر لے گا۔ اس کی حکومت سات برس رہے گی، پھر وہ وفات پا جائے گا اور مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے اور ایک



روایت کے مطابق وہ نو برس تک رہے گا۔¹

مہدی کے بارے میں احادیث ثابت ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں۔ ان احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد تیس ہے۔ ائمہ حدیث اور مصنفین نے ان کو اپنی سنن اور مسانید میں ذکر کیا ہے۔ علماء نے ان روایات سے استدلال کیا ہے حتیٰ کہ عقائد اہل سنت میں ظہور مہدی کا عقیدہ ایک متفق علیہ امر بن گیا ہے۔ ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے مہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ متواتر ہیں، جیسا کہ علامہ سفارینی نے لوامع الأنوار البھیة: (80/2) میں، امام شوکانی نے الإذاعة لأشراط الساعة (صفحہ: 114) میں اور نواب صدیق حسن خان نے الإذاعة (ص: 115) میں ذکر کیا ہے۔

1 سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4286، بسند لا بأس به، وتدعمه الكثير من الأحادیث الصحیحة الأخری.



* یہ امام ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وہ لوگوں کے حالات سے آگاہ ہے مگر ان کی نگاہوں سے غائب ہے اور اسے دیکھا نہیں جاسکتا۔

* یاد رہے! ان کے یہ عقائد سراسر بے وقوفی اور جہالت پر مبنی ہیں، کسی دلیل و برہان اور عقل و استدلال سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ پھر یہ عقیدہ انسانوں کے بارے میں اللہ کی سنت کے بھی خلاف ہے، اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل جو اس کی مخلوق میں سے افضل ترین انسان ہیں، انھیں تو اللہ تعالیٰ فوت کر دے اور شیعوں کے مہدی کو ہزار برس سے زیادہ عرصے سے زندہ رکھے، یہ کیسے ممکن ہے؟

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہے تو اس طویل مدت تک اس کے غائب ہونے اور چھپنے کی ضرورت کیا ہے؟ وہ باہر نکل کر لوگوں کے درمیان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام کیوں نہیں دیتا، حالانکہ امت کو آج کے حالات میں اس کی شدید ضرورت ہے؟



سامراہ کی سرگ

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ احادیث میں وارد مہدی محمد بن عبد اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اہل سنت کا مہدی بلادِ مشرق سے ظاہر ہوگا نہ کہ سامراء کے غار سے جیسا کہ جاہل شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ آج بھی اس غار میں موجود ہے۔ وہ آخری زمانے میں اس کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ محض حماقت اور

شیطان کی طرف سے شدید گمراہی اور دھوکہ دہی ہے۔ اس عقیدے کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن و سنت سے، نہ عقل صحیح سے اور نہ استحسان سے۔¹

② عبد اللہ بن سبآن نے دعویٰ کیا تھا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مہدی منتظر ہیں اور اس کا خیال تھا کہ وہ دنیا میں واپس آئیں گے۔

③ مختار بن عبید ثقفی نے دعویٰ کیا کہ محمد بن الحنفیہ جو سن (81) ہجری میں وفات پا گئے تھے، وہ مہدی منتظر ہیں۔ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد بن علی بن ابی طالب ہے۔ انھیں ابن الحنفیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر کا تعلق بنو حنیفہ کے قبیلے سے تھا۔

④ فرقہ کیسانیہ کے لوگ جو کہ علی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کیسان کے پیروکار ہیں اور یہ بھی شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن الحنفیہ تمام علوم کا احاطہ کیے ہوئے تھے اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دین ایک شخص کی اطاعت کا نام ہے۔ انھوں نے ارکانِ شرعیہ کی تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان سے مراد رجال ہیں اور اس طرح انھوں نے ارکانِ شرعیہ کو معطل قرار دے دیا۔ اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی قریشی ہی مہدی ہیں۔

⑤ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب جن کا لقب نفسِ زکیہ تھا اور جو سن (145) ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور نمازیں

1 النہایۃ فی الفتن والملاحم، ص: 17



پڑھنے والے عبادت گزار شخص تھے۔ ان کے عہد میں کچھ لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ وہی امام مہدی ہیں۔ انھوں نے تحریک شروع

کی اور کئی لوگ ان کے پیروکار ہو گئے۔ انھوں نے حالات کی بہتری کے لیے کوشش کی۔ ان کے دور کے عباسی خلفاء نے دس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر کے ساتھ لڑائی کی اور اس تحریک کو ختم کر دیا۔ نفس زکیہ نے عباسی خلیفہ کے خلاف خروج کیا تھا کیونکہ اس کے دور میں ظلم و استبداد بہت پھیل گیا تھا۔

⑥ مہدیت کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک نام عبید اللہ بن میمون القدرح کا بھی ہے، اس نے سن (325) ہجری میں وفات پائی، اس کا دادا یہودی تھا۔ عبید اللہ فرقہ قرامطہ کا بانی ہے جنھوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور سن (317) ہجری میں حجر اسود چرا کر لے گئے۔ یہ لوگ کفر والحاد میں یہود و نصاریٰ سے بھی دو قدم بڑھ کر تھے۔

اس کی اولاد کو شہرت و اقتدار نصیب ہوا۔ انھوں نے مصر، حجاز اور شام پر کنٹرول حاصل کر لیا اور وہاں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ انھوں نے غلط بیانی کرتے ہوئے خود کو اہل بیت سے منسوب کیا اور دعویٰ کیا کہ وہ سیدہ فاطمہ زہراء ؑ کی نسل میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فاطمی کہلائے۔ انھوں نے اپنے عہد اقتدار میں شافعی مسلک کے تمام قاضیوں کو معزول کر دیا اور ہر جگہ قبروں اور مزاروں کو رواج دیا۔ ان کے

کر تو توں کے باعث امت پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوئیں۔

قرامطہ بظاہر مسلمان ہونے کا دم بھرتے تھے لیکن حقیقت میں وہ ملحد تھے۔ یہ لوگ تمام مذاہب سے خارج تھے۔ ان کا مذہب آگ کے پجاری مجوسیوں اور ستاروں کے پجاری صابیوں کے مذاہب سے مرکب ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”فاطمیوں کا دور حکومت (280) برس سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ عبید اللہ القدرح نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ”مہدیہ“ نامی شہر کی بنیاد رکھی۔“¹¹

⑦ جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ان میں محمد بن عبد اللہ بربری بھی ہے جو ابن تو مرت کے نام سے معروف ہے۔ یہ شخص سن (514) ہجری میں ظاہر ہوا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے۔ اس نے اپنا نسب حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جوڑ لیا۔

اس آدمی نے ظلم و استبداد کے ذریعے حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ بہت حیلے باز اور دھوکے باز انسان تھا جو لوگوں کو حیلے بازیوں کے ساتھ دھوکا دیتا اور ان کے سامنے اظہار کرتا کہ اس کی بہت سی کرامات ہیں۔ اس کی ایک حیلہ بازی یہ بھی تھی کہ اس نے ایک دفعہ کچھ لوگوں کو قبروں میں داخل کر دیا اور کچھ لوگوں کو لے کر آیا تاکہ انھیں نشانی دکھائے، اس نے آواز دی کہ اے قبر والو! میری بات کا جواب دو۔ انھوں نے کہا: آپ مہدی ہیں، معصوم عن الخطا ہیں اور آپ کی فلاں خوبی ہے، آپ

11 تاریخ الإسلام للذهبي، حوادث سنة: 322، ص: 24.



کی فلاں خوبی ہے، پھر اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے فراڈ کا راز فاش نہ ہو جائے، اس لیے اس نے قبروں میں لیٹے ہوئے لوگوں پر قبریں دھنسا دیں اور وہ مر گئے۔

⑧ مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک شخص محمد احمد بن عبداللہ سوڈانی متوفی (1302) ہجری، موافق (1885) عیسوی بھی ہے۔ یہ ایک صوفی تھا جس نے سوڈان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ وہ زہد و عبادت میں مشہور ہوا اور اس نے اڑتیس



(38) برس کی عمر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ قبائل کے سردار اور بزرگ لوگ اس کی طرف مائل ہوئے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ جو شخص اس کی مہدیت کا انکار کرے گا وہ اللہ اور رسول کے

ساتھ کفر کا مرتکب ہوگا۔ وہ اس طرح کے اور بھی بے کار دعوے کیا کرتا تھا۔ اگرچہ انگریز عیسائیوں کے خلاف جنگوں میں اس کے کچھ کارنامے بھی ہیں، تاہم امر واقع یہ ہے کہ وہ احادیث میں مذکور مہدی موعود نہیں تھا بلکہ وہ بھی مہدیت کے دیگر دعویداروں کی مانند ایک جھوٹا دعویدار تھا۔

⑨ مہدیت کے دعویداروں میں ایک شخص محمد بن عبداللہ قحطانی بھی تھا۔ یہ شخص مملکت سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض میں ظاہر ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ مہدی ہے۔ کچھ لوگوں نے اس کی

بیعت کر لی اور اس کے پیروکار بن گئے۔ ان لوگوں نے سن (1400) ہجری موافق (1980) عیسوی میں مسجد حرام میں گھس کر اس کے مہدی ہونے کا اعلان کیا اور مسجد میں محصور ہو گئے۔ یہ واقعہ فتنہ حرم کے نام سے مشہور ہے، جو اس کے قتل پر اختتام پذیر ہوا۔

مہدی ہونے کے دعویداروں سے معاملے کے قواعد و ضوابط

جب ہم مدعیان مہدیت کی تردید کرتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم مہدی کے بارے میں احادیث کا انکار کر رہے ہیں لیکن احادیث مہدی کی تصدیق کرنا اور انہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان تسلیم کرنا اور چیز ہے اور کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مہدی ہے، دوسری چیز ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق کیا جانا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کے معاملے کو ہوا میں نہیں چھوڑا بلکہ آپ نے اس کے لیے بہت واضح علامات اور قواعد بیان فرمائے ہیں جن کی روشنی میں ہم اصلی مہدی کو بغیر کسی شک و شبہ کے پہچان سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

① مہدی لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت نہیں دے گا، نہ ہی اپنی بیعت کے لیے لوگوں کو پکارے گا۔ بلکہ لوگ اس کی بیعت کریں گے اور وہ اسے ناپسند کرتا ہوگا۔

② مہدی کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کے مطابق، یعنی اس کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔



- ③ اس کا نسب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہوگا۔
- ④ حدیث میں مذکور جسمانی صفات بھی اس میں موجود ہونا ضروری ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ چوڑی پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہوگا۔“
- ⑤ وہ جن حالات میں ظاہر ہوگا، وہ کچھ اس طرح سے ہوں گے:
- * ایک خلیفہ کی وفات کے بعد اختلاف واقع ہوگا۔¹
 - * زمین اس وقت ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔
 - * تین خلفاء کے بیٹے آپس میں جنگ کریں گے۔
 - * مہدی ایک نیک اور متقی شخص ہوگا۔ وہ علم شریعت اور حکمت و دانش سے لبریز ہوگا۔
 - * اس کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوگا اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کی جائے گی۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔
- 1 اگرچہ یہ بات جس حدیث میں وارد ہوئی ہے اس کی سند میں کلام ہے۔



سوال: وہ کیا حالات و اسباب تھے جن کے سبب سے کوئی اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو امام مہدی خیال کرنے لگا؟

جواب: اگر ہم ان لوگوں کے حالات و واقعات پر غور کریں جنہوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ

* مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے بعض لوگ تو ایسے تھے جنہوں نے لوگوں پر غلبہ اور حکومت حاصل کرنے کی خاطر جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہوئے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، ایسے لوگوں پر مہدی والی کوئی علامت صادق نہیں آتی۔ ایسے دعویداروں میں عبید اللہ القدرح اور ابن تومرت وغیرہ شامل ہیں۔

* مہدیت کے بعض دعویدار ایسے تھے کہ جن کا معاملہ مشتبہ تھا اور لوگوں نے ان کے بارے میں یہ سمجھ لیا کہ وہ امام مہدی ہیں، جیسے محمد بن عبد اللہ نفس زکیہ کا معاملہ ہے۔ ان کا ظہور ہوا اور لوگ ان کے پیروکار بن گئے اور پھر بعد میں واضح ہوا کہ وہ مہدی نہیں ہیں۔ بعض ایسے تھے کہ ان میں سے کسی کا نام شہرت اختیار کر گیا اور اس نے اپنے مہدی ہونے کے بارے میں خواب دیکھے تو لوگوں نے اسے مہدی سمجھ لیا، جیسا کہ محمد بن عبد اللہ قحطانی تھا۔

کیا خواب سے کوئی شرعی حکم اخذ کیا جاسکتا ہے؟

خوابوں کے ذریعے شریعت کا کوئی حکم اخذ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی خواب کی بنیاد پر امت اسلامیہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ محض خواب و خیال پر کسی معمولی مسئلے کی بنیاد بھی نہیں رکھی جاسکتی۔



قاضی شریک بن عبد اللہ خلیفہ مہدی کے پاس آیا تو دیکھا کہ خلیفہ کا مزاج بدلا ہوا ہے اور وہ سخت غصے میں ہے۔ قاضی شریک نے پوچھا: کیا بات ہے! امیر المؤمنین! آج آپ بہت غصے میں ہیں؟ خلیفہ مہدی نے کہا: میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ تم میرے بستر پر سوائے ہوئے تھے۔ جب میں نے تعبیر بیان کرنے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ آپ مجھ سے بغض رکھتے اور میرے خلاف منصوبے بناتے ہیں۔ قاضی نے فوراً جواب دیا: امیر المؤمنین! واللہ! نہ تو آپ کا خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی طرح سچا ہے اور نہ ہی آپ کا تعبیر کرنے والا یوسف علیہ السلام کی طرح درست تعبیریں بتلانے والا ہے۔

قاضی شریک کی طرف سے یہ خلیفہ کے اس خواب کی واضح تردید تھی جس کا ایک شخص سے تعلق تھا اور اگر معاملے کا تعلق ساری امت کے مستقبل سے ہو تو اس کی تردید کرنا کس قدر ضروری ہے۔

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہے تو اس نے اسے ذبح کر ڈالا

ایک روز میں نے کسی اخبار میں پڑھا کہ افریقہ میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے تو صبح اٹھ کر اس نے اپنے بیٹے کو پکڑ کر لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔ اسے یہ توقع تھی کہ اس کے لیے بھی آسمان سے کوئی عظیم ذبیحہ بھیج کر اس کے بیٹے کو بچا لیا جائے گا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو بچانے کے لیے جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا تھا۔

اس جاہل آدمی سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں تو اس سے کہا:

﴿يَبْنِيْ اِنِّيْ اَرَى فِي الْمَنَامِ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنَ ۝ وَوَدَيْنُهُ اَنْ يَّابْرٰهِيْمَ ۝ قَدْ صَدَّقَت الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰءُ الْمُبِيْنُ ۝ وَوَدَيْنُهُ بِذَنْبِ عَظِيْمٍ ۝﴾

”میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! جو حکم ہوا ہے بجالائیے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیے میں رکھ دیا۔“¹

اس افریقیتی کا یہ فعل آخری درجے کی جہالت تھا۔ اس جیسے جاہل شخص کا خواب نبی کے خواب کی طرح کیسے ہو سکتا ہے جس کی طرف اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے۔

اگر کبھی آپ کو اچھا خواب نظر آئے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور خوش ہو جائیں اور اگر برا خواب ہے تو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اس طریقے سے یہ خواب آپ کو نقصان نہیں دے گا۔

ایک اصول: اگر کوئی شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اور احادیث میں بیان کردہ علامات اس میں نہ پائی جائیں، نہ ہی دجال اس کے زمانے میں ظاہر ہوا ہو تو ایسا شخص جھوٹا، کذاب اور دجال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور دجال اس کی آمد سے پہلے نہ نکلا ہو تو یہ شخص بھی کذاب اور دجال ہے۔

مہدی کا جائزہ افراط و تفریط کی بجائے عدل و انصاف سے لیا جائے۔ اہل سنت و الجماعۃ کے نزدیک مہدی کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہوگا جو معاشرے میں عدل و انصاف کے لیے کام کرے گا اور غیر معصوم ہوگا۔¹

بعض اہل علم نے مہدی کا انکار کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

* علامہ ابن خلدون: ابن خلدون مہدی کے مسئلے میں متردد تھے۔ انھوں نے اس سلسلے میں وارد احادیث پر تنقید کی ہے اور کہا ہے: ”ان احادیث میں سے کوئی ہی ایسی ہوگی جو نقد و جرح سے بچی ہوگی۔“

1 دیکھیے کتاب «عقیدۃ اهل الأثر فی المہدی المنتظر» للشیخ العباد.

* محمد رشید رضا: وہ کہتے ہیں: ”مہدی والی احادیث میں تعارض بہت قوی اور ظاہر ہے۔ اس موضوع کی ان روایات میں جمع و تطبیق بہت مشکل ہے۔ ان کا انکار کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں شبہ کا پہلو بہت غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری و امام مسلم نے اپنی کتب میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا۔ ائمہ مسلمین کی ایک بڑی تعداد نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔“¹

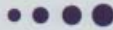
* احمد امین: ”مہدی کے بارے میں روایات سب خرافات ہیں اور ان کے باعث مسلمانوں کی زندگی میں بہت خطرناک نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔“²

* عبداللہ بن زید آل محمود: ”مہدی کا دعویٰ ابتدا سے انتہا تک سب کچھ واضح جھوٹ پر مبنی ہے۔ یہ ایک برا اور فتنج عقیدہ ہے۔ دراصل یہ خرافات ہیں جو ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی چلی گئیں اور ایسی احادیث جان بوجھ کر دہشت اور خوف پھیلانے کے لیے گھڑی گئی ہیں۔“³

* محمد فرید وجدی: ”مہدی منتظر کے بارے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں، اہل علم و بصیرت جب ان کا جائزہ لیتے ہیں تو انھیں یہ کہنے میں کوئی باک نظر نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی چیزوں کے بیان کرنے سے پاک ہیں۔ ان روایات میں جو غلو، تضاد، مبالغہ آرائی، لوگوں کے حالات سے ناواقفیت

1 تفسیر المنار، الأعراف 7: 187. 2 ضحیٰ الإسلام 3: 243. 3 دیکھیے ان کا رسالہ: لا

مہدی منتظر، بعد الرسول خیر البشر، ص: 58.



اور انسانوں کے بارے میں اللہ کے راجح طریقے سے جو بعد پایا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان احادیث کا مطالعہ کرنے والا پہلی نظر ہی میں محسوس کر لیتا ہے کہ یہ سب موضوع روایات ہیں جنہیں عرب اور غرب میں ریاست و خلافت کے بعض طلب گاروں کے گمراہ حواریوں نے مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے وضع کر لیا تھا۔¹

مہدی کے منکرین کے دلائل

① قرآن میں مہدی کا ذکر نہیں، اگر یہ حق بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر فرماتا۔

1 دائرة المعارف القرن العشرين: 481/10.



جواب: قرآن مجید نے تمام علامات قیامت کا ذکر نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اس نے خروج و جال کا اور آخری زمانے میں زمین میں دھنسنے کے واقعے کا ذکر بھی نہیں کیا۔ ان تمام علامات کو سنت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جب یہ علامات سنت سے ثابت ہیں تو برحق ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے بارے میں اعلان ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝﴾

¹ ”میرا نبی اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ»

”خبردار! مجھے قرآن حکیم بھی عطا کیا گیا ہے اور اس جیسی ایک دوسری چیز

(سنت) بھی اس کے ساتھ عطا کی گئی ہے۔“²

نبی کریم ﷺ نے ان علامات کا ذکر فرمایا ہے اور انھیں ثابت فرمایا ہے، اس

لیے یہ ثابت شدہ دین کا حصہ ہیں۔

② مہدی کی احادیث صحیحین میں نہیں ہیں۔

جواب: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کی تمام احادیث جمع نہیں کی

گئیں۔ امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر رواۃ سنت بھی ائمہ محققین

ہیں۔ اور ہمارے پاس ایسے وسائل اور طریقے موجود ہیں جن سے صحیح اور ضعیف

حدیث میں امتیاز کیا جاسکتا ہے۔ اگر تحقیق کے بعد حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو

1 النجم 3:53. 2 مسند أحمد: 4/130.

اسے قبول کرنا واجب ہے، چاہے وہ صحیح بخاری و مسلم میں ہو یا کسی اور کتاب میں ہو۔ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی مہدی کے بارے میں روایات ضرور آئی ہیں مگر وہ مہدی کا نام لیے بغیر اس کی صفات کے بیان پر مبنی ہیں۔ گزشتہ احادیث میں صحیحین کی احادیث بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

③ ہم مدعی مہدیت کے لیے دروازہ نہیں کھولنا چاہتے۔

جواب: جب ہم نے مہدی کے بارے میں شرعی قواعد و ضوابط بیان کر دیے ہیں تو اب کسی بھی جھوٹے شخص کے لیے دعویٰ کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ مہدی کی مخصوص جسمانی صفات ہیں اور اس کے زمانے کے کچھ متعین حالات ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ یہ صفات و علامات صرف ایک ہی شخص میں پائی جائیں گی جو حقیقی مہدی ہوگا۔

اس موضوع کی آخری بات:

کیا مہدی پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ دعوت و عمل کو چھوڑ دیا جائے؟ بہت سے مسلم ممالک میں خیر و شر کے درمیان کشمکش، فتنہ و فساد کے ظہور و انتشار اور بھلائی کی دعوت کی کمزوری کے باعث ان ممالک کے باشندگان کی ایک بڑی تعداد بددلی اور مایوسی کا شکار ہے اور انہوں نے مہدی کا انتظار شروع کر دیا ہے تاکہ وہ انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کرے۔

اس کے نتیجے میں یہ لوگ دعوت و عمل کو چھوڑ کر بیٹھ گئے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے خاموشی اختیار کر لی، انہوں نے حصول علم اور اس کی نشر و اشاعت کو بھی

پس پشت ڈال دیا اور بعض اوقات تو کاروبار اور تعمیر و ترقی کے عمل سے بھی الگ ہو گئے۔ اور بعض نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ معاملہ بہت عجلت کا متقاضی ہے کہ یہ ظہور مہدی کا زمانہ ہے، وہ جلد ہی آنے والے ہیں، اس لیے دنیا کے جھمیلوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ ان احادیث کے ساتھ تعامل کے بارے میں شرعی اسلوب کیا ہونا چاہیے؟

ان کے بارے میں تعامل:

یہ اور دیگر علامات اس لیے بیان کی گئی ہیں تاکہ مسلمانوں کو فرحت اور صبر و ثبات حاصل ہو اور انھیں یہ خوش خبری بھی سنائی جائے کہ اللہ تعالیٰ کا دین محفوظ رہے گا اور اس کی مدد کی جائے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم عمل وہ کریں گے جس کا شرع نے عمومی حکم دیا ہے کہ دین کی مدد کی جائے، مسلمان ملکوں کا دفاع کیا جائے، جہاد فی سبیل اللہ کو قائم کیا جائے اور پرچم اسلام کی سر بلندی کے لیے قتال کیا جائے۔

ہم اس انتظار میں بیٹھے نہیں رہیں گے کہ آسمان سے مدد نازل ہوگی یا ہماری کسی کوشش اور محنت کے بغیر ہی زمین کچھ اگانا شروع کر دے گی۔

آج بھی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ یہودیوں سے قتال کے لیے اور قابض عیسائیوں کو مسلمانوں کے ممالک سے نکالنے کے لیے بھرپور تیاری کریں اور قیادت کے لیے خروج مہدی کے انتظار میں ذلیل و رسوا ہو کر نہ بیٹھے رہیں بلکہ ہم سب کو متفق و متحد ہو کر اپنے دین کی اور اگر امام مہدی تشریف لے آئیں، تو ان کی مدد کرنی چاہیے۔

علاماتِ کبریٰ

(قیامت کی بڑی نشانیاں)

✽ خروجِ دجال

✽ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

✽ خروجِ یاجوج و ماجوج

✽ زمین میں دھنسائے جانے کے تین بڑے واقعات

✽ دھواں

✽ خروجِ دابہ (عجیب الخلق جانور کا نکلنا)

✽ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

✽ آگ جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک لے جائے گی



تمہید

گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ علامات قیامت کی دو قسمیں ہیں: علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ، یعنی قیامت کی چھوٹی اور بڑی نشانیاں۔ ہم قیامت کی (131) چھوٹی نشانیاں بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم قیامت کی ان بڑی علامات کی تفصیل بیان کریں گے جو قیامت قائم ہونے سے تھوڑا عرصہ پہلے وقوع پذیر ہوں گی۔

قیامت کی بڑی نشانیاں ٹوٹنے والے ہار کے منکوں کی طرح یکے بعد دیگرے تسلسل سے واقع ہوں گی۔ جب پہلی علامت ”ظہور مہدی“ واقع ہوگی تو پھر اس کے بعد تو اتر سے دیگر علامات بھی واقع ہونا شروع ہو جائیں گی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الآيَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُومَاتٌ فِي سَبَلِكِ، فَإِنْ يُقَطَّعَ السَّبَلُ يَتَّبِعُ بَعْضُهَا بَعْضًا»



”علاماتِ قیامت تار میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند ہیں، پس اگر تار ٹوٹ جائے تو موتی یکے بعد دیگرے تیزی سے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔“¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خُرُوجُ الْآيَاتِ بَعْضُهَا عَلَىٰ إِثْرِ بَعْضٍ تَتَابَعْنَ كَمَا تَتَابَعُ الْحَرَزُ فِي النَّظَامِ»

”علاماتِ قیامت کا ظہور یکے بعد دیگرے اس طرح ہوگا جس طرح ہار کے ٹوٹ جانے پر اس کے منکے ایک دوسرے پر گرتے ہیں۔“²

کچھ بعید نہیں کہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے درمیان کچھ چھوٹی نشانیاں بھی ظاہر ہو جائیں، مثلاً: پہلے مہدی کا ظہور ہو جائے، پھر اس کے زمانے میں کئی ایک چھوٹی نشانیاں ظاہر ہو جائیں، ان کے بعد دجال ظاہر ہو جائے اور پھر اسی طرح دیگر علامات بھی ظاہر ہو جائیں۔ واللہ اعلم

1 مسند أحمد: 219/2، وصححه أحمد شاكر والألباني . 2 المعجم الأوسط للطبرانی:

148/5، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 637/7، حديث: 3210.

مسیح دجال کا خروج

- * مسیح دجال کون ہے؟
- * کیا وہ آج کہیں موجود ہے؟
- * کیا اسے پہلے کبھی کسی نے دیکھا ہے؟
- * اس کی علامات کیا ہوں گی؟
- * اس کے خروج کے اسباب کیا ہوں گے؟
- * دجال کو بہت غصے میں مبتلا کرنے والی بات کیا ہوگی؟
- * دجال کے بارے میں غلط عقائد کیا کیا ہیں؟

دجال کون ہے؟

دجال اولادِ آدم میں سے ایک شخص ہوگا جسے اللہ تعالیٰ کچھ ایسی طاقتیں دے گا جو اس کے سوانوعِ بشر میں کسی کو حاصل نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش و امتحان کے لیے اسے یہ طاقتیں عطا فرمائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں متنبہ کیا ہے کہ ہم اس کی گمراہیوں کو اختیار نہ کریں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں اس کی جسمانی اور اخلاقی علامات سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

دجال کے بارے میں معلومات رکھنا ضروری ہے

کسی چیز کے بارے میں علم رکھنا اس کے بارے میں جہالت سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے شر (فتنوں) کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے کہ کہیں اس میں بتلانا نہ ہو جائیں۔¹

دجال سب سے بڑا فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں اس کا بہت اندیشہ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کے بارے میں امت کو خبردار کیا، ڈرایا اور آگاہ فرمایا، اس لیے کہ دجال کے ساتھ بہت سے عظیم فتنے اور شبہات ہوں گے حتیٰ کہ وہ یہ دعویٰ بھی کرے گا کہ وہ رب العالمین ہے۔ جب ہم دجال کی صفات، علامات اور اس سے محفوظ رہنے کے طریقے معلوم کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے بچالے گا۔ ان شاء اللہ

1 صحیح البخاری، المناقب، حدیث: 3606.

اس کا نام مسیح دجال کیوں ہے؟

دجال کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، وہ کانا ہوگا اور ایک ہی آنکھ سے دیکھ سکے گا۔ اس کے نام کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ مسیح ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مسیح ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس کا نام مسیح اس لیے رکھا گیا کہ وہ ساری زمین میں گھومے اور چلے پھرے گا۔

بعض نے کہا: مسیح نام اس لیے رکھا گیا کہ اس کے نصف چہرے پر نہ آنکھ ہوگی اور نہ ابرو۔

اس کا نام دجال اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا کام دجل و فریب کرنا، حیلے بازی سے کام لینا، حقائق چھپانا اور بڑے بڑے جھوٹ بولنا ہوگا۔ دجل بہت بڑے جھوٹ کو کہا جاتا ہے۔ وہ بہت بڑے دجل و فریب سے کام لینے والا، بہت جھوٹ بولنے والا اور بہت بڑا متکبر ہوگا۔

دَجَّالُ كِي جَمْعِ دَجَّالُونَ اَوْر دَجَّالَةٌ اَتِي هِي۔

دجال کا دعویٰ کیا ہوگا؟

دجال یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ لوگوں سے اپنی ذات پر ایمان لانے کا مطالبہ کرے گا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ»

”بے شک دجال کا نام ہے اور تمہارا رب کا نام نہیں ہے۔“¹

دجال کے پاس بہت سے شبہات اور حیلے ہوں گے جن کی مدد سے وہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرے گا۔

ابن صیاد کا قصہ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں ایک یہودی لڑکا تھا جس کا نام ”ابن صیاد“ تھا۔ وہ بھی ایک معمم تھا۔ نبی کریم ﷺ کو بھی اس کے دجال ہونے کے بارے میں تردد تھا۔ اس کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان ایک واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

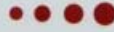
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ حضرت عمر بن خطاب اور چند دیگر لوگوں کے ہمراہ ابن صیاد کی جانب روانہ ہوئے۔ انہوں نے اسے بنو مغالہ کے ایک قلعے کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا۔ اس وقت ابن صیاد قریب البلوغ تھا۔ اسے نبی کریم ﷺ کی آمد کا اس وقت پتہ چلا جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر مارا۔ اس کے بعد ابن صیاد اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان اس طرح مکالمہ ہوا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیین

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7131.



(ان پڑھ لوگوں)، یعنی اہل عرب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پھر ابن صیاد نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس کی رسالت کا انکار کیا اور فرمایا: ”میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔“ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ابن صیاد سے ایک اور سوال کیا اور فرمایا: ”تجھے کیا نظر آتا ہے؟“ ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو معاملہ تجھ پر خلط ملط ہو گیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تجھ سے پوچھنے کے لیے دل میں ایک چیز چھپا رکھی ہے۔“¹

¹ یعنی میں نے اپنے دل میں ایک لفظ سوچ رکھا ہے، تم اسے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دل میں دخان کا لفظ چھپا رکھا تھا۔



ابنِ صیاد نے ”دخان“ کہنے کی کوشش کی لیکن اسے یہ لفظ ادا کرنے کی توفیق نہ ملی، اس لیے اس نے ”دخان“ کی بجائے ”دخ دخ“ کہہ دیا۔ دراصل ابنِ صیاد کے پاس کچھ جن تھے جو اسے چیزوں کی خبر دیتے رہتے تھے۔ جن بھی اس لفظ کو صحیح معلوم نہ کر سکے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دل میں چھپایا ہوا تھا۔

ابنِ صیاد نے کہا: وہ ”دُخ“ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھونکار ہے تجھ پر! تو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔¹

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، اگر ابنِ صیاد ہی دجال (اکبر) ہے تو تم

¹ یعنی تو کہانت سے آگے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ تو کاہن، دجال اور حیلہ باز ہے۔



اس پر غلبہ نہیں پاسکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اسے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔“¹ یعنی اگر ابن صیاد ہی دجال ہے تو تمہیں اس کے قتل کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ اسے عیسیٰ ابن مریم ﷺ اپنے نزول کے بعد قتل کریں گے۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ابی بن کعب انصاری کے ہمراہ کھجوروں کے اس باغ کی طرف چلے گئے جس میں ابن صیاد رہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کھجور کے درختوں کے پیچھے چھپتے چھپتے اس باغ میں داخل ہوئے۔ آپ خفیہ طریقے سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے، تاکہ اس سے قبل کہ وہ آپ کو دیکھ لے، آپ اس کی باتیں سن سکیں۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ کمبل اوڑھے ایک بچھونے پر لیٹا ہوا ہے اور منہ میں کچھ بڑبڑا رہا ہے۔ ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو درختوں کے پیچھے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور کہا: ارے ”صاف!“ (یہ اس کا نام تھا) یہ تو محمد ﷺ ہیں۔ یہ سنتے ہی ابن صیاد اٹھ بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ مداخلت نہ کرتی تو آج ابن صیاد کی اصل حقیقت واضح ہو جاتی (کہ یہ دجال ہے یا نہیں)۔“²

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مدینہ کے کسی راستے پر تھے کہ ان کی ابن صیاد سے ملاقات ہوئی۔

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2931. 2 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2931.

نبی کریم ﷺ: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟“
 ابن صیاد: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟
 رسول اللہ ﷺ: ”میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”تجھے کیا نظر آتا ہے؟“
 ابن صیاد: مجھے پانی پر ایک تخت نظر آتا ہے۔
 رسول اللہ ﷺ: ”تجھے سمندر پر تختِ ابلیس نظر آتا ہے۔ تو اور کیا دیکھتا ہے؟“
 ابن صیاد: مجھے دو سچے اور ایک جھوٹا یادو جھوٹے اور ایک سچا نظر آتا ہے۔
 رسول اللہ ﷺ: ”(شیطان کے اس کے پاس آنے کی وجہ سے) اس پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے، اسے چھوڑ دو۔“¹

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم حج یا عمرے کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ابن صیاد بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا۔ جب ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو لوگ ادھر ادھر پھیل گئے اور میں اور ابن صیاد تنہا رہ گئے۔ اس کے بارے میں جو باتیں مشہور تھیں ان کے باعث میں شدید وحشت میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے اپنا سامان اٹھایا اور میرے سامان کے قریب لا کر رکھ دیا۔ میں نے اس سے کہا: دیکھو! گرمی بہت شدید ہے، بہتر ہے کہ تم اپنا سامان اُس درخت کے نیچے رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا (ابن صیاد نے اپنا سامان ابو سعید سے دور اس درخت کے نیچے رکھ دیا۔) تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2926.

بکریوں کا ایک ریوڑ ہمیں دکھائی دیا۔ ابنِ صیاد اٹھا اور جا کر بکریوں کے دودھ سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن لے آیا۔
کہنے لگا: ابوسعید! پیو۔

میں نے کہا: موسم سخت گرم ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ اس لیے میں نہیں پیوں گا۔ دراصل میں اس کے ہاتھ سے کچھ لینا اور پینا پسند نہیں کرتا تھا۔

ابنِ صیاد نے کہا: ابوسعید! لوگ میرے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں (مجھے دجال بتاتے ہیں) اس پر میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی درخت سے رسی لٹکا کر خود کو پھانسی دے لوں۔ اے ابوسعید! رسول اللہ ﷺ کی حدیث کسی اور پر مخفی ہو تو ہو لیکن تم انصار سے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ابوسعید! تم تو حدیث رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہو۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال بانجھ ہوگا، اس کی اولاد نہیں ہوگی، جبکہ میری اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں بتلایا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، جبکہ میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس کی باتیں سن کر اسے معذور مان لیتا۔ اتنے میں ابنِ صیاد نے کہا: اللہ کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ دجال کی جائے پیدائش کون سی ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے۔

ابوسعید کہتے ہیں: میں نے کہا: تمہارے لیے دن بھر ہلاکت اور بربادی ہو۔¹

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2927.

ابنِ صیاد کے بارے میں صحیح موقف

ابنِ صیاد مسیحِ دجال (دجال اکبر) نہیں تھا بلکہ وہ حیلے باز دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ اس کے پاس کہانت تھی اور شیاطین اسے بعض چیزوں کے بارے میں آگاہ کر دیتے تھے۔

قرآنِ کریم میں دجال کا ذکر نہ ہونے میں حکمت

دجال کا فتنہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں اس فتنے کا بہت خوف تھا۔ تمام انبیائے سابقین نے بھی اپنی امتوں کو دجال کے فتنے سے خبردار کیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ہر نماز کے آخر میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی چھوٹی اور بڑی علاماتِ قیامت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر شقِ قمر کا واقعہ ہے، فرمایا:

﴿اِفْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

1 ”قیامت بہت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔“

اسی طرح یا جوج و ما جوج کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝﴾

”یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“¹

لیکن اللہ تعالیٰ نے دجال کا نام لے کر وضاحت سے قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

اس کے عدم ذکر میں کیا حکمت پنہاں ہے؟

اس بارے میں درج ذیل باتیں کہی گئی ہیں:

✽ اہل علم کا اس سلسلے میں ایک قول یہ ہے کہ درج ذیل آیت کریمہ میں دجال کا ذکر کیا گیا ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾

”جس روز تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا، اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔“²

کیونکہ اس بات کی وضاحت نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے بھی

ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ:

1 الأنبياء 21:96. 2 الأنعام 6:158.

الدَّجَالُ، وَالذَّابَّةُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا»
 ”جب تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان اسے فائدہ
 نہ دے گا جو پہلے سے ایمان دار نہ ہوگا: دجال کا نکلنا، خروجِ داہہ اور
 سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔“¹

* دوسرا قول: قرآن مجید میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کی طرف اشارہ موجود
 ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾

”اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا مگر ان (عیسیٰ) کی
 موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔“²
 اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَأِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونَّ هَذَا صِرَاطٌ
 مُّسْتَقِيمٌ﴾

”اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہیں تو (اے لوگو!) اس
 قیامت میں تم ہرگز شک نہ کرو۔“³

اور یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے، لہذا قرآن میں
 نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آمدہ گفتگو کے سلسلے میں دجال کا ذکر بھی ضمناً آ ہی

1 صحیح مسلم، الایمان، حدیث: 158، وجامع الترمذی، تفسیر القرآن، حدیث:

3072، وصححه واللفظ له. 2 النساء: 159. 3 الزخرف: 43: 61.

گیا ہے۔

حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: الدَّخَانُ، والدَّجَالُ
وَالدَّابَّةُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ..... الحديث»

”دس نشانیاں ظاہر ہونے تک قیامت قائم نہیں ہوگی: دھواں، دجال،
جانور کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا..... الحدیث۔“¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا،
وَالدَّجَالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ»

”تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اسے
فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا: سورج کا مغرب سے طلوع
ہونا، دجال کا نکلنا اور زمین سے ایک (بڑے) جانور کا نکلنا۔“²

سب سے بڑا فتنہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2901. 2 صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 158.

«مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ» وَفِي

رِوَايَةٍ: «أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ»

”آدم ﷺ کی تخلیق سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑی کوئی

مخلوق نہیں“ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ”دجال سے بڑی کوئی

مصیبت نہیں۔“¹

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز لوگوں سے

خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد

و ثنا بیان فرمائی اور پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا:

«إِنِّي لَأُنذِرْكُمْوَهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنذِرَهُ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ

لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقْلُهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ

بِأَعْوَرَ»

”میں تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا

ہے لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتا رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو

نہیں بتائی: وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ تو ہرگز ایسا نہیں

ہے۔“²

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2946. 2 صحیح البخاری، الأنبياء،

حدیث: 7127.

«غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنَّ يَخْرُجَ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِبُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجَ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَاْمُرُوا حَاجِبُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»

”دجال کے سوا دیگر فتنوں کا مجھے تمہارے بارے میں زیادہ خوف ہے۔ دجال اگر میری موجودگی میں آگیا تو میں دلیل کے ساتھ مقابلہ کر کے تم سب کی طرف سے اس پر غالب آ جاؤں گا۔ اور اگر وہ میری عدم موجودگی میں آیا تو ہر شخص دلیل کے ساتھ اس پر غالب آنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ میری جگہ ہر مسلم کا خود دفاع کرے گا۔“¹

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات

* حضرت نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ»

”تم جزیرہ عرب میں جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم ایران پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم روم پر حملہ کرو

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2937.

گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا، پھر تم دجال سے جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا (جس جگہ دجال ہوگا اس جگہ پر اور اس کے ساتھیوں پر تمہیں فتح حاصل ہو جائے گی)۔¹

* حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ، وَ خَرَابٌ يَثْرِبُ خُرُوجِ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجِ الْمَلْحَمَةِ فَتُحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَالِ»

”بیت المقدس کے آباد ہونے سے مدینہ کی بربادی شروع ہو جائے گی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو ایک عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو پھر جلد ہی دجال کا خروج ہوگا۔“²

* خروجِ دجال سے قبل مسلمانوں اور رومی عیسائیوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوں گی جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔

صحابی رسول حضرت ذوالحجہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم عیسائیوں کے ساتھ صلح کر لو گے، پھر تم ایک لڑائی کرو گے اور رومی پس پشت تمہارے ساتھ غداری کریں گے۔ تم اس جنگ میں فتح یاب رہو گے، مال غنیمت حاصل کرو گے اور نقصان سے محفوظ رہو گے، پھر تم

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2900. 2 سنن أبي داود الملاحم، حدیث: 4294.



میدانِ جنگ سے واپس لوٹو گے حتیٰ کہ تم اور عیسائی ایک ٹیلوں والی سرسبز جگہ پر پڑاؤ ڈالو گے۔ وہاں عیسائیوں میں سے ایک شخص صلیب کو ہوا میں بلند کر کے

اعلان کرے گا کہ صلیب غالب آگئی، صلیب غالب آگئی۔ اس پر ایک مسلمان کو غصہ آئے گا اور وہ آگے بڑھ کر صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعے سے عیسائی بگڑ جائیں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں۔ بعض روایت نے اس روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس وقت مسلمان بھی جوش میں آجائیں گے اور اپنے ہتھیار سنبھال لیں گے، ایک سخت لڑائی کریں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔¹

ایک دوسری حدیث میں اس واقعہ کی تفصیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ عیسائی ”اعماق“ یا ”دابق“²

1 سنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4294. 2 دابق کی یہ تاریخی بستی ملک شام (سوریا) کے شہر حلب کی ایک جانبِ آخرین کے علاقے میں واقع ہے۔ ترکی کی حدود یہاں سے صرف دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ یہ بستی زری اجناس، خصوصاً گندم، مسور اور آلو کی کاشت کے لیے مشہور ہے۔ اس بستی کے درمیان سے نہر قویق گزرتی ہے جس کا بہاؤ موسمِ بہار اور موسمِ گرما میں بھرپور ہوتا ہے۔ یہ علاقہ تاریخ کے ہر دور میں اہل اسلام کا ایک دفاعی مرکز رہا ہے۔ اسی جگہ وہ عظیم خوں ریز ⁴

کے مقام پر پڑاؤ نہ ڈالیں۔ عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگ ہوں گے۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوں گے تو عیسائی کہیں گے: تم لوگ



دابق، شام

ذرا ہٹ جاؤ۔ پہلے ہمیں ان لوگوں سے لڑائی کر لینے دو جو ہم میں سے گرفتار ہو گئے تھے۔ (اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین پہلے بھی متعدد لڑائیاں ہو چکی ہوں گی جن میں مسلمان فتح یاب ہوئے تھے، عیسائیوں کو قیدی بنا لیا گیا تھا جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور اب اسلامی لشکر میں شامل ہو کر عیسائیوں سے جہاد کرنے کے لیے آئے ہوئے ہوں گے) مگر مسلمان کہیں گے: نہیں، اللہ کی قسم!

ہم اپنے ان بھائیوں سے کبھی الگ نہ ہوں گے۔ لڑائی شروع ہوگی تو مسلم لشکر کا ایک تہائی حصہ میدان جنگ سے فرار ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اس لشکر کے ایک تہائی لوگ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں گے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہوں گے۔ باقی ایک تہائی لشکر لڑائی میں فتح

« لڑائی ہوگی جس کا علامات قیامت میں ذکر آیا ہے۔

حاصل کرے گا۔ یہ لوگ کبھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوں گے اور یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ جب وہ اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا کر مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو شیطان ان کے درمیان آکر آواز لگائے گا کہ لوگو! تمہارے بعد مسیح دجال تمہارے گھروں میں داخل ہو گیا ہے (اس سے شیطان کا مقصد انہیں گھبراہٹ اور خوف میں مبتلا کرنا ہوگا) لشکرِ اسلام کے فوجی وہاں سے نکلیں گے (اور وہ دجال کی طرف متوجہ ہوں گے)۔ شیطان کی یہ خبر تو باطل ہوگی مگر جب وہ شام میں پہنچیں گے تو واقعی مسیح دجال کا ظہور ہو چکا ہوگا۔¹

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے چند دیگر واقعات

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خروجِ دجال سے قبل تین برس بہت سختی اور شدت کے ہوں گے، لوگ ان سالوں میں خوراک کی شدید قلت کا شکار ہوں گے۔ پہلے برس اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے، پھر اگلے برس آسمان کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی دو تہائی پیداوار روک لے۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی تمام بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ساری پیداوار روک لے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آسمان سے پانی کا ایک قطرہ تک نہ گرے گا اور زمین سے کوئی نبات پیدا نہ ہوگی۔ روئے زمین

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرار الساعة، حدیث: 2897.



پر جتنے بھی سایہ دار درخت ہوں گے
تباہ و برباد ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ
چاہے گا وہ بچ جائے گا۔“ (یعنی ایک
قلیل تعداد کے سوا سب درخت مرجھا
کر سوکھ جائیں گے)۔¹

لوگوں نے سوال کیا، اے اللہ کے رسول! اس صورتِ حال میں لوگوں کا
ذریعہ معاش کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ لا إله إلا الله، الله أكبر اور
الحمد لله کثرت سے پڑھیں گے اور یہی ذکر ان کے لیے خوراک کا کام
دے گا۔“



¹ سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077، وفي سندہ مقال



چھ مزید واقعات

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”جب اصطرخ¹ فتح ہوا تو ایک منادی نے اعلان کیا: خبردار رہو! دجال ظاہر ہو

چکا ہے۔

حضرت صعب بن جثامہ ان سے ملے اور کہا: تم یہ نہ کہتے تو اچھا تھا، میں تمہیں

بتا چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«لَا يَخْرُجُ الدَّجَالُ حَتَّى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ، وَحَتَّى تَتْرَكَ

الْأَيْمَةَ ذِكْرَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ»

”دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ لوگ اس کے ذکر تک سے

¹ ”اصطرخ“ ایران کے قدیم ترین اور مشہور ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ ایرانی بادشاہ یہاں رہا

کرتے تھے اور یہاں ان کا خزانہ بھی ہوتا تھا۔

غافل نہ ہو جائیں اور یہاں تک کہ خطیب منبروں پر اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیں گے۔“¹

دجال کی جسمانی علامات

* «قصیر أفحج» اس کا قد چھوٹا ہوگا اور پنڈلیوں کے درمیان دوری ہونے کے باعث اس کی چال عیب دار ہوگی۔

* «جعد» اس کے بال نرم اور سیدھے نہ ہوں گے (گھنگریا لے ہوں گے)۔

* «جفال الشعر» اس کے بال گھنے ہوں گے۔



* «مطموس العين» بکھی ہوئی آنکھ،

پھولے ہوئے انگور کی مانند، یعنی وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔

* «هجان» سفید رنگ والا۔

* «أجلى الجبهة» چوڑی پیشانی والا۔

* «مکتوب بین عینہ: ك ف ر» اس کی

دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا

”ک، ف، ر“ اسے ہر پڑھا لکھا اور ان

پڑھ مومن اچھی طرح پڑھ لے گا۔



¹ مسند أحمد: 71/4 رواه عبد الله بن أحمد من رواية بقية عن صفوان بن عمرو وهي

صحیحة كما قال ابن معین، وبقية رجاله ثقات.

* «عقیم» وہ لا ولد ہوگا، اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔

یہاں پر دجال کی جو نشانیاں بیان ہوئی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک پست قد، مضبوط جسم والا اور بڑے سر والا شخص ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ دائیں آنکھ انگور کے دانے کی طرح پھولی ہوئی، جبکہ بائیں آنکھ پر چمڑا آیا ہوا ہوگا۔ بال اس کے گھنے اور گھنگریالے ہوں گے اور جلد کا رنگ سفید ہوگا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک، ف، ر“ لکھا ہوگا۔

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1 «إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ الْمَشْرِقِ، يُقَالُ لَهَا: خِرَاسَانُ
2 يَتَّبِعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ»



”دجال مشرق میں ایک ایسی جگہ سے خروج کرے گا جسے خراسان کہا جائے گا اور اس کی پیروی ایسے لوگ کریں گے جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔“³

1 خراسان ایران کا ایک بڑا صوبہ ہے۔

دجال کا ابتدائی ظہور اور شہرت شام اور عراق کے درمیان ہوگی۔ واللہ اعلم
حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے
بارے میں فرمایا:

«إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ»

”وہ شام اور عراق کے درمیان ایک مقام سے ظاہر ہوگا۔“¹

جسائہ کا قصہ اور دجال

عامر بن شراحیل شععی کہتے ہیں کہ انھوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا:
مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو،
اسے اللہ کے رسول کے سوا کسی اور کی طرف منسوب نہ کیجیے گا۔ انھوں نے کہا کہ اگر
تم چاہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گی۔ عامر نے کہا: تو ٹھیک ہے، سنائیے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا
گویا ہوئیں: ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز سنی، وہ اعلان
کر رہا تھا: لوگو! نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ یہ سن کر میں سوئے مسجد چل پڑی

◀◀ 2 المجن کے معنی ڈھال ہیں۔ ان کے چہروں کو ڈھال سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ وہ ڈھال
کی مانند چوڑے اور گول ہوں گے۔ المطرقة یعنی چمڑے سے منڈھی ہوئی ڈھال، یہ اس لیے فرمایا
کہ ان کے چہروں پر گوشت بہت ہوگا اور وہ موٹے چہروں والے ہوں گے۔ یہی نشانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یاجوج و ماجوج کی بھی بتلائی ہے۔

3 مسند أحمد: 4/1، وجامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2237، وصححه الألبانی فی
صحیح الترمذی. 1 صحیح مسلم، الفتن، وأشرط الساعة، حدیث: 2937.

اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ تبسم فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آج میں نے تمہیں مسجد میں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تم لوگوں کو کسی رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ (تمہیں ایک اہم واقعہ بتاؤں کہ) تمیم داری جو کہ نصرانی تھے میرے ہاں آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے۔ انھوں نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے جو میری ان احادیث کے موافق ہے جو میں تم لوگوں سے مسیح دجال کے بارے میں بیان کرتا رہا ہوں۔ تمیم داری نے مجھے بتایا کہ وہ قبیلہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس لوگوں کے ہمراہ بحری جہاز میں محو سفر تھے کہ پانی کی بھری ہوئی موجوں نے ان کے جہاز کو راستے سے بھٹکا دیا۔ وہ ایک ماہ تک سمندر میں بھٹکنے کے بعد ایک جزیرے کے قریب جا نکلے اور غروب آفتاب کے وقت جہاز کو جزیرے کے قریب لے گئے، پھر چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے تک پہنچے اور پھر اس میں داخل ہو گئے۔ وہاں انھیں گھنے اور موٹے بالوں والا ایک جانور دکھائی دیا۔ بالوں کی کثرت کے باعث پتہ نہ چلتا تھا کہ اس کی اگلی جانب کون سی ہے اور پچھلی جانب کون سی ہے۔



انہوں نے تعجب سے کہا: تیرا ستیاناس! تو کیا چیز ہے؟

اس نے کہا: میں جتاسہ ہوں۔

انہوں نے کہا: جتاسہ کیا ہوتی ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ اس شخص کے پاس جاؤ جو الگ تھلگ ایک دور جگہ میں

رہتا ہے وہ تمہارے بارے میں جاننے کا بہت خواہشمند ہے۔

اس جتاسہ نے جب اپنا نام لیا تو ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ یہ (جتاسہ) کہیں کوئی

شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی سے اس خانقاہ کی طرف چل پڑے۔ جب ہم اس میں

داخل ہوئے تو ہم نے ایک عظیم الجثہ انسان دیکھا جو بہت مضبوطی سے بندھا ہوا

تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ٹخنوں

تک وہ لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔

ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو! تو کون ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ میرے بارے میں جاننے میں کامیاب ہو گئے! پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

ہم نے کہا: ہم عرب ہیں۔ ہم ایک بحری جہاز میں سوار تھے کہ سمندر کی طوفانی بھری لہروں نے ہمیں در بدر کر دیا، بالآخر ہمیں اس جزیرے میں پہنچا دیا۔ ہم ایک کشتی میں بیٹھ کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہاں ہمیں وہ جانور ملا جس کے جسم پر بے حد بال ہیں اس کی اگلی اور پچھلی جانب میں تمیز کرنا مشکل ہے۔

ہم نے اس سے پوچھا: تیرے لیے تباہی و بربادی ہو! تو کون ہے؟
اس نے کہا: میں جاساہ ہوں۔

ہم نے کہا: جاساہ کون ہے؟

اس نے کہا: تم لوگ اس بڑے محل کی خانقاہ میں جاؤ۔ وہاں جو شخص ہے وہ



تمہاری خبر کا بہت شائق ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری جانب آئے ہیں۔ ہم اس جانور سے بھی خائف ہیں کہ کہیں وہ کوئی شیطان ہی نہ ہو۔

بیسان کی آبشاریں

اس نے کہا: مجھے ”بیسان“¹

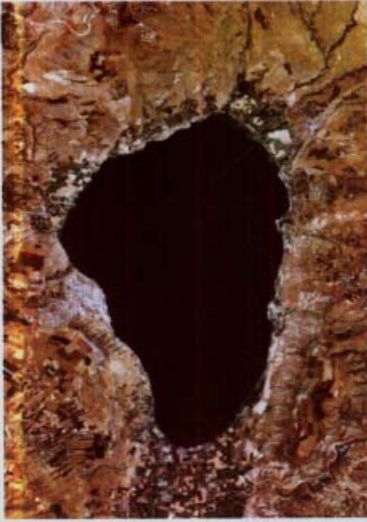
کے کھجوروں کے باغات کے بارے میں کچھ بتلاؤ۔

¹ ”بیسان“ فلسطین کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو نہر جالوت کے جنوب مغرب میں واقع

ہے۔

ہم نے کہا: تم اس شہر کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟
اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ! کیا اس کے درخت پھل دے رہے ہیں؟
ہم نے کہا: دیتے ہیں۔

اس نے کہا: قریب ہے کہ اس کے درخت پھل دینا بند کر دیں گے۔
اس نے کہا: مجھے ”بحیرہ طبریہ“¹ کے بارے میں بتاؤ؟
ہم نے کہا: تم اس کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟



بحیرہ طبریہ کی فضائی تصویر

اس نے کہا: کیا اس میں پانی
موجود ہے؟

انھوں نے کہا: اس میں بہت پانی
ہے۔

اس نے کہا: عنقریب اس کا پانی
ختم ہو جائے گا۔

اس نے کہا: مجھے ”زُغْر“² کے
چشمے کے بارے میں بتلاؤ؟

1 یہ اردن اور فلسطین کے درمیان واقع
ہے۔

2 ”زُغْر“ اردن میں بحیرہ مردار کے کنارے پر واقع ایک بستی ہے۔ علامہ ابن اثیر کہتے ہیں:
”زُغْر“ شام میں بلقاء کی سرزمین پر ایک چشمے کا نام ہے۔ دیکھیے: (النهاية: 2/304) بعض اہل علم
بحیرہ مردار کو ”بحیرہ زُغْر“ قرار دیتے ہیں۔



انہوں نے کہا: تم اس کی کس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟
اس نے کہا: کیا اس چشمے میں پانی موجود ہے اور کیا اس کے باشندے اس پانی
سے کاشت کاری کرتے ہیں؟

ہم نے کہا: ہاں، اس چشمے میں بہت پانی ہے اور اس کے باشندے اس سے
کاشت کاری بھی کرتے ہیں؟

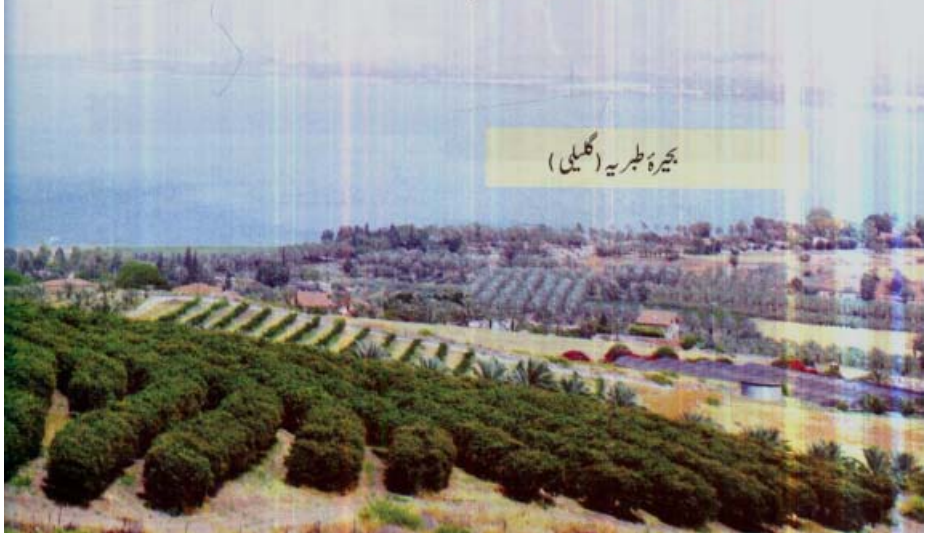
اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ ان پڑھوں (امیین) کے نبی کا کیا حال ہے؟
انہوں نے کہا: وہ مکہ سے ہجرت کر چکے ہیں اور مدینہ میں قیام پذیر ہیں۔
اس نے کہا: کیا عربوں نے اس سے لڑائی کی ہے؟

ہم نے کہا: ہاں! کی ہے۔

اس نے کہا: پھر نتیجہ کیا رہا؟

ہم نے اسے خبر دی کہ وہ ارد گرد کے تمام عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور ان
سب نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

بحیرہ طبریہ (گھلی)



اس نے کہا: کیا یہ سب ہو چکا؟
ہم نے کہا: بالکل۔

اس نے کہا: یہی ان کے لیے بہتر ہے کہ اس (نبی) کی اطاعت کر لیں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح (دجال) ہوں۔ عنقریب مجھے کسی وقت خروج کا اذن مل جائے گا۔ میں نکلوں گا اور ساری زمین کے ہر شہر کا چالیس روز میں چکر لگا لوں گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ یہ دو شہر مجھ پر حرام کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے کسی شہر میں بھی اگر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو میرا سامنا ایک فرشتے سے ہوگا جو ننگی تلوار سونت کر میری راہ میں کھڑا ہوگا۔ وہ مجھے ان شہروں میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام راستوں اور شاہراہوں پر بھی فرشتے متعین ہوں گے۔ جو اس کی حفاظت کریں گے۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا منبر پر مارا اور فرمایا:
”یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے“ یعنی مدینہ منورہ، پھر آپ نے فرمایا: ”کیا یہ





بات میں تم سے پہلے ہی بیان
نہیں کر چکا؟“

لوگوں نے کہا: جی ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے
تمہیں داری کی بات اچھی لگی

کیونکہ وہ میری اس بات کے مطابق تھی جو میں دجال کے بارے میں اور مکہ و مدینہ
کے متعلق تم سے بیان کیا کرتا ہوں۔ خبردار رہو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں
ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے۔ وہ مشرق کی جانب ہے۔ وہ مشرق کی جانب
ہے۔“ اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔¹

حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے براہ
راست سنی اور یاد رکھی ہے۔²

میں نے مسیح دجال کے بارے میں لکھنے والے بعض مؤلفین کی کتب میں پڑھا
ہے کہ انھوں نے مسیح دجال کی موجودگی کی جگہ اور برمودا مثلث (The
Bermuda Triangle) کے درمیان ربط قائم کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ
برمودا مثلث کی حقیقت آج تک ایک سر بستہ راز ہے جو کسی پر منکشف نہیں ہو
سکا۔

1 مدینہ الرسول ﷺ سے مشرق کی جانب عراق اور ایران واقع ہیں۔ 2 صحیح مسلم، الفتن
وأشراط الساعة، حدیث: 2942.

جزائرِ برمودا میں مقامِ مزاحمت

بحرِ اوقیانوس کے شمال مغرب میں ایک خاص مقام ہے جو ”بحیرہ سرگاسو“ (Sargasso Sea) کہلاتا ہے۔ اس کے پانیوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان میں سمندری نباتات کی ایک مخصوص قسم پائی جاتی ہے جسے ”سرگاسم“ کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی مقدار میں گول شکل میں پانیوں پر تیرتی رہتی ہے اور بحری جہازوں کے آگے رکاوٹ بن کر ان کی آمد و رفت کو مشکل بنا دیتی ہے۔

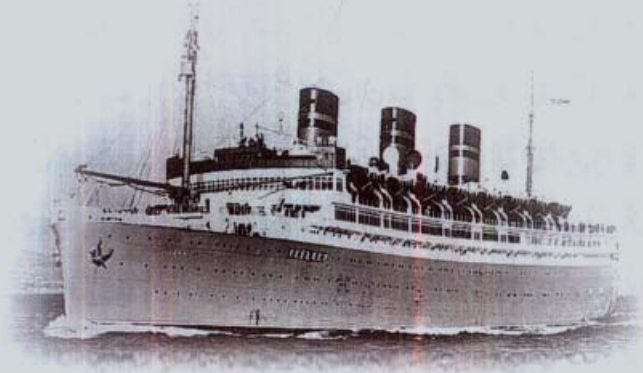
”بحیرہ سرگاسو“ اپنی مکمل اور پرسکون خاموشی کے باعث مشہور ہے۔ اس میں ہوا کی موجیں اور سمندری طوفان شاذ و نادر ہی آتے ہیں۔ اس کو ”دہشت ناک سمندر“ اور ”اوقیانوس کا قبرستان“ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض تحقیقی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس سمندر کی تہہ میں بہت سے بحری جہاز، کشتیاں اور آبدوزیں موجود ہیں جو مختلف زمانوں میں اس میں غرقِ آب ہوتی رہیں۔

جزائرِ برمودا میں گمشدگی کا نقطہ آغاز

1850ء اس مخصوص جگہ یا اس کے قرب و جوار میں قریباً پچاس بحری جہاز لاپتہ ہو گئے، البتہ ان میں سے بعض جہازوں کے کپتان آخری لمحات میں خطرے کا ادراک ہونے پر پیغامات ارسال کرنے میں کامیاب



رہے مگر یہ اس قدر مبہم اور غیر واضح تھے کہ انھیں کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔
 ان گم ہو جانے والے جہازوں اور آبدوزوں کی اکثریت ریاست ہائے متحدہ
 امریکہ سے تعلق رکھتی تھی۔ سب سے پہلے جو جہاز لا پتہ ہوا اس کا نام ”انسرجنٹ“
 (Insurgent) تھا۔ اس پر 340 افراد سوار تھے۔ اس کے بعد ایک آبدوز لا پتہ
 ہو گئی جس کا نام ”اسکورپین“ (Scorpion) تھا۔ اس پر دریاؤں اور سمندروں میں
 کام کرنے والے 99 افراد سوار تھے۔



طیاروں کی گمشدگی کے واقعات

گمشدگی کا یہ سلسلہ بحر اوقیانوس کی فضاؤں تک بھی جا پہنچا۔ جیسے ہی کوئی طیارہ
 بحر اوقیانوس خصوصاً جزائر برمودا کی فضائی حدود میں داخل ہوتا لا پتہ ہو جاتا۔
 1945ء میں امریکی ریاست ”فلوریڈا“ (Florida) کے نیول ائربیس سے پانچ
 بمبار لڑاکا طیارے معمول کی تربیتی پرواز پر روانہ ہوئے۔ یہ پانچوں طیارے ایک



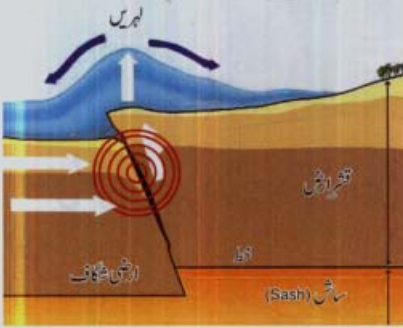
ساتھ مثلث شکل میں اڑان بھرتے جا رہے تھے اور ایک غرق شدہ بحری جہاز کے سطح سمندر پر تیرتے ہوئے بلبے کی طرف جانا چاہتے تھے۔ اڑبیس کا عملہ ان طیاروں کی جانب سے کسی ایسے پیغام کا منتظر تھا جس میں ان کے پائلٹوں کو یہ بتانا تھا کہ وہ کس جگہ اور کس طریقے سے اتریں گے کہ اچانک ان کو گروپ کمانڈر کی طرف سے ایک عجیب و غریب پیغام ملا۔ گروپ کمانڈر چارلس ٹیلر (Charles Taylor) نے اڑبیس کنٹرول ٹاور کو یہ پیغام ارسال کیا:

”ہم اس وقت ایمرجنسی کی حالت میں ہیں۔ ہم اپنا روٹ مکمل طور پر کھو چکے ہیں۔ میں زمین کو دیکھنے سے قاصر ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت ہم کہاں ہیں۔ ہم فضا میں گم ہو چکے ہیں۔ یہاں ہر چیز عجیب و غریب اور تشویش انگیز ہے۔ میں کسی سمت کا تعین بھی نہیں کر سکتا حتیٰ کہ میرے سامنے جو سمندر ہے وہ بھی عجیب اور نامانوس سا ہے اور میں اس کی تعین بھی نہیں کر سکتا کہ یہ کون سا سمندر ہے۔ اس کے فوراً بعد کنٹرول ٹاور سے فضائی بیڑے کا ہر قسم کا رابطہ منقطع ہو گیا۔

اس کے بعد بھی کئی ایک طیارے اس جگہ گم ہوئے۔

اس مثلث کی گتھی سلجھانے کے لیے بعض تشریحات:

زلزلوں کا نظریہ اور مثلث برمودا پر وقوع پذیر ہونے والے حوادث سے اس کا تعلق:



اس نظریے کے مطابق کہ

سمندر کی تہہ میں واقع ہونے والے زمینی زلزلوں اور جھٹکوں کے باعث سمندر کی موجوں میں شدید طوفانی اور ہنگامی نوعیت کی لہریں پیدا ہوتی ہیں جو بحری جہازوں کو

ڈبو دیتی ہیں۔ اور انھیں آنا فنا پوری قوت سے سمندر کی گہرائی کی طرف کھینچتی ہیں۔ جہاں تک فضا میں اڑنے والے طیاروں کا تعلق ہے، ان جھٹکوں اور موجوں کی وجہ سے فضا میں بھی کچھ ایسی ہوائی لہریں پیدا ہوتی ہیں جن سے طیاروں کا توازن خراب ہو جاتا ہے اور پائلٹ کا طیارے پر کنٹرول برقرار نہیں رہتا۔



2004ء میں انڈونیشیا اور ہمایہ ریاستوں کے ساتھ کورانے والا سونامی جو کہ زیر بحر آنے والے زلزلے کا نتیجہ تھا۔



کشش ثقل کا نظریہ اور جزائر برمودا میں ہونے والے واقعات سے اس کا تعلق

جزائر برمودا کے اوپر سے گزرتے وقت طیارے میں موجود قطب نما اور دیگر آلات عجیب و غریب شکل میں حرکت کرنے لگتے ہیں۔ یہی صورت حال بحری جہاز کے کپتان کو بھی پیش آتی ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ وہاں ایک شدید مقناطیسی قوت یا جذب کی ایک شدید اور عجیب و غریب طاقت موجود ہے۔

خروجِ دجال سے قبل پیش آنے والے واقعات

عربوں کی قلت

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ. قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ قَلِيلٌ»

”لوگ دجال سے ڈر کر پہاڑوں کی طرف بھاگ جائیں گے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔“¹

شدید لڑائی اور فتح قسطنطنیہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابٌ يَثْرِبُ، وَخَرَابٌ يَثْرِبُ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَالِ»

”بیت المقدس کی آبادی دراصل مدینہ کی بربادی ہوگی۔ مدینہ کی بربادی ہوئی تو ایک عظیم معرکہ شروع ہو جائے گا۔ وہ معرکہ شروع ہوا تو قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور جب قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو پھر جلد ہی دجال ظاہر ہو جائے گا۔“²

¹ صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2945. ² مسند أحمد: 232/5،

وسنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4294.

فتوحات

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم لوگ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کے ایک سفر پر نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مغرب کی جانب سے ایک قوم آئی، ان کے بدن پر اون کے کپڑے تھے۔ ان کی ملاقات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹیلے پر ہوئی۔ وہ کھڑے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ مجھے جا کر ان کے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کھڑے ہونا چاہیے، مبادا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کر دیں، پھر میں نے کہا کہ شاید اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کوئی خفیہ بات چیت کر رہے ہوں۔ بہر حال میں آیا اور ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سیکھیں جنہیں میں انگلیوں پر گن سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ، ثُمَّ تَغْزُونَ الدِّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ»

”تم جزیرہ عرب میں جنگ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم ایران پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کر دے گا، پھر تم روم پر حملہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا، پھر تم دجال پر حملہ کرو گے تو



اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا۔“¹ یعنی جس جگہ دجال لڑے گا اس جگہ پر اور اس کے ساتھیوں پر تمہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔

بارش اور پیداوار کا رک جانا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خروج دجال سے قبل کے تین برس بہت سخت ہوں گے۔ لوگ ان سالوں میں شدید بھوک میں مبتلا ہوں گے۔ پہلے برس اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی ایک تہائی بارش پیداوار روک لے، پھر دوسرے برس آسمان کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی دو تہائی پیداوار روک لے۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ اپنی تمام بارش روک لے تو اس سے بارش کا ایک قطرہ بھی نہ گرے گا اور زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی کل پیداوار

¹ صحیح مسلم، الفتن و أشراف الساعة، حدیث: 2900.

روک لے تو زمین سے کوئی سبز چیز پیدا نہ ہوگی۔ روئے زمین پر جو بھی کھڑا والا جانور (گائے، بھینس، بکری وغیرہ) ہوگا ہلاک ہو جائے گا مگر جسے اللہ چاہے گا بچالے گا۔¹

فتنوں کی کثرت (فتنہ احلاس، فتنہ سرء، فتنہ دہیما) اور لوگوں کا باہمی اختلاف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا:

«ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ، دَخْنَهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي، وَلَيْسَ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَوْلِيَايَ الْمُتَّقُونَ۔ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوْرِكٍ عَلَى صِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ، لَا تَدْعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمْتَهُ لَطْمَةً، فَإِذَا قِيلَ: انْقَضَتْ تَمَادُتْ؛ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ - أَيِ قِسْمَيْنِ - فُسْطَاطُ إِيمَانٍ لَا يَفَاقُ فِيهِ، وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ عَدِهِ»

1 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077، وفي سنده مقال، وله شاهد من حدیث أسماء بنت یزید الأنصاریة عند أحمد وأبی داود.

”پھر خوشحالی کا فتنہ ظاہر ہوگا جو ایک ایسے شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ وہ خود کو میرے خاندان میں خیال کرے گا مگر درحقیقت اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا کیونکہ میرے دوست تو فقط متقی ہیں، پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو ایسے ہوگا جیسے پسلی پر سرین (لوگ ایک ایسے شخص کو اپنا بادشاہ بنانے پر متفق ہو جائیں گے جو اپنی جہالت کے باعث بادشاہت کے لیے کسی صورت موزوں نہ ہوگا اور نہ وہ امور و معاملات پر قابو پانے کی اہلیت رکھتا ہوگا۔ جس طرح کہ ایک پسلی بھاری سرین کا وزن برداشت نہیں کر سکتی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد ایک بہت ہولناک فتنہ شروع ہوگا، اس فتنے کا اثر اور ضرر میری امت کے ہر شخص کو پہنچے گا، کوئی بھی اس سے محفوظ نہ رہے گا۔ جب بھی کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائے گا۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور ر شام کو کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک ایمان والے جو نفاق سے یکسر پاک ہوں گے اور دوسرے نفاق والے جو ایمان سے یکسر خالی ہوں گے۔ جب یہ حالات ہو جائیں تو اس وقت دجال کا انتظار کرنا، اسی روز آجائے یا اگلے روز ظاہر ہو جائے۔“¹

1 سنن أبي داود، الفتن والملاحم، حدیث: 4242.

تیس دجالوں اور کذابوں کا خروج

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَأِنَّهُ وَاللَّهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، آخِرُهُمْ
الْأَعْوَرُ الدَّجَالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى»

”اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس جھوٹے
ظاہر نہ ہو جائیں۔ ان میں سب سے آخری کا نام دجال ہوگا جس کی بائیں
آنکھ مموح (مٹی ہوئی) ہوگی۔“¹

دجال کیسے ظاہر ہوگا؟

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی دجال اور جساسہ والی حدیث میں گزر چکا ہے کہ دجال
اس وقت ایک سمندری جزیرے میں قید ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
میں زندہ تھا۔ وہ ایک عظیم الجثہ شخص ہے۔ تمیم داری اور ان کے تیس ساتھیوں نے
اسے دیکھا کہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ان کے اور دجال کے درمیان گفتگو بھی
ہوئی۔ اس نے انھیں بتایا کہ وہ دجال ہے۔ اور عنقریب شدید غصے کے عالم میں
اس کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی اور وہ اپنی قید سے باہر آجائے گا۔²

اس کے خروج کا سبب

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک راستے پر

1 مسند أحمد: 16/5. 2 اس کی تفصیل ابھی گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

ابن صائد¹ سے ملا۔ میں نے اس سے ایک ایسی بات کہی جس سے وہ غصے میں آکر اس قدر پھول گیا کہ اس کے وجود سے سارا راستہ بھر گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں داخل ہوئے تو ابن عمر کی طرف سے ابن صائد کو غصہ دلانے کی خبر انھیں مل چکی تھی۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے اسے غصہ کیوں دلایا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا:

«إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضَبَةٍ يَغْضَبُهَا»

”دجال صرف اس وقت اپنی قید سے نکل پائے گا جب اسے شدید غصہ آئے گا۔“²

زمین پر اس کی رفتار

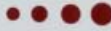
نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: دجال کی زمین پر رفتار کیا ہوگی؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ»

”وہ اس بارش کی طرح ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو۔“³

مطلب یہ ہے کہ وہ بہت تیزی سے زمین کے ہر حصے میں پہنچ جائے گا اور پوری زمین پر گھومے گا۔

¹ یعنی ابن صیاد، اس کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ² صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2932۔ ³ صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2937۔



حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں دین کی کمی ہوگی اور علم ختم ہو چکا ہوگا۔ وہ زمین میں چالیس روز تک پھرے گا۔ ان میں سے ایک دن ایک سال کی طرح، ایک دن ایک مہینے کی طرح اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ بعد ازیں باقی ایام تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کے پاس ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ وہ لوگوں کے پاس آکر کہے گا: میں تمہارا رب ہوں، حالانکہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور تمہارا رب ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک، ف، ر“ لکھا ہوا ہوگا۔ ہر مومن اسے پڑھ لے گا چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔ وہ



احمد پہاڑ کا فضائی منظر

ہر پانی اور چشمے کے پاس سے گزرے گا مگر مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کر دیا ہے اور فرشتے ان شہروں کے دروازوں پر پہرہ دیں گے۔“¹

1 مسند احمد: 181/4، و المستدرک للحاکم: 538/4، وصححه، وقال الهیثمی فی

مجمع الزوائد: رواه أحمد بإسنادین رجال أحدهما رجال الصحيح.



وہ مقامات جہاں دجال آئے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطُوهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ»

”مکہ اور مدینہ کے سوا دجال دنیا کے ہر ملک کو تاراج کرے گا۔“¹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ»

”مدینہ کے دروازوں پر فرشتے متعین ہیں، اس میں نہ تو طاعون کا مرض

1 صحیح البخاری، فضائل المدینہ، حدیث: 1881، وصحیح مسلم، الفتن وأشراف

الساعة، حدیث: 2943.

داخل ہو سکے گا اور نہ ہی دجال۔“¹

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مسح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا۔ اس کا ارادہ مدینہ میں داخل ہونے

کا ہوگا مگر جب جبل احد کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کے آگے آجائیں

گے اور اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں جامرے گا۔“²

ایک دوسری روایت میں ہے جو یحییٰ بن اورع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے ایک روز لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

”نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا دن؟“ ”نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا

دن؟“ ”نجات کا دن! اور کیا ہے نجات کا دن؟“ آپ نے یہ بات تین مرتبہ

دہرائی۔ آپ سے پوچھا گیا: نجات کے دن سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے

فرمایا: دجال آئے گا، وہ جبل احد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے

ساتھیوں سے کہے گا: کیا تمہیں یہ سفید محل نظر آ رہا ہے؟ یہ احمد کی مسجد ہے، پھر

جب مدینہ کی طرف آئے گا تو ہر راستے پر ایک فرشتے کو مستعد پائے گا جو ننگی تلوار

سونت کر کھڑا ہوگا، چنانچہ وہ شام کی جانب جُرف کے مقام پر ایک شور دار زمین

پر جاٹھہرے گا اور وہاں اپنا خیمہ لگائے گا۔ اس کے بعد مدینہ تین دفعہ لرز اٹھے گا

جس کے اثر سے تمام فاسق و منافق مرد اور عورتیں مدینہ کو چھوڑ کر دجال کی

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7133، وصحیح مسلم، الحج، حدیث: 1379.

2 صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1380، ومسنند أحمد: 457/2.



مسجد نبوی کا فضائی منظر جس میں وہ قصر ایش کی طرح نظر آ رہی ہے۔

1 طرف نکل آئیں گے، یہی یوم نجات ہوگا۔“

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«وَأِنَّهُ لَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهُ وَظَهَرَ عَلَيْهِ إِلَّا مَكَّةَ
وَالْمَدِينَةَ، لَا يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقَبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ
بِالسُّيُوفِ صَلَّتَةً»

”دجال مکہ اور مدینہ کے سوا ہر شہر کو پامال کرے گا اور اپنا تسلط جمائے گا
کیونکہ ان دونوں شہروں کے ہر راستے پر تلواریں سونتے ہوئے فرشتے
ان کی حفاظت کریں گے۔“

«حَتَّى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبْحَةِ، فَرَجُفُ

1 مسند أحمد: 338/4، وبعضه في الصحيحين .

الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا
خَرَجَ إِلَيْهِ»

”پھر دجال سرخ ٹیلے کے پاس جہاں شوریلی زمین ختم ہو جاتی ہے، پڑاؤ ڈالے گا۔ سرزمینِ مدینہ اپنے باسیوں کو تین جھٹکے دے گی جس کی وجہ سے ہر منافق مرد اور منافق عورت مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس آجائیں گے۔“¹

ایک روایت کے الفاظ ہیں «فِيَاتِي سَبْخَةَ الْجُرْفِ فَيَضْرِبُ رُوقَهُ»
”جب وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو“ ”جرف“ کے مقام پر شوریلی
زمین پر پڑاؤ ڈالے گا اور وہاں خیمے نصب کرے گا۔“²

«السَّبْخَةُ» نمک والی شوردار زمین کو کہا جاتا ہے۔ مدینہ کی زمین بالعموم ایسی ہی ہے لیکن شمالی جانب کی زمین بہت شوریلی ہے۔

«الْجُرْفُ» یہ مدینہ کا ایک نواحی مقام ہے جو مدینہ کی شمالی جانب تین میل کے
اصلے پر واقع ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جرف، محجة الشام اور
صاصین (منطقہ برکہ کی جانب ایک مقام) کے درمیان واقع ہے۔ محجة الشام
میل میں ہیس کو کہتے ہیں جو شام کے حجاج کرام کا راستہ ہے۔ یہ راستہ مخیض
ایک پہاڑ کا نام) سے غرابات اور غراب الضائلة (اسے جبل حبشی بھی کہتے ہیں)
کی طرف آتا ہے۔ جرف کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جسے آج کل ”ازہری محلہ“ کہا جاتا

¹ سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077. 2 صحیح مسلم، الفتن، و أشراط الساعة،

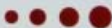
ہے۔ لیکن جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جرف مرّ قنّاة تک پھیلا ہوا ہے۔

قنّاة وادی حمض کو کہا جاتا ہے اور یہ سیلابی پانی کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ ”تبع یمانی“ نے جب اپنے گھر سے پانی کی نالی کو دیکھا تو اس نے اس سارے علاقے کو جرف الأرض کے نام سے موسوم کر دیا تھا۔

سابقہ تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال جبل احد کے پیچھے شوریلی زمین میں اترے گا۔ وہ اپنا خیمہ یا قبہ جبل ثور کے شمال میں ”صادقیہ“ میں لگائے گا۔ اس علاقے میں چھوٹی چھوٹی سرخ پہاڑیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث یاد دلاتی ہیں۔

تمیم داری کے ساتھ جاسہ اور دجال کے قصہ میں ہے کہ دجال نے تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: قریب ہے کہ مجھے کسی وقت خروج کا اذن مل جائے۔ میں نکلوں گا اور پوری زمین کا چکر لگاؤں گا۔ مکہ مدینہ کے سوا دنیا کی تمام بستیوں کا چالیس راتوں میں دورہ مکمل کر لوں گا۔ کیونکہ یہ دو شہر مجھ پر حرام کر دیے گئے ہیں۔ میں جب بھی ان میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو میرے سامنے ایک ایسا فرشتہ آ جائے گا جس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار ہوگی، وہ مجھے ان شہروں میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام راستوں اور شاہراہوں پر بھی فرشتے متعین ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔¹

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرراط الساعة، حدیث: 2942.



دجال کے فتنے

آگ اور پانی

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ»

”اس کے ساتھ جنت اور آگ بھی ہوگی۔ اس کی آگ اصل میں جنت

ہوگی اور اس کی جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔“¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

«إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ»

”اس کے ہمراہ پانی اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ اصل میں ٹھنڈا پانی

¹ صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2934.

ہوگا اور اس کا پانی درحقیقت آگ ہوگی۔“¹

آپ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا کیا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو بہتی ہوئی نہریں ہوں گی، آنکھ سے دیکھنے میں ایک سفید پانی اور دوسری بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ اگر کوئی اسے پالے تو وہ اس نہر پر جائے جسے وہ آگ دیکھ رہا ہو۔“

ایک روایت میں ہے:

”جو کوئی اس کی آگ کو دیکھے وہ اس کی طرف جائے اور آنکھیں بند کر کے اپنا سر جھکا کر اس آگ میں ڈال دے اور اس میں سے پینا شروع کر دے کیونکہ وہ آگ نہیں بلکہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔“²

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

لوگوں کو جو پانی نظر آئے گا وہ دراصل جلانے والی آگ ہوگی اور لوگوں کو جو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو کوئی دجال کو پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی آگ میں کود جائے کیونکہ وہ میٹھا اور عمدہ پانی ہوگا۔“³

1 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7130، وصحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة،

حدیث: 2934. 2 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2934. 3 صحیح

مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2934.

جمادات و حیوانات پر اثر

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں اپنی طرف بلائے گا، وہ اس
 پر ایمان لے آئیں گے۔ پھر دجال آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا
 شروع کر دے گا۔ زمین کو حکم کرے گا تو وہ پیداوار دینا شروع کر دے
 گی۔ ان کی بھیڑ بکریاں جو چرنے کے لیے نکلی ہوں گی وہ اس حال میں

واپس آئیں گی کہ ان کے بال پہلے
 سے لمبے، تھن دودھ سے لبریز،
 پیٹ بھرے اور باہر کو نکلے ہوئے
 ہوں گے۔ ان کے بعد دجال ایک
 دوسری قوم کے پاس آئے گا، انھیں



اپنی دعوت دے گا مگر وہ اس کا انکار کر دیں گے، وہ ان کے پاس سے چلا
 آئے گا۔ وہ لوگ جب صبح کے وقت اٹھ کر اپنی کھیتوں کو دیکھیں گے تو وہ
 بنجر ہو چکی ہوں گی اور ان کی فصلیں برباد ہو چکی ہوں گی، پھر دجال کا
 گزر ایک بنجر زمین کے پاس سے ہو

گا۔ وہ اس زمین سے کہے گا کہ اپنے
 خزانے نکالو تو زمین سے خزانے نکل
 کر شہد کی مکھیوں کی طرح جمع ہو



1۔ کراس کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔

ایک اور فتنہ

وہ ایک دیہاتی سے کہے گا: اگر میں تمہارے فوت شدہ ماں باپ کو زندہ کر دوں

تو مجھے رب مان لو گے؟ وہ کہے گا: ہاں،

چنانچہ دو شیطان اس کے ماں باپ کی

شکل میں سامنے آجائیں گے اور اعرابی

سے کہیں گے: ہمارے پیارے بیٹے!

اس کی اتباع کرو، یہی تمہارا رب

2۔ ہے۔



ایک اور فتنہ

وہ ایک ایسے نوجوان کو بلائے گا جو اپنی بھرپور جوانی میں

ہوگا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا، پھر لوگوں سے کہے

گا: میرے اس بندے کو دیکھو، اسے میں ابھی زندہ کروں گا

لیکن یہ پھر بھی میرے سوا کسی اور کو رب مانے گا۔ دجال اس

شخص سے کہے گا: اٹھو، زندہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑا ہو

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2937. 2 سنن ابن ماجہ، الفتن،

حدیث: 4077، وصحیح الجامع للآلبانی: 1300/2، حدیث: 7875.



جائے گا۔ درحقیقت اسے اللہ نے زندہ کیا ہوگا نہ کہ دجال نے۔ مگر دجال کے زعم میں اس نے اسے زندہ کیا ہوگا اور اس مقتول نوجوان کے دونوں ٹکڑے آپس میں جڑ گئے ہوں گے، پھر یہ خبیث کہے گا: بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے۔ تو اللہ کا دشمن ہے۔ تو دجال ہے۔¹

دجال کے سلسلے میں بعض غلط عقائد

یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ اس کے ساتھ روٹی اور کھانے کا ایک پہاڑ ہوگا جبکہ اس وقت دنیا میں قحط اور فاقہ کشی کا عالم ہوگا۔
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”دجال کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا میں نے پوچھا، کسی اور نے نہ پوچھا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

”میرے بچے! تجھے دجال سے کیا خوف و خطر ہے؟ وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کی: لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هُوَ أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنَ اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ»

² ”وہ اللہ کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ بے وقعت ہے۔“

1 اس نوجوان کا قصہ تفصیل سے آگے چل کر ”دجال سے بچاؤ کے طریقے“ میں آئے گا۔

2 صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7122، وصحیح مسلم، کتاب الآداب، حدیث: 2152.

دجال کے پیروکار

اس میں شک نہیں کہ دجال کے پاس بہت سی طاقتیں اور بہت سے فتنے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو راہ راست سے بھٹکانے اور اپنے پیچھے لگانے کے لیے مختلف اسلوب استعمال کرے گا۔ وہ خود کو لوگوں کا رب سمجھے گا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ



اس کی ان باتوں سے بہت سے لوگ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ وہ اس سے فوائد حاصل کرنے اور اس کی سزا سے بچنے کی خاطر یا پھر اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اس کی پیروی کریں گے۔ ان میں درج ذیل لوگ شامل ہوں گے:

یہودی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَتَّبِعُ الدَّجَالَ مِنْ يَهُودِ
إِصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا، عَلَيْهِمُ
الطَّلِيسَةُ»



ایک یہودی رقی شال نما لبادہ (Tallit-Taylaseen) اوڑھے ہوئے۔

”اصفہان¹ کے ستر ہزار (چھوٹی چادر کی مانند) جُبہ پوش یہودی دجال کے پیروکار بن جائیں گے۔“²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَيَنْزِلَنَّ الدَّجَالُ خَوْزَ وَكَرْمَانَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ»

”دجال خوز³ اور کرمان⁴ میں اترے گا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار لوگ ہوں گے جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔“⁵

«المجان المطرقة» منڈھی ہوئی ڈھالوں جیسے یعنی ان کے سر چھوٹے، چہرے بیضوی یا گول ہوں گے اور وہ رخساروں کی ہڈیوں، آنکھوں اور ناک کے نقوش کے ابھرے ہونے کے سبب چپٹے معلوم ہوں گے جس سے آنکھ کا محور نمایاں نظر آئے گا۔

(المجان) مجن کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں ڈھال اور (المطرقة) (چمڑے سے منڈھی ہوئی) یہ ڈھالوں کی صفت ہے، یعنی ان لوگوں کے چہرے چوڑے اور

1 اصفہان ایرانی شہر ہے جو ایران کے وسط میں واقع ہے۔ یہ ایرانی دار الحکومت تہران سے جنوب کی جانب تقریباً 340 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سرکاری اعلان کے مطابق اس میں پچیس سے تیس ہزار یہودی آباد ہیں۔ اصفہان کا رقبہ 105,937 کلومیٹر ہے۔² صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2944۔³ ”خوز“ مغربی ایران کا شہر ہے اور آج کل خوزستان کہلاتا ہے۔

4 ”کرمان“ ایران کے جنوب مشرق میں ایک صوبہ ہے۔

5 مسند احمد: 2/337، بإسناد حسن۔



شمال نمالہادے اوڑھے یہودی۔

گوشت سے پُر ہوں گے۔

ایک سوال

دجال کے پیروکاروں میں زیادہ تر یہودی ہی کیوں ہوں گے؟

جواب

اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ دجال یہودیوں کا مسیح منظر ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک بادشاہ کے ظہور کا وعدہ کیا ہے

جو حضرت داود علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا۔ وہ یہودیوں کی مملکت قائم کرے گا۔ اس بادشاہ کا نام ان کی کتب میں ”مسیح“ ہے۔

یہودیوں کی مذہبی رسوم میں کچھ خاص دعائیں اور نمازیں بھی ہیں جن میں وہ مسیح دجال سے ظاہر ہونے کی استدعا کرتے ہیں۔ انھوں نے ”عید فصیح“ کی رات کو ان خاص دعاؤں کے لیے مختص کیا ہوا ہے۔

ان کی مذہبی کتاب ”تلمود“ میں ہے:

جب مسیح (دجال) آئے گا تو زمین سے تازہ روٹیاں، اون کے کپڑے اور گندم نکلے گی، اس کے دانے اس قدر موٹے ہوں گے جس طرح بیلوں کے بڑے بڑے

گردے ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں حکومت و سلطنت یہودیوں کے قبضے میں ہوگی۔ دنیا کی تمام اقوام اس مسیح کی خدمت اور فرماں برداری کریں گی۔ اس وقت ہر یہودی کے قبضے میں دو ہزار آٹھ سو (2800) غلام ہوں گے جو اس کی خدمت پر مامور ہوں گے۔ اور تین سو دس کائناتیں اس کے زیر تصرف ہوں گی۔ لیکن مسیح اسی وقت آئے گا جب شیروں کی حکومت ختم ہو جائے گی اور اسرائیل کی آمد سے یہودی امت کے منتظر کی امید پوری ہوگی اور جب وہ آجائیں گے تو یہودی امت باقی اقوام عالم پر حکومت اور اقتدار حاصل کر لے گی۔¹

کفار و منافقین

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطُوهُ الدَّجَالُ؛ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ»

”مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جس میں دجال نہ جائے۔ مکہ و مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے گھیرا ڈالے اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ (جب وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو) ایک شور دار زمین

¹ یہ عبارت کتاب «الکنز المرصود فی قواعد التلمود» فصل ہفتم «المسیح و سلطان الیہود» سے نقل کی گئی ہے۔

پر جا ڈیرا لگائے گا۔ سرزمینِ مدینہ اپنے باسیوں کو تین جھٹکے دے گی اور ہر کافر و منافق مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔¹ اس حدیث کے بارے میں پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔

جاہل اور گنوار دیہاتی

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

حدیث میں یہ بھی فرمایا:



بدوؤں کا ایک گروہ صحرائیں نیمزدن ہے۔

(دجال کا) ایک فتنہ یہ بھی

ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے

گا: اگر میں تمہارے فوت شدہ

ماں باپ کو زندہ کر دوں تو مجھے

رب مان لو گے؟ وہ کہے گا: ہاں،

چنانچہ دو شیطان اس کے ماں

باپ کی شکل میں سامنے آ جائیں

گے اور اعرابی سے کہیں گے: ہمارے پیارے بیٹے! اس کی اتباع کرو کہ یہی تمہارا

رب ہے۔²

1 صحیح البخاری، فضائل المدینة، حدیث: 1881، وصحیح مسلم، الفتن، وأشرط

الساعة، حدیث: 2943، واللفظ له. 2 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077.

وہ لوگ جن کے چہرے منڈھی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ بِالشَّرْقِ يُقَالُ لَهَا: خِرَاسَانُ،

يَتَّبِعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ»¹



”دجال مشرق کے ایک علاقے

سے نکلے گا جسے ”خراسان“ کہا جاتا

ہے۔ اس کی پیروکار ایسی قومیں

ہوں گی جن کے چہرے منڈھی

ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں

گے۔“²

1 «المُطْرَقَةُ» راء کی تخفیف کے ساتھ، یہ اطراق سے مفعول کا صیغہ ہے۔ اور المُطْرَقِ اس ڈھال

کو کہا جاتا ہے جس کی پشت پر طراق لگایا جائے۔ ”طراق“ اس کھال کو کہتے ہیں جسے ڈھال کی پیمائش کے مطابق کاٹ کر اس کی پشت پر چپکا دیا جاتا ہے۔ اس قوم کے چہروں کو ڈھالوں سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ ان کے چہرے کشادہ اور گول ہوں گے۔ اور ”مُطْرَقَةُ“ انھیں اس لیے کہا گیا کہ چہروں کی کھال موٹی ہوگی اور ان پر گوشت زیادہ ہوگا۔

2 مسند أحمد: 4/1، وجامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2237، وحسنہ، وسنن ابن ماجہ،

الفتن، حدیث: 4072، والحاکم: 527/4، وصححه ووافقه الذہبی وصححه الألبانی فی

صحیح ابن ماجہ۔

عورتیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ الدَّجَالُ فِي هَذِهِ السَّبْخَةِ بِمَرِّ قَنَاةَ، فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلَىٰ حَمِيمِهِ وَإِلَىٰ أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ»

”دجال اس شور دار زمین میں مرقنہ کے مقام پر اترے گا۔ اس کی طرف نکلنے والوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی حتیٰ کہ آدمی اپنے کسی قریبی رشتہ دار، ماں، بیٹی، بہن، یا پھوپھی کو گھر میں اس خوف سے باندھ کر رکھے گا کہ کہیں وہ دجال کی طرف نہ چلی جائے۔“¹

دجال کے ٹھہرنے کی مدت

اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا گیا کہ دجال زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ تو

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةِ، وَيَوْمٌ كَشَهْرِ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ»

”وہ چالیس روز تک زمین میں رہے گا۔ اس کا پہلا دن ایک سال کے

¹ مسند أحمد: 67/2، قال الشيخ الألباني في «قصة المسيح الدجال» ص: 88، إسناده

حسن لولا عن عنة محمد بن إسحاق.

برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک جمعہ کے برابر ہوگا۔

اس کے بعد والے دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔“¹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا سال کے برابر دن میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہمارے لیے کافی ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم ہر نماز کے لیے وقت کا اندازہ کر لینا۔“²

فتنہ دجال سے نجات کیسے پائیں؟

اس سے دور رہنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَمِعَ بِالذَّجَالِ فَلْيَنَّا عَنْهُ، فَوَاللَّهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ»

”جو کوئی دجال کے بارے میں سنے تو وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم!

ایک شخص، جو خود کو مومن سمجھتا ہوگا، جب اس کے نزدیک آئے گا تو اس

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937. 2 ”تم اندازہ کر لینا“ کے معنی یہ ہیں کہ اس طویل

دن میں جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت تم ظہر کی نماز ادا کر لینا، پھر جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جتنا ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت عصر کی نماز ادا کر لینا، پھر جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت مغرب کی نماز پڑھ لینا۔ اسی طریق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بھی وقت کا اندازہ کر کے ادا کرنا، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب..... اور اسی طرح پڑھتے رہنا حتیٰ کہ وہ دن اپنے اختتام کو پہنچ جائے۔ دیکھیے: شرح صحیح مسلم للإمام النووي.

کے پیدا کردہ شبہات سے متاثر ہو کر اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے گا۔¹

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جسے دجال کے نکلنے کا پتہ چلے وہ اس سے دور رہے اور اس کے نزدیک نہ جائے۔ ایک شخص، جو خود کو قوی الایمان خیال کرتا ہوگا، جب وہ دجال کے پاس آئے گا تو اس کے پھیلانے ہوئے جال میں پھنس جائے گا۔ جب وہ اس کا جادو اور مردوں کو زندہ کرنے جیسے کام دیکھے گا تو اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے گا۔



سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيَفِرَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي
 الْجِبَالِ»

”لوگ دجال (کے فتنہ) سے (بچنے

کے لیے) بھاگ کر پہاڑوں میں روپوش ہو جائیں گے۔“²

اس زمانے میں مسلمانوں کا ایک امام، یعنی خلیفہ بھی ہوگا اور اس سے مراد خلیفہ عادل امام مہدی ہیں۔

1 مسند أحمد: 4/314، وسنن أبي داود، الملاحم، حدیث: 4319، والمستدرک

للحاكم: 4/531، وصححه على شرط مسلم، وصححه الألباني في صحيح أبي داود.

2 صحيح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2945.

اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَعِثْ بِاللَّهِ»

”جو شخص اس کی آگ کے فتنے میں مبتلا ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔“¹

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا علم حاصل کرنا

دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ حسین و جمیل

اور تمام تر نقائص و عیوب سے پاک ہے وہ قدوس اور ہر عیب سے مبرا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝﴾

”اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔“²

سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ

الدَّجَالِ»

1 سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077. 2 الشوریٰ 11:42.



”جو کوئی سورہ کہف کی ابتدائی
دس آیات یاد کر لے گا وہ دجال
کے فتنے سے بچا لیا جائے
گا۔“¹

یہ دس آیات درج ذیل ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهٖ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَهٗ عِوَجًا ۙ
فَیْمَا یُنْذِرَۤ اَبْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وِیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مُّكْتٰبِیْنَ فِیْهِۤ اَبَدًا ۙ وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ
قَالُوْۤا اَتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۙ وَلَا لِاٰبَائِهِمْ كَبُرَتْ
كَلِیْمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوٰهِهِمْۙ اِنْ یَقُوْلُوْنَ اِلَّا كِذْبًا ۙ فَلَعلَّكَ بِخِیْعٍ
نَفْسِكَ عَلٰی اٰثَرِهِمْۙ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْۤا بِهٰذَا الْحَدِیْثِۙ اَسْفَا ۙ اِنَّا جَعَلْنَا
مَا عَلٰی الْاَرْضِ زِیْنَةً لِّهَا لِنَبْلُوْهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۙ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۙ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكُهْفِ وَالرَّقِیْمِ
كَانُوْۤا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۙ اِذْ اَوٰی الْفِتْنِیَّةُ اِلٰی الْكُهْفِ فَقَالُوْۤا رَبَّنَا اِنَّا
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَدٰیۙ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۙ﴾

”ساری حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی
اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ نہایت سیدھی (بغیر افراط و تفریط کے

1 صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: 809.



اتاری) تاکہ وہ اس (اللہ) کی طرف سے سخت عذاب سے ڈرائے اور مومنوں کو، جو نیک عمل کرتے ہیں، بشارت دے کہ بے شک ان کے لیے اچھا اجر ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا کہ اللہ نے کوئی اولاد بنائی ہے۔ نہ انہیں اس (بات) کا کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو، بڑی (ہی خطرناک) بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ تو سراسر جھوٹ ہی بکتے ہیں۔ پھر شاید آپ تو خود کو ان کے پیچھے غم سے ہلاک کرنے والے ہیں اگر یہ (کافر) اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائیں۔ بلاشبہ ہم نے جو کچھ روئے زمین پر ہے، اسے اس (زمین) کی زینت بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ سے کون زیادہ اچھا ہے۔ اور جو کچھ اس (زمین) پر ہے یقیناً ہم اسے چھیل میدان بنا دینے والے ہیں۔ کیا آپ نے خیال کیا ہے کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب (نشانی) تھے؟ جب ان نوجوانوں نے غار کی طرف پناہ لی تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں صحیح رہنمائی مہیا فرما۔“¹

حضرت نواس بن سمرعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ»

”تم میں سے جو کوئی دجال کو پائے اسے چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورہ
کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔“¹

اس کا سبب یہ ہے کہ

اس سورہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ اس نے غار والے

نو جوانوں کو اس ظالم بادشاہ کی دست برد سے بچایا جو ان کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان دس آیات میں غار والوں کے قصے کے عجائب

ذکر ہوئے ہیں کہ انھیں کس طرح نجات ملی۔ ایک مسلمان کو دجال کا سامنا کرتے

وقت ان واقعات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔



پوری سورہ کہف کی تلاوت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

¹ صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937.



«مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أَنْزَلَتْ، ثُمَّ أَدْرَكَ الدَّجَالَ، لَمْ يُسَلِّطْ عَلَيْهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهِ سَبِيلٌ»

”جو شخص سورہ کھف کی اس طرح تلاوت کرے جس طرح وہ اتری ہے، پھر اس کا سامنا دجال سے ہو جائے تو وہ اس پر مسلط نہیں ہو سکے گا۔ یا اسے اس مومن پر کوئی غلبہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔“¹

حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں پناہ حاصل کرنا

اس لیے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل ہی نہیں ہو سکے گا۔



نماز کے آخر میں فتنہ دجال سے پناہ طلب کرنا

آخری تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ² وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ»

1 المستدرک للحاکم: 511/4، وقال: حدیث صحیح الاسناد، وسلسلة الأحادیث

الصحيحة: 312/6، حدیث: 2651. 2 «فتنة المحيا» وہ فتنے ہیں جو انسان کی زندگی میں «

”اے اللہ! میں تجھ سے آتش دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حیات و موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“¹

لوگوں کو دجال کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس سے بچ سکیں

حضرت صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَخْرُجُ الدَّجَالُ حَتَّى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ»

”دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک

لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں۔“²

یعنی کوئی بھی شخص دجال کا نہ تو ذکر کرے گا اور

نہ اس کے بارے میں سوچے گا۔ جب لوگ اس کو

بھول جائیں گے اور اس کی صفات ذہنوں سے نکل

جائیں گی اور کثرتِ فتن کے باوجود لوگ اس کے

بارے میں احتیاط ترک کر دیں گے تو اس وقت دجال ظاہر ہوگا۔

« اس کو پیش آتے ہیں، جیسے: دنیا کے مال اور اس کی شہوتوں کا فتنہ۔ اگر اس میں انسان کا صبر زائل

ہو جائے تو یہ ایک آزمائش ہے۔ اور «الممات» سے مراد وہ فتنے ہیں جو انسان کو اس کی موت کے

وقت پیش آتے ہیں، یا پھر اس سے مراد قبر کا فتنہ ہے کہ جب فرشتے قبر میں آکر سوال کریں گے اور

انتہائی سختی کے ساتھ سوال کریں گے۔ عذابِ قبر بھی اس فتنے میں شامل ہے۔¹ صحیح البخاری،

الجنائز، حدیث: 1377، صحیح مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، حدیث: 588.

² مسند أحمد: 71/4.

علم شریعت سے خود کو مسلح کرنا

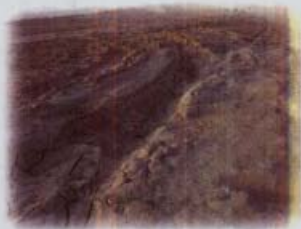
اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ ساتھ علم شرعی ہر فتنے کے مقابلے کے لیے مؤثر ہتھیار ہے۔ انھی میں سے فتنہ دجال بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے ایک بہادر مومن نوجوان کا قصہ بیان فرمایا ہے جو (ایمانی قوت اور علم کے ساتھ) دجال کا سامنا کرے گا۔ اس قصے سے ہمارے

سامنے فتنوں سے بچاؤ کے سلسلے میں ایمان کے ساتھ ساتھ علم شرعی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دجال آئے گا۔ مدینہ میں داخل ہونا اس کے لیے حرام کر دیا جائے گا، چنانچہ وہ مدینہ کے قریب ایک شورلیلی زمین میں پڑاؤ ڈالے گا۔ ایک شخص اس کے پاس آئے گا جو اس وقت کا بہترین انسان ہوگا۔

وہ دجال سے کہے گا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حدیث میں ہمیں بتایا تھا۔



شورلیلی دلدلیں۔

دجال اپنے ہمراہیوں سے کہے گا کہ اگر میں اس شخص کو قتل کر دوں اور اسے دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا پھر بھی تمہیں میرے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی رہے گا؟

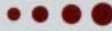


شوریلی دلدلوں کی قرعہ زمین۔

وہ کہیں گے: بالکل نہیں۔

دجال اسے قتل کرے گا، پھر اسے زندہ کر دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال اسے قتل کر کے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے گا اور مقتول کے جسم کے دونوں ٹکڑوں میں تیر پھینکے جانے کے برابر مسافت ہوگی، پھر دجال اسے (زندہ کر کے) بلائے گا تو وہ نوجوان اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر رونق ہوگی اور وہ ہنس رہا ہوگا۔

وہ نوجوان کہے گا: اللہ کی قسم! تمہارے کذاب اور دجال ہونے کے بارے میں



مجھے جس قدر بصیرت اب حاصل ہوئی ہے پہلے کبھی اس طرح حاصل نہ تھی۔

ایک روایت میں ہے:

دجال نکلے گا تو ایک مومن نوجوان اس کی جانب چلے گا۔ راستے میں اسے دجال کے پہریدار اور کارندے ملیں گے اور اس نوجوان سے پوچھیں گے:

کہاں کا ارادہ ہے؟

نوجوان کہے گا: میں اس کی طرف جا رہا ہوں جو ظاہر ہوا ہے۔

وہ کہیں گے: کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے؟

نوجوان کہے گا: ہمارے رب کی صفات کوئی پوشیدہ تو نہیں ہیں (میں دجال کو

دیکھتے ہی اس کی صفات سے اسے پہچان لوں گا۔)

وہ کہیں گے: اسے قتل کر ڈالو۔

پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع

نہیں کر رکھا کہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو قتل نہ کرے؟

وہ اس نوجوان کو لے کر دجال کے پاس آئیں گے اور جب وہ مومن اسے دیکھے

گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہی مسیح دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا

تھا۔

دجال حکم دے گا تو اس نوجوان کو (مارنے کے لیے) لٹا دیا جائے گا۔

وہ کہے گا: اسے پکڑو اور اس کی ہڈیاں توڑ دو۔

اس نوجوان کے پیٹ اور پشت پر شدید ضرر میں لگائی جائیں گی۔

دجال پوچھے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟

نوجوان کہے گا: تو مسیح کذاب ہے۔

پھر دجال کے حکم سے ایک آرا لایا جائے گا اور اس نوجوان کے سر پر رکھ کر اس کے پورے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ دجال اس کے بدن کے دونوں حصوں کے درمیان فخر و تکبر سے ٹہلے گا اور اس سے کہے گا: اٹھو!

وہ نوجوان زندہ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔

دجال کہے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟

وہ کہے گا: اب تو مجھے تیرے بارے میں پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے۔

پھر وہ مومن نوجوان کہے گا: اے لوگو! میرے بعد اب یہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

دجال اسے ذبح کرنے کے لیے پھر پکڑ لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن سے لے کر ہنسی کی ہڈی تک کو پیتل کا بنا دے گا جس وجہ سے دجال اسے قتل نہ کر سکے گا۔ بالآخر اسے اس کے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی آگ میں پھینک دے گا۔ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ اسے آگ میں پھینکا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ اسے توجنت میں پھینکا گیا ہوگا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یہ نوجوان اللہ رب العالمین کے نزدیک عظیم ترین شہید ہوگا۔¹

¹ صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2938.

فائدہ

یہ حدیث علم شرعی حاصل کرنے کی اہمیت کی دلیل ہے۔ اگر اس مومن نو جوان کے پاس دجال کی صفات کے بارے میں پہلے سے علم موجود نہ ہوتا تو یہ دجال کو کبھی نہ پہچان سکتا، لہذا ہر وہ شخص جو باطل کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو علم شریعت سے مسلح کرے۔

اس نو جوان کو یقین ہوگا کہ یہ دجال ہے اور وہ اس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہیں کر سکے گا، اس لیے کہ یہ نو جوان علم نبوت سے فیض یافتہ ہوگا اور اسے علم ہوگا کہ حدیث میں جس نو جوان کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے بذات خود وہی نو جوان مراد ہے۔

دجال سے لڑائی کے لیے اہل ایمان تیاری کریں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَبَيْنَمَا هُمْ يُعَدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ؛ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ
فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.....»

”جب (مسلمان) جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور صفیں مرتب کر لیں گے تو نماز کی اقامت ہوگی اور اسی وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے.....“¹

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خروج دجال کے

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2897.

بارے میں اور امام مہدی کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے خلاف جہاد کی تیاری کے سلسلے میں ارشاد فرمایا:

”دجال مدینہ کے قریب آ کر اس کے بیرونی علاقے پر قابض ہو جائے گا اور مدینہ والوں کو باہر نکلنے سے روک دے گا، پھر وہ بیت المقدس میں جبل ایلیاء کے پاس آئے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا۔ مسلمان اس کے باعث شدید مشکلات کا سامنا کریں گے۔ بالآخر مسلمانوں کے امراء کہیں گے: تم لوگ کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ اٹھو اور اس شیطان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے رب سے جا ملو، یا پھر تمہیں فتح نصیب ہو جائے گی۔ وہ دجال سے لڑائی کے بارے میں مشورہ کریں گے، جیسے ہی صبح ہوگی، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں گے۔¹

دجال کا سامنا کرتے وقت مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت ابو امامہ بابلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”..... اس کی آنکھوں کے درمیان ”ک، ف، ر“ لکھا ہوا ہوگا، ہر مومن اسے آسانی سے پڑھ لے گا۔ تم میں سے جو کوئی اسے پائے اسے چاہیے کہ اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔ اسے ایک (مومن) آدمی پر تسلط دیا جائے گا جسے وہ قتل کر کے

¹ المستدرک للحاکم: 529/4، وصححه، وقال الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم.

پھر زندہ کر دے گا۔“¹

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمہارے دنیا سے جانے کے بعد گمراہ کن دجال ظاہر ہوگا۔ اس کے سر کے بال سخت کھر درے اور موٹے ہوں گے۔ وہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے یہ سن کر کہا: بلکہ اللہ ہمارا رب ہے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، اسی کی طرف ہم نے رجوع کیا اور تجھ سے بچنے کے لیے ہم اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ مانگتے ہیں تو ایسے شخص پر دجال کو کوئی غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا۔“²

بلادِ شام میں دجال کی ہلاکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ، حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ

أَحَدٍ، ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، وَهَنَالِكَ يَهْلِكُ»

”مسیح دجال مشرق کی جانب سے آئے گا۔ اس کا ارادہ مدینہ میں داخل

ہونے کا ہوگا مگر وہ جبلِ احد کے پیچھے ہی ڈیرا لگالے گا، پھر فرشتے اس کا

رخ شام کی طرف پھیر دیں گے۔ وہاں ہی وہ ہلاک کر دیا جائے گا۔“³

1 المستدرک للحاکم : 4/580، وقال: صحیح علی شرط مسلم . 2 مسند أحمد:

410/5، بإسناد حسن . 3 صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1380.

دجال کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قتل کریں گے

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بِبَابِ لُدٍّ»¹

2 «عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو ”باب لد“ میں قتل کریں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے، جب صفیں درست کر لیں گے تو نماز



کا وقت ہو جائے گا۔ عین اسی

وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

نزول فرمائیں گے۔“

ایک دوسری روایت میں

ہے:

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

مشرقی دمشق میں سفید مینار کے قریب دو رنگ دار کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے پروں پر اپنی ہتھیلیاں رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے۔ وہ جب سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر مبارک کو اوپر اٹھائیں گے تو اس سے پانی کے چمکدار قطرے موتیوں کی طرح جھڑیں گے۔ جیسے ہی کوئی کافر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو پائے گا اسی وقت مر جائے گا۔ ان کے سانس کی خوشبو

1 ”باب لد“ فلسطین کے نواح میں واقع بیت المقدس کی ایک بستی ہے۔

2 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2244، وقال: حدیث حسن صحیح

حد نگاہ تک جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی حد نگاہ تک جو کوئی بھی کافر ہوگا زندہ نہ رہ سکے گا۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمان نماز کی تیاری کر چکے ہوں گے، ان کے قائد و امام مہدی ہوں گے۔ امام مہدی نماز کی امامت کے لیے مصلے پر کھڑے ہی ہوں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ امام مہدی فوراً اٹے پاؤں پیچھے آجائیں گے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی سے افضل ہیں اس لیے امام مہدی چاہیں گے کہ افضل شخصیت نماز میں امامت کرائے) لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ مہدی کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ کر فرمائیں گے: آپ آگے بڑھ کر امامت کرائیے، یہ اقامت آپ ہی کے لیے کہی گئی ہے۔ (یہ اس

امت کے لیے اللہ کی طرف سے ایک خاص اعزاز ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا جلیل القدر پیغمبر اس امت کے ایک فرد کی امامت میں نماز ادا کرے گا۔) امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور جب وہ نماز سے فارغ ہو جائیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: دروازہ کھولو۔ جب دروازہ کھولا جائے گا تو اس کے پیچھے دجال اپنے ستر ہزار یہودی ساتھیوں کے ہمراہ موجود ہوگا۔ ہر ایک کے پاس منقش تلوار اور سر پر تاج ہوگا۔

دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھے گا تو اس طرح کچھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح کہ پانی میں نمک۔ وہ فوراً

ہی بھاگ کھڑا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے باب لد (یہ فلسطین میں ایک معروف مقام ہے جہاں آج کل یہودیوں نے فوجی اڈا بنایا ہوا ہے) کے قریب جا پکڑیں گے۔ دجال خبیث نمک کی طرح پگھلنے لگے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پکڑ لیں گے اور نیزے سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو دجال کا خون نیزے پر لگا ہوا دکھائیں گے۔



پھر اللہ تعالیٰ یہود کو شکست اور ذلت سے دوچار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ہر اس چیز کو قوت گویائی عطا فرمائے گا جس کے پیچھے یہودی چھپیں گے سوائے غرقد کے۔

غرقد کا درخت۔

¹ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دجال مدینہ کے قریب آئے گا اور اس کے بیرونی علاقے پر قابض ہو جائے گا مگر اسے مدینہ کے اندر داخل ہونے سے روک دیا جائے گا، پھر وہ بیت المقدس میں جبل ایلیاء کے پاس آئے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا۔ مسلمان اس کے باعث شدید مشکلات سے دوچار ہوں گے۔ بالآخر مسلمانوں کے امراء کہیں گے: تم لوگ کس بات

¹ سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4077 باسناد حسن۔

کے انتظار میں ہو؟ اٹھو اور اس شیطان کا مقابلہ کرتے ہوئے یا تو اللہ سے جا ملو، یا پھر تمہیں فتح نصیب ہو جائے گی۔ وہ دجال سے لڑائی کے بارے میں مشورہ کریں گے پر جیسے ہی صبح ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں گے۔ جب وہ رکوع سے اپنا سر اٹھائیں گے تو کہیں گے: اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ اللہ نے مسیح دجال کو ہلاک کر دیا اور مسلمان غالب آگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا جائیں گے۔ یہاں تک کہ درخت، پتھر اور مٹی بول بول کر کہیں گے: اے مومن! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے آؤ اور اسے قتل کر دو۔¹

اور ایک روایت میں ہے: ”حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے باب لدّہ پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔“²

پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ نے دجال سے بچا لیا ہوگا۔ وہ ان کے چہروں کو پونچھیں گے اور انہیں جنت میں ان کے درجات کے بارے میں بتائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائیں گے کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندے پیدا فرمائے ہیں جن کا مقابلہ کرنے کی ہمت کسی میں نہیں ہے، اس لیے تم میرے بندوں (اپنے ساتھیوں) کو لے کر کوہ طور پر چلے جاؤ۔

1 المستدرک للحاکم: 529/4 و صححه . 2 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة،

یعنی اس وقت اللہ تعالیٰ یا جوج و ماجوج کو بھیجے گا۔ ان کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔¹

دجال کے مقابلے میں سب سے زیادہ سخت لوگ

بنو تمیم کا شجرہ

زید مناذہ	عمرو	عمرو
مالک	انبار	الحارث ابہا
حظفہ	جندب	سعد
مالک	عدی	نیار
ابوسعود	جبرہ	عمرو
ربیعہ	منذر	جلدہ
شہاب	عبداللہ	سیف
زبیر	خا	اوس
شذاد	عمرو	عمرو
نہشل	حارث	زید
سنانی	جندب	حسین
عتبہ	عدی	مہاد
مسعود	عبادہ	ناصر الوہب
موسیٰ	سلعہ	رحمہ ابوہریرہ
قاسم	مخزب	
دہاب	مہاد	
علاوی		
محمد		

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنو تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں، میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”وہ میری امت میں دجال کے خلاف سب سے زیادہ سخت ہیں۔“
ان کی طرف سے صدقے کا مال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔“ بنو تمیم کی ایک لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو کہ یہ اولادِ اسماعیل میں

¹ دیکھیے: علامات کبریٰ میں علامت نمبر: 4۔

سے ہے۔“¹

حضرت عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو تمیم کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے کہا: یہ بنو تمیم تو اس کام سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے مزینہ کے لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: بنو تمیم پیچھے نہیں رہے، یہ انھی میں سے ہیں۔ ایک شخص نے کہا: بنو تمیم اپنے صدقات میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اتنے میں بنو تمیم کے سرخ اور سیاہ اونٹ آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔

ایک شخص نے اللہ کے نبی ﷺ کی موجودگی میں بنو تمیم کے بارے میں کوئی نامناسب بات کہی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُلْ لِبَنِي تَمِيمٍ إِلَّا خَيْرًا؛ فَإِنَّهُمْ أَطْوَلُ النَّاسِ رِمَاحًا عَلَى الدَّجَالِ»

”بنو تمیم کے بارے میں اچھی بات ہی کہو، دجال کے مقابلے میں ان کے نیزے سب سے لمبے ہوں گے۔“²

خروجِ دجال کا انکار کرنے والے

زمانہ قدیم میں خروجِ دجال کا انکار کرنے والے بعض گمراہ فرقوں (معتزلہ اور

1 صحیح البخاری، العتق، حدیث: 2543، و صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث:

2525. 2 مسند أحمد: 4/168، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: رجاله رجال الصحيح.

جہمیہ) کے ساتھ ساتھ جدید لوگوں میں سے دجال کا انکار کرنے والے حسب ذیل ہیں:

1 شیخ محمد عبدہ

یہ کہتے ہیں: ”دجال کی حقیقت کچھ نہیں یہ صرف خرافات، دجل و فریب اور شعبدہ بازی ہے۔“²

3 محمد فہیم ابو عبیدہ

انہوں نے کتاب الملاحم: (1/118, 119) میں احادیث دجال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے: ”اس سے مراد فساد اور شرک کا پھیلاؤ ہے۔“
بعض نے یہ کہا: دجال ظاہر تو ہوگا مگر اس کے ہمراہ فتنے اور جنت و دوزخ وغیرہ نہیں ہوں گے۔ انہی لوگوں میں علامہ محمد رشید رضا⁴ بھی شامل ہیں۔ یہ صاحب علم و فضل ہیں مگر اس مسئلے میں غلطی کھا گئے ہیں۔ علامات قیامت میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرنا بہت سخت غلطی ہے۔

- 1 ان کا نام محمد عبدہ بن حسن خیر اللہ آل ترکمانی ہے۔ یہ اپنے عہد میں مصر کے مفتی اعظم تھے۔ ان کی وفات 1905ء میں ”اسکندریہ“ میں ہوئی اور ”قاہرہ“ میں دفن کیے گئے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: الأعلام للزکری: 252/6۔ 2 ان کا یہ قول صاحب تفسیر المنار نے (3/317) پر نقل کیا ہے۔ 3 یہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب النہایۃ فی الفتن والملاحم کے محقق ہیں۔ 4 ان کا نام و نسب اس طرح ہے: محمد رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد بہاء الدین بن منلا علی خلیفہ قلمونی بغدادی الحسینی۔ یہ شام کے شہر ”طرابلس“ کے نواحی علاقے ”قلمون“ میں پیدا ہوئے 44

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد

فرمایا:

”خبردار! تمہارے بعد کچھ ایسے لوگ آنے والے ہیں جو رجم، دجال،

شفاعت اور عذاب قبر کا انکار کریں گے۔ وہ اس بات کا بھی انکار کریں

گے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرما دے گا

جبکہ وہ جل کر کونکہ ہو چکے ہوں گے۔“¹

”رجم کا انکار کریں گے“ یعنی شادی شدہ زانی اور زانیہ کو پتھروں سے سنگسار

کرنے کے شرعی حکم کا انکار کریں گے۔

”اور لوگوں کے جہنم سے نکال لیے جانے کا انکار کریں گے“ یعنی ان موحدین

کے حق میں شفاعت کا انکار کریں گے جنہیں اللہ تعالیٰ مناسب سزا دے کر جہنم سے

نکال لے گا۔

◀ اور وہیں پلے بڑھے۔ ابتدائی تعلیم ”قلمون“ اور ”طرابلس“ میں حاصل کی، پھر 1315ھ میں مصر

کی طرف سفر اختیار کیا اور شیخ محمد عبدہ کے ساتھ منسلک ہوئے اور ان کی شاگردی اختیار کی۔ ایک بار

گاڑی میں ”سولیس“ سے ”قاہرہ“ آرہے تھے کہ دوران سفر گاڑی ہی میں انتقال کر گئے۔ ان کی

مشہور ترین علمی خدمات میں سے ”مجلد المنار“ ہے جس کی (34) جلدیں شائع ہوئیں۔ اس کے

علاوہ بارہ جلدوں میں قرآن کریم کی ”تفسیر المنار“ بھی ہے جسے وہ مکمل نہ کر سکے۔ مزید تفصیل کے

لیے دیکھیے: الأعلام للزركلي: 126/6۔ مسج دجال کے بارے میں ان کا کلام تفسیر المنار: (490/9)

میں موجود ہے۔¹ مسند أحمد: 23/1۔

دجال کے متعلق آخری پانچ مسائل

① حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ؟
قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: الشَّرْكَ الْخَفِيُّ؛ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي
فَيَزِينُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ»

”کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تمہارے بارے میں
دجال سے بھی زیادہ خوف ہے! وہ شرکِ خفی ہے، یعنی آدمی نماز کے لیے
کھڑا ہو اور کوئی شخص اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہو تو وہ اسے
دکھانے کے لیے اپنی نماز کو خوبصورت طریقے سے ادا کرنا شروع کر
دے۔“¹

ریا کاری ایک بہت خطرناک چیز ہے۔ ریا کاری یہ ہے کہ آدمی کوئی نیک عمل
اس ارادے سے کرے کہ لوگ اس نیک عمل کے باعث اس کی تعریف و توصیف
کریں۔ یہ شرکِ خفی ہے اور اعمال کو برباد کر دینے والی چیز ہے۔ قیامت کے دن
ریا کاروں سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہیں دکھانے کے لیے تم دنیا
میں اعمال کیا کرتے تھے، دیکھو کیا ان کے پاس تمہارے لیے کوئی جزا ہے؟²

1 مسند أحمد: 30/3، وسنن ابن ماجہ، الزهد، حدیث: 4204، وحسنہ الألبانی فی
صحیح الترغیب والترہیب، حدیث: 27. 2 مسند أحمد: 428/5، ومجمع الزوائد،
للہیثمی: 290/1، وقال: رجالہ رجال الصحیح.

② حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفُ عَلَى أُمَّتِي مِنَ الدَّجَالِ الْأَيْمَةُ الْمُضِلُّونَ»

”دجال کے فتنے سے بڑھ کر مجھے اپنی امت پر جس چیز کا خوف ہے وہ

گمراہ کن پیشوا ہیں۔“¹

گمراہی پھیلانے والے ائمہ اور قائدین امت کے لیے ایک عظیم خطرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب معاشرے کے بڑے اور مؤثر لوگ ہی گمراہ ہوں گے تو ان کے ماتحت لوگ بھی یقیناً گمراہی میں مبتلا ہوں گے۔ گمراہ کن قائدین کبھی تو دنیوی امور سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں، جیسے: بادشاہ، امراء اور وزراء اور کبھی ان کا تعلق دینی امور سے ہوتا ہے، جیسے: علماء، واعظین اور دین کی دعوت کا کام کرنے والے لوگ۔ جب لوگوں پر گمراہ قائدین مسلط ہو جائیں تو وہ سب تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

③ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى

الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى

يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ»

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی

خاطر مخالفین سے لڑتا رہے گا اور ان پر



1 مسند أحمد: 145/5، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 624/4، حديث: 1989.

غالب رہے گا، یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال سے لڑائی کرے گا۔“¹


اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں جہاد کی تحریک ایک مسلسل تحریک ہے۔ اس کے ابتدائی اور آخری لوگ آپس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جہاد کبھی منقطع نہیں ہوگا حتیٰ کہ امت کا آخری فرد دجال سے قتال کرے گا۔
 ④ فتنوں میں ثابت قدم رہنا شریعت کا ایک بنیادی اصول ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فتنہ دجال کا ذکر کیا تو فرمایا:

«يَا عِبَادَ اللَّهِ! فَانْبِتُوا»

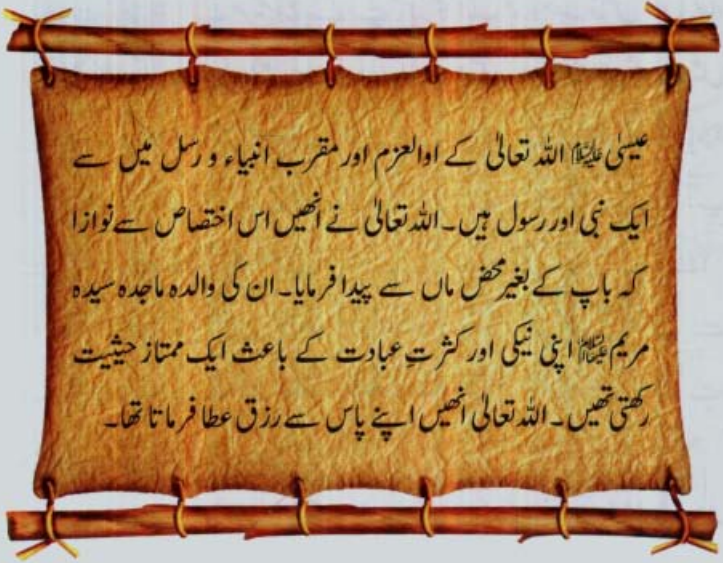
”اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔“²

یہ بھی خیال رہے کہ فتنوں والی ان احادیث سے ہم ناامیدی اور عدم اعتماد کا شکار نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں ایمان اور ثابت قدمی میں اضافے کے متمنی رہنا چاہیے۔
 ⑤ حدیث دجال سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آخری زمانے میں جنگ سفید ہتھیاروں سے ہوگی۔ سفید ہتھیاروں سے تلواریں، تیر اور گھوڑے مراد ہیں۔³

1 مسند أحمد: 437/4، وسنن أبي داود، الجهاد، حدیث: 2484، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي . 2 صحيح مسلم، الفتن، وأشراط الساعة، حدیث: 2937 . 3 اس کی تفصیل علامت نمبر (109) میں گزر چکی ہے۔



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول



ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يَمْرِئُ
 آتِي لَكَ هَذَا ۗ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ
 بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾

”زکریا جب بھی محراب (عبادت خانے) میں داخل ہوتے تو اس کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے، وہ کہتے: اے مریم! تیرے پاس یہ کہاں سے آئیں؟ وہ کہتی: یہ اللہ کی طرف سے (آئی) ہیں، بے شک اللہ جسے چاہے، بے حساب رزق دیتا ہے۔“¹

¹ آل عمران: 37.

حضرت زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے لیے مسجد کا ایک عمدہ حصہ خاص کر دیا تھا، جہاں مریم علیہا السلام کے سوا کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ مریم علیہا السلام اس حجرے میں دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتیں۔ جب کبھی اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام اس عبادت والی جگہ میں جاتے تو مریم کے پاس بے موسے پھل پاتے۔ آپ پوچھتے: ﴿أَتَىٰ لَكَ هَذَا﴾ ”اے مریم! یہ بے موسے پھل کہاں سے آگئے؟“ سیدہ مریم جواب میں کہتیں: ﴿هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾ ”یہ اللہ کی طرف سے ہے۔“ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ”اللہ جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔“

ایک بار ایسا ہوا کہ فرشتوں نے آکر سیدہ مریم علیہا السلام کو ایک خوش خبری سنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَكَةُ يَمْرَيْمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۝ يَمْرَيْمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝﴾

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔ اے مریم! تو اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدے کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔“¹

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو اس بات کی خوش خبری



ذکر یا طہارہ کی محراب جو کہ مسجد اقصیٰ کی مشہور آتش زنی میں تباہ ہو گئی تھی۔ اور بعد میں دوبارہ تعمیر ہوئی۔ یہ بات یقینی نہیں کہ یہی وہ جاہ ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے

دی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس زمانے کی تمام خواتین میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا ہے اور اسے چن لیا ہے کہ اس کے ہاں بن خاوند کے ایک بیٹا پیدا ہوگا جو نبی ہوگا اور یہ خوش خبری بھی دے دی:

﴿وَيَكَلِّمُهُ النَّاسُ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾

”اور وہ ماں کی گود میں اور پختہ عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں) گفتگو کرے گا۔“¹

یعنی وہ اپنے بچپن میں لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک

کی عبادت کی طرف دعوت دے گا۔ اسی طرح وہ بڑی عمر میں بھی انھیں عبادت الہی کی طرف بلائے گا۔ سیدہ مریم علیہا السلام کو کثرت سے عبادت، اطاعت اور کثرتِ سجود کا حکم دیا گیا تاکہ وہ اس عزت افزائی کی مستحق بن جائیں اور اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کریں۔ اللہ ان سے راضی ہو، ان پر رحم فرمائے اور ان کے والدین پر بھی رحم فرمائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«حَسْبُكَ مِنْ نَسَاءِ الْعَالَمِينَ بِأَرْبَعٍ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ»

”دنیا بھر کی عورتوں میں چار عورتیں افضل ترین ہیں: مریم بنت عمران،

1 آل عمران 46:3.

آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا۔¹

مریم علیہا السلام کا اللہ کے حکم سے حاملہ ہونا

جب فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو خوش خبری دی کہ اللہ نے اسے منتخب کر لیا ہے اور وہ اسے ایک ایسا بیٹا عطا فرمانے والا ہے جو عزت والا، پاکیزہ، معزز و محترم نبی ہوگا، نیز اس کی معجزات کے ساتھ مدد اور تائید بھی کی جائے گی۔ یہ سن کر مریم بہت متعجب ہوئیں کہ بغیر باپ کے بچہ کس طرح پیدا ہوگا! ان کا کوئی شوہر ہی نہیں تو بچہ کیسے ہوگا! فرشتوں نے انھیں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو فقط یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

مریم علیہا السلام نے اس پر سر تسلیم خم کر دیا، اللہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور اس کے حکم کے سامنے سپر انداز ہو گئیں۔ انھیں اندازہ ہو گیا کہ اس کام میں وہ ایک بڑی کڑی آزمائش سے دو چار ہونے والی ہیں۔ لوگ ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کریں گے کیونکہ وہ حقیقت سے بے خبر ہوں گے اور بلا سوچے سمجھے ان کی نظر صرف ظاہری حالات ہی پر ہوگی۔ مریم علیہا السلام مسجد اور اپنی عبادت گاہ سے صرف اپنے ماہواری کے ایام میں باہر نکلتیں یا پھر اس وقت جب انھیں مسجد سے باہر پانی لینے یا غذا کے حصول جیسی کوئی ضرورت لاحق ہوتی۔

ایک روز وہ ایسی ہی کسی ضرورت کے تحت مسجد سے نکلیں، اللہ تعالیٰ نے بیان

1 جامع الترمذی، المناقب، حدیث: 3878، وسلسلة الأحادیث الصحیحة: 13/4،

فرمایا ہے کہ ﴿إِذِ انْتَبَهَتْ﴾ یعنی جب مسجد اقصیٰ کی مشرقی جانب وہ اکیلی رہ گئیں۔
 عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جبریل امین عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو بھیجا ﴿فَتَشَلَّ
 لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ ”وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔“ جیسے ہی
 مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ کی نگاہ اس پر پڑی تو بے اختیار بول اٹھیں: ﴿إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ
 إِنَّ كُنْتُ نَفِيًّا﴾ ”میں تیرے شر سے رحمن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ
 سے ڈرنے والا ہے۔“ یعنی اگر تم اللہ کا خوف رکھنے والے متقی انسان ہو تو میں نے
 جو تمہارے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی ہے، اس کا لحاظ کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔
 فرشتے نے مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا
 زَكِيًّا﴾ ”میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں تاکہ میں تمہیں ایک پاک باز لڑکا عطا
 کروں۔“ یعنی ڈرو نہیں، میں کوئی بشر نہیں ہوں بلکہ اللہ کا فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ نے
 تمہاری طرف بھیجا ہے تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔ ﴿قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ
 لِي غُلَامٌ﴾ ”کہنے لگیں: بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ یعنی بچے کی پیدائش
 کے جو ظاہری اسباب ہوتے ہیں وہ میرے ہاں مفقود ہیں۔ ﴿وَلَمْ يَمَسَّ يَنِيَّ
 بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا﴾ ”مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار
 ہوں۔“ یعنی نہ میں شادی شدہ ہوں، نہ ہی میں کسی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔
 ﴿قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئًا﴾ ”اس نے کہا: بات تو یہی ہے لیکن تیرے
 پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ مجھ پر بہت آسان ہے۔“ یعنی فرشتے نے اس کے تعجب کو
 دور کرنے کے لیے کہا: یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ تم سے ایک بیٹا پیدا کرے گا۔

﴿هُوَ عَلَىٰ هَيْئٍ﴾ یعنی یہ کام اس کے لیے بہت آسان اور معمولی ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَلَنَجْعَلَنَّ آيَةً لِّلنَّاسِ﴾ ”اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں۔“ یعنی ہم اس بچے کی پیدائش کو انواع و اقسام کی مخلوق پیدا کرنے کی اپنی قدرت پر ایک دلیل بنا دیں گے۔ اللہ عزوجل نے:

- * آدم ﷺ کو مرد و عورت کے بغیر پیدا کر دیا۔
- * حوا ﷺ کو عورت کے بغیر صرف مرد سے پیدا کیا۔
- * عیسیٰ ﷺ کو عورت سے بلا مرد کے پیدا کر دیا۔
- * باقی سب انسانوں کو مرد اور عورت دونوں سے پیدا کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا﴾

”اور (مثال بیان فرمائی) مریم بنت عمران کی جس نے اپنی ناموس کی حفاظت کی، پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی۔“¹

یعنی جبریل امین علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک مار دی جس سے وہ فوراً حاملہ ہو گئیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا﴾

”تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔“

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَدَّتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا﴾

”تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اسے لے کر ایک دور جگہ چلی گئیں۔“¹

یہ اس لیے کہ سیدہ مریم علیہا السلام جب حاملہ ہو گئیں تو سخت پریشان ہوئیں۔ انھیں علم تھا کہ لوگ ان کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولیں گے۔ جب ان پر حمل کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو وہ لوگوں سے چھپ گئیں اور ان سے کنارہ کش ہو کر ایک دور دراز جگہ جا کر ٹھہر گئیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِثُّ قَبَلِ هَذَا
وَكَنتُ نَسِيًّا مَنَسِيًّا﴾

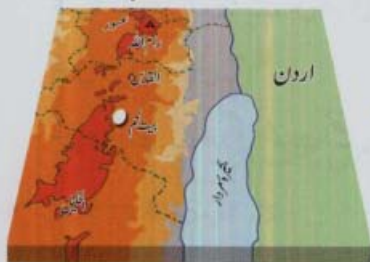
”پھر دردِ زہ اسے ایک کھجور کے تنے کے پاس لے آیا اور وہ کہنے لگی:
کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور (لوگوں کی یاد سے بھی)
بھولی بسر ہو جاتی۔“²

یعنی ولادت کے درد کی شدت انھیں بیت اللحم میں کھجور کے ایک درخت کے

1 مریم 22:19. 2 مریم 23:19.



پاس لے آئی۔ اس وقت مریم علیہا السلام نے مذکورہ الفاظ کہے، اس لیے کہ انھیں معلوم تھا کہ لوگ ان کی بات کو سچ نہیں مانیں گے اور انھیں جھٹلائیں گے بلکہ جب وہ ان کے ہاتھوں میں نومولود کو دیکھیں گے تو اس پر بد کرداری کا الزام عائد کریں گے، حالانکہ وہ ان کے نزدیک مسجد میں رہنے والی ایک زاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں اور ان کا تعلق نبوت اور دیانت والے خاندان سے تھا، اس وجہ سے انھیں اس قدر غم ہوا کہ وہ تمنا کرنے لگیں کہ اے کاش! وہ اس حال میں پہنچنے سے قبل ہی مرچکی ہوتیں یا پھر پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں۔ ﴿فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا﴾ ”تو اسے نیچے ہی سے آواز



دی۔“ یعنی فرشتے نے نیچے سے آواز دی:

﴿أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

سَرِيًّا﴾ ”آزردہ خاطر نہ ہو، تیرے

رب نے تیرے نیچے سے چشمہ جاری

کر دیا ہے۔“ یعنی اللہ نے تمہارے نیچے نہر جاری کر دی ہے جو رواں دواں ہے۔
 ﴿ وَهَزَيْتِ الْبَيْتَ بِجِدْعِ النَّخْلَةِ تُسَلِّطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِي وَاشْرَبِي
 وَقَرِي عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقَوْلِي اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَكُنْ
 اَكْلِمَ الْيَوْمِ اَنْسِيًّا ۙ﴾ ”اور تو کھجور کا تنا اپنی طرف ہلا، وہ تجھ پر تازہ کچی ہوئی کھجوریں
 گرائے گا، چنانچہ تو کھا اور پی اور (اپنی) آنکھیں ٹھنڈی کر، پھر اگر تو انسانوں میں
 سے کسی کو دیکھے تو اس سے کہہ دینا: بے شک میں نے رحمن کے لیے (چپ کے)
 روزے کی نذر مانی ہے، لہذا آج میں کسی انسان سے ہرگز کلام نہیں کروں گی۔“

یعنی کھاؤ، پیو، پھر اپنے بچے کو اٹھاؤ اور قوم کے پاس چلی جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی
 شخص نظر آئے تو اسے اشارے کے ساتھ کہنا: ”میں نے آج اللہ کی خاطر روزہ رکھا ہوا
 ہے، لہذا میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔“ ﴿ فَاتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحٰصِلًا ۙ
 قَالُوۡا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يٰاٰخَتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ اَبُوۡكَ اَمْرًا سُوۡءًا وَّمَا
 كَانَتْ اُمَّكَ اَبْحٰیًّا ۝﴾ ”اب وہ اسے (عیسیٰ کو) لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس
 آئیں۔ سب کہنے لگے: مریم! تو نے بڑی بری حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ
 تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔“¹

(الفریة) کے معنی ہیں: کوئی بہت ہی برا اور ناگوار کام۔

عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں باتیں کرتے ہیں

جب حضرت مریم علیہا السلام بہت آزرده خاطر ہوئیں اور ان کے بارے میں قوم کی باتیں بہت شدت اختیار کر گئیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ﴾ ”مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔“ یعنی مجھ سے سوال نہ کرو بلکہ اسی بچے سے پوچھ لو۔ تو وہ کہنے لگے: ﴿كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْهَيْدِ صَبِيًّا﴾ ”لو بھلا ہم گود کے بچے سے کیسے باتیں کریں؟“ یعنی تم جواب کو اس بچے کے سپرد کر رہی ہو جو ابھی گود میں دودھ پیتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو قوتِ گویائی عطا فرمائی:

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَيْنِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ وَبَرًّا بِوَالِدَاتِي وَكَلِمَةً يَجْعَلُنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۖ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۖ﴾

”وہ (بچہ) بول اٹھا: بلاشبہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے بابرکت بنایا جہاں بھی میں ہوں اور جب تک میں زندہ رہوں، مجھے نماز اور زکاۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی والدہ سے نیکی کرنے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے سرکش (اور) بدبخت نہیں بنایا۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ (کر کے) اٹھایا جاؤں گا۔“¹

سب سے پہلی بات جو عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکلی وہ یہ تھی: ﴿إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ﴾
 ”میں اللہ کا بندہ ہوں۔“ اور یہ نہیں کہا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
 اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ ہی کسی کو
 بیٹا بنایا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور ہر ایک جان کی
 رہنمائی فرمائی۔

یہی عیسیٰ علیہ السلام کی اصل حقیقت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ
 أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَاكِلٍ ۖ سُبْحٰنَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
 فَيَكُونُ ۝﴾

”یہ ہے عیسیٰ ابن مریم، (یہی ہے) وہ حق کی بات جس میں وہ لوگ
 شک کرتے ہیں۔ اللہ کے لائق ہی نہیں کہ وہ کوئی بھی اولاد بنائے، وہ
 پاک ہے، جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کے لیے بس یہی کہتا
 ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۔“¹

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ
 كُنْ فَيَكُونُ ۝﴾

”بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے، اللہ نے اسے
 مٹی سے پیدا کیا، پھر اس سے کہا کہ ہو جا، تو وہ ہو گیا۔“²

1 مریم 19: 34, 35. 2 آل عمران 3: 59.

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا انعام کیا اور ارشاد فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْقُوبَ ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَاذْ عَلِمْتُكَ اذْ اَيْدِيكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۗ وَاذْ عَلِمْتُكَ اَلْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْانْجِيلَ ۗ وَاذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الظُّمْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۗ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَاَلْبَرَصَ بِإِذْنِي ۗ وَاذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۗ وَاذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ اذْ جَلَّتْهُمْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيْنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرِسُوْلِيْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاَشْهَدُ بِاَنَّنا مُسْلِمُوْنَ ۝﴾

”جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! تو خود پر اور اپنی ماں پر میری نعمت یاد کر، جب میں نے تجھے روح القدس (جبریل) کے ساتھ قوت دی، تو (ماں کی) گود میں اور پختہ عمر میں لوگوں سے کلام کرتا تھا اور جب میں نے تجھے کتاب و حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جب تو میرے حکم سے گارے سے پرندے کی سی صورت بناتا تھا، پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو پیدائشی اندھے کو اور پھلہبری والے کو میرے حکم سے تندرست کرتا تھا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے (زندہ کر کے) نکال کھڑا کرتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس واضح نشانیاں لایا تھا۔ تب ان لوگوں میں سے جنھوں نے کفر کیا، انھوں نے کہا تھا: یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں اور جب میں نے حواریوں کو الہام کیا کہ تم مجھ

پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔“¹

عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بشارت دی۔ ارشاد الہی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾

”اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بے شک میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس (کتاب) تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے، تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو وہ میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا، پھر جب وہ (رسول) ان کے

1 المآئدة 5: 111,110.





پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا تو وہ بولے: یہ تو کھلا جادو ہے۔“¹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیائے بنی اسرائیل میں سے آخری نبی ہیں۔ تمام انبیاء نے اپنی اپنی قوم پر اتمامِ حجت کے لیے اور اللہ کی طرف سے انعام کے طور پر انھیں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی بشارت سنائی، آپ کا نام اور صفات اپنی قوم کو بتائیں تاکہ وہ جب بھی آپ کو دیکھیں تو پہچان سکیں، فوری ایمان لائیں اور آپ کی فرماں برداری کر سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۗ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَدَّرُوا وَنَصَرُوا
وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾

” (یعنی) وہ لوگ جو اس رسولِ امی نبی (محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں، وہ انھیں اچھے کاموں کا حکم دیتا اور انھیں برے کاموں سے روکتا ہے اور وہ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر گراں تھے، چنانچہ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کی تعظیم کی اور اس کی

مدد کی اور اس نور (ہدایت) کی پیروی کی جو اس پر نازل کیا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔“¹

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک روز عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ»
 ”میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔“²

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وَمَكْرُوهًا وَمَكْرَ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيهِينَ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَىٰ
 إِنِّي مُتَوَقِّئُكَ وَرَافِعُكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ
 اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

”اور انھوں نے مکر کیا تو اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے پورا لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور ان کافروں سے تجھے پاک کر دوں گا اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں کافروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔“³

1 الأعراف 7: 157. 2 مسند أحمد: 4/127. 3 آل عمران 3: 55, 54.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝﴾

”اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، حالانکہ انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا اور بے شک جنہوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا، وہ ضرور ان کے متعلق شک میں ہیں۔ ان لوگوں کے پاس ان کے بارے میں کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا زبردست، بہت حکمت والا ہے۔“¹

1 النساء 4: 157-159.





اللہ عزوجل نے ان آیاتِ کریمہ میں اس بات کی خبر دی ہے کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام پر نیند طاری کر کے انھیں اپنی طرف اٹھا لیا اور انھیں ان یہودیوں کی اذیت سے بچا لیا جنہوں نے اس زمانے کے ایک کافر بادشاہ کے پاس چغلی کرنے کی کوشش کی تھی۔ بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے اور انھیں سولی پر لٹکانے کا حکم جاری کر دیا، اس کے لیے انھیں بیت المقدس کے ایک گھر میں قید کر دیا گیا۔ جب وہ لوگ مذموم ارادے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مشابہت وہاں موجود لوگوں میں سے ایک کے چہرے پر ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو ایک روشن دان میں سے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔

سپاہی گھر میں داخل ہوئے تو انھوں نے اس نوجوان کو پایا جس پر عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی گئی تھی۔ انھوں نے اس نوجوان کو عیسیٰ سمجھ کر پکڑ لیا، اسے سولی پر چڑھا دیا اور اس کی توہین کرنے کے لیے کانٹوں کا ایک تاج اس کے سر پر رکھ دیا۔ یہودیوں کے اس دعوے کو عام عیسائیوں نے بھی تسلیم کر لیا، حالانکہ ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ اس غلط عقیدے

کے باعث عیسائی واضح گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی ہے کہ ﴿وَأَنَّ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ ”اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لے آئے گا۔“ یعنی آخری زمانے میں قیام قیامت سے پہلے جب وہ آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو وہ خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور کسی سے بھی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین قبول نہ کریں گے۔

مسح کی وجہ تسمیہ

”مسح“، فعیل کے وزن پر ہے۔ کبھی اس سے فاعل، یعنی مَاسِحُ ”ہاتھ پھیرنے والا“ اور کبھی مفعول، یعنی مَمْسُوحُ ”جس پر ہاتھ پھیرا جائے“ مراد ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مسح بمعنی ماسح ہیں اور انھیں اس لیے مسح کہا گیا کہ وہ جس کسی بیمار یا معذور کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے، وہ شفا یاب ہو جاتا تھا۔ ان کی وجہ تسمیہ میں یہی بات رائج ہے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وفات نہیں پائی بلکہ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا تھا۔ قرآن کریم کی اس موضوع سے متعلق آیات کے بارے میں بعض لوگوں کو شبہ ہو گیا ہے، مثلاً:

﴿وَمَكْرُوهًا وَمَكْرَ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَكْرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيٰعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَقِّئِكَ وَرَافِعَكَ اِلَىٰ وَاُفَعُّكَ مِنْ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلٌ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۗ﴾

”جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے پورا پورا لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور ان کافروں سے تجھے پاک کر دوں گا اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں کافروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔“¹

اس آیت کریمہ میں فرمان باری تعالیٰ: ﴿اِنِّىْ مُتَوَقِّئِكَ﴾ میں ”تو فی“ کا معنی موت نہیں بلکہ نیند ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

﴿اللّٰهُ يَتَوَقَّى الْاَنۡفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالنَّبِيَّ لَمَّا تَمَّتْ فِيْ مَنَامِهَا﴾

”اللہ ہی موت کے وقت جانیں قبض کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہوتی، اسے اس کی نیند میں (قبض کرتا ہے)۔“²

نیز ارشادِ الہی ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِى يَتَوَقَّكُمْ بِاللَّيْلِ﴾

”اور وہی ہے (اللہ) جو رات کو تمہیں سلاتا ہے۔“³

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿اِنِّىْ مُتَوَقِّئِكَ﴾ یعنی میں تجھے اپنی طرف لینے والا اور اپنے قبضے میں کرنے والا ہوں۔

1 آل عمران 3: 55. 2 الزمر 39: 42. 3 الانعام 6: 60.

عرب کہتے ہیں (تَوَفَّى فُلَانٌ دِينَهُ مِنْ فُلَانٍ) یعنی جب کوئی اپنا دیا ہوا قرض پورا لے لے اور اس کو اپنے قبضہ میں کر لے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں سے اپنا پورا قرض وصول کر لیا۔

اس لیے مذکورہ بالا دونوں معانی کو جمع کر لینے میں کوئی ہرج نہیں۔

② فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾

”اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ ان سب پر گواہ ہوں گے۔“¹

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جب آخری زمانے میں وہ دنیا میں نزول فرمائیں گے تو کوئی اہل کتاب ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں کریں گے۔ جو کافر بھی انھیں دیکھے گا، مرجائے گا۔²

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اہل کتاب کا ہر فرد اپنی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ اہل کتاب میں سے ہر شخص کو جب موت آئے گی تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

1 النساء: 4، 159: 2 اس پر مزید وضاحت اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

وہ بشر ہیں، الہ یا رب نہیں ہیں، چنانچہ وہ کتابی شخص اپنی موت سے قبل اس درست عقیدہ کا اقرار کرے گا مگر اس کا یہ ایمان اسے فائدہ نہیں دے سکے گا کیونکہ موت کی پہلی شروع ہونے کے بعد جو توبہ کی جائے، وہ قبول نہیں ہوتی۔

ایک سوال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور دیگر انبیاء کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ کیا سارے انبیاء زندہ نہیں ہیں؟ جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ»

”انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔“¹

جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمانوں میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی جسم اور روح کے ساتھ حقیقی زندگی ہے۔ لیکن دیگر انبیاء کی زندگی ایک خاص قسم کی برزخی زندگی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے، اس لیے وہ عالم برزخ اور قبر میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ وہ اللہ کے نزدیک جسم اور روح کی زندگی کے ساتھ آسمانوں میں موجود ہیں۔

جہاں تک دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا معاملہ ہے تو وہ سکراتِ موت کا سامنا کر

¹ فتح الباری شرح صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3447، أخرجه البيهقي في كتاب حياة الأنبياء في قبورهم وصححه.

چکے ہیں، ان کی روہیں جسموں سے جدا ہو چکی ہیں اور انہیں اپنی قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی حاصل ہے جس کا ہمیں شعور نہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دلائل

یہ بات قبل ازیں بیان کی جا چکی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودی قتل کرنے کے لیے آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ شرعی دلائل سے ثابت ہے کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور ان کا نزول علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے۔ ان کے قربِ قیامت نازل ہونے کے بارے میں بہت سے دلائل موجود ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

قرآن کریم سے دلائل

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُونُ ۝ وَقَالُوا
ءَالِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝
إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ
لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ
فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

”اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم اس (خوشی) سے چلا اٹھی۔ اور انہوں نے کہا: کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟ انہوں نے آپ سے یہ مثال محض جھگڑے کے لیے بیان

کی۔ بلکہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہیں۔ وہ (عیسیٰ) تو صرف ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنا دیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو زمین میں (تمہارے) جانشین ہوتے۔ اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہے، لہذا تم اس (قیامت کے آنے) میں شک نہ کرو اور تم میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔“¹

آیت کریمہ کے الفاظ: ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لَيْسَاءَهُ﴾ کے معنی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ اور ایک دوسری قراءت میں اس طرح سے ہے: ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لَيْسَاءَهُ﴾ عین اور لام پر زبر کے ساتھ، یعنی قیامت کی علامت اور نشانی ہیں۔ یہ قیامت کے قریب آنے اور اس کے قیام کے نزدیک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لَيْسَاءَهُ فَلَا تَمْتَرْنَ بِهَا﴾ ”وہ (عیسیٰ) قرب قیامت کی نشانی ہیں۔ تم اس میں شک نہ کرو۔“ ﴿وَاتَّبِعُونَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ ”اور میری اتباع کرو کہ یہی سیدھی راہ ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لَيْسَاءَهُ﴾ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا قیامت کی نشانی ہے۔²

1 الزخرف 43: 57-61. 2 مسند أحمد: 1/317، وصححه أحمد شاکر.

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کے معنی یہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا ایک نشانی ہوگی، اس سے لوگوں کو علم ہو جائے گا کہ قیامت اب بہت جلد آنے والی ہے، اس لیے کہ ان کا آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔“¹

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ زَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝﴾

”اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، حالانکہ انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا اور بے شک جنہوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا، وہ ضرور ان کے متعلق شک میں ہیں۔ ان لوگوں کے پاس ان کے بارے میں کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا زبردست، بہت حکمت والا ہے۔“²

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ﴾ اور ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ پر غور فرمائیں:

مفسرین کرام کی اکثریت کے بقول ”بہ“ اور ”موتہ“ میں دونوں جگہ ”ہ“ ضمیر

1 تفسیر الطبری، الزخرف 61:43، النساء 158،157:4

سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

ابو مالک رضی اللہ عنہما آیت کریمہ: ﴿وَأَنَّ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یہ اس وقت ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے، اس وقت اہل کتاب میں سے ہر شخص ان پر ایمان لے آئے گا۔“¹

علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اس طرح نہیں تھا۔ ان لوگوں کے لیے مشابہت پیدا کر دی گئی تھی۔ انھیں پتہ ہی نہ چل سکا اور انھوں نے ان سے ملتے جلتے شخص کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو اپنی طرف اٹھا لیا، وہ زندہ سلامت ہیں اور قیامت سے قبل نازل ہوں گے۔ اس پر وہ متواتر احادیث دلالت کرتی ہیں، جن کا ذکر ہم ان شاء اللہ ابھی کریں گے۔ مسیح علیہ السلام گمراہی کو ختم کر دیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، یعنی کسی بھی غیر مسلم سے جزیہ قبول کر کے اسے اسلام سے باہر رہنے کی اجازت نہیں دیں گے، وہ صرف اسلام یا تلوار ہی کو قبول فرمائیں گے۔ آیت کریمہ خبر دے رہی ہے کہ اس وقت تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور ان میں سے کوئی ایسا بھی نہ ہوگا جو ان کی تصدیق نہ کرے۔“²

1 تفسیر الطبری، النساء، 4: 161. 2 تفسیر ابن کثیر، النساء، 4: 159.

سنت سے دلائل

حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ بیٹھے قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا اور فرمایا کہ تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ: فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالذَّجَالَ وَالذَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ»

”بلاشبہ وہ اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو آپ نے ذکر کیا: دُھواں، دجال، خروجِ دابہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، خروجِ یاجوج و ماجوج اور تین جگہ زمین کے دھسنے کے واقعات: مشرق میں زمین کا دھنس جانا، مغرب میں زمین کا دھنس جانا، جزیرہ نمائے عرب میں زمین کا دھنس جانا۔ سب سے آخر میں جو علامت ظاہر ہوگی، وہ یمن (میں عدن) کی جانب سے نکلنے والی ایک آگ ہے جو لوگوں کو زمینِ محشر (شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2901.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریب ہے کہ تمہارے درمیان عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے، اس وقت مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ کوئی شخص اسے قبول ہی نہیں کرے گا۔ اس زمانے میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہوگا۔“¹

ایک دوسری روایت میں ہے:

«وَاللَّهِ! لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلْيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلْيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلْيَتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ، فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا، وَلْيَتَذَهَبَنَّ الشُّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلْيُدْعَوْنَ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ»

¹ صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3448، وصحیح مسلم، الإیمان، حدیث:

”اللہ کی قسم! عیسیٰ ابن مریم ﷺ عادل منصف بن کر ضرور نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے، نوجوان اونٹنیوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا، پر کوئی انھیں پکڑنا گوارا نہیں کرے گا۔ آپس کی دشمنی، باہمی بغض اور حسدنا پیدا ہو جائے گا۔ لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا مگر کوئی اسے لینے کو تیار نہ ہوگا۔“¹

حدیث کے معانی کا بیان

(یکسر الصلیب) صلیب معروف چیز ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ ﷺ کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا گیا تھا۔ یہ ان کا مذہبی شعار ہے۔ عیسیٰ ﷺ اس صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔

(یقتل الخنزیر) خنزیر ایک معروف جانور ہے۔² اسلام نے اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔

¹ صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 155. ² خنزیر ایک خبیث اور ست جانور ہے۔ یہ نباتاتی چیزیں، جانور، مردار اور گندگی کھاتا ہے، نیز اپنے بول و براز کے ساتھ ساتھ دیگر حیوانات کی گندگی بھی کھا جاتا ہے۔ عیسیٰ ﷺ کے خنزیر کو قتل کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو کسی حکمت کے بغیر پیدا کیا ہے۔ ہر ایک جانور کو اللہ نے محض اس لیے نہیں پیدا کیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کتوں، بھیڑیوں، چھروں اور کھیوں کو اس لیے نہیں پیدا کیا کہ ان کو کھایا جائے بلکہ ان کو پیدا کرنے میں خالق کی بہت سی دیگر حکمتیں ہیں۔ اسی طرح خنزیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی خاص حکمت کے تحت پیدا کیا ہے مگر تمام آسمانی مذاہب میں اس کا گوشت کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔

خنزیر کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ
لِغَيْرِ اللَّهِ ۗ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

”اللہ نے تو تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز حرام کی ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، پھر جو شخص ناچار کر دیا گیا جبکہ وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔“¹

نیز ارشادِ الہی ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا
أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۗ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

”اللہ نے تو بس تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو حرام کیا ہے، پھر جو شخص لاچار کر دیا جائے جبکہ نہ وہ باغی ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔“²

1 البقرة: 173. 2 النحل: 115:16.

خنزیر کے بارے میں یہودیت کی تعلیمات

تورات میں ہے: ”اور خنزیر بھی کیونکہ اس کا کھر دو حصوں میں منقسم تو ہوتا ہے لیکن وہ جگالی نہیں کرتا، چنانچہ وہ تمہارے لیے نجس (ناپاک) ہے۔ تم نہ تو اس کا گوشت کھاؤ اور نہ اس کے جسم کو ہاتھ لگاؤ۔“¹

نیز ”اور خنزیر بھی کیونکہ اس کے کھر دو حصوں میں منقسم تو ہوتے ہیں لیکن وہ جگالی نہیں کرتا، وہ تمہارے لیے پلید ہے۔ اس کا گوشت تم نہ کھاؤ اور ان کے جسموں کو بھی نہ چھوؤ، یہ تمہارے لیے ناپاک ہے۔“²

خنزیر کے بارے میں عیسائیت کی تعلیمات

انجیل میں ہے: ”پطرس نے کہا: ہرگز نہیں، اے رب! میں نے کبھی کوئی گندی یا ناپاک چیز نہیں کھائی۔“³

نیز ”میں نے کہا: ہرگز نہیں، میرے رب! کیونکہ میرے منہ میں کبھی کوئی گندی یا نجس چیز داخل نہیں ہوئی۔“⁴

وہ عیسائی بھی خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ساتویں دن دوبارہ تشریف لے آئے تھے۔

ہندومت میں بھی خنزیر کا گوشت کھانے کی ممانعت ہے۔ اونچی ذات کے ہندو خنزیر کا گوشت کھانے کو باعث عار سمجھتے ہیں۔ صرف گھٹیا اور نیچی ذات کے ہندو،

1 استثناء 8:14۔ 2 احبار 8،7:11۔ 3 اعمال 14:10۔ 4 اعمال 8:11۔

یعنی اچھوت وغیرہ ہی خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔

زردشت مذہب کے لوگ بھی خنزیر کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔

بدھ مت کے پیروکار بھی خنزیر کو ہاتھ لگانے سے مکمل گریز کرتے ہیں۔

خیال رہے کہ خنزیر انسانوں میں بہت سی بیماریاں منتقل کرنے کا سبب بھی بنتا ہے۔

پچھلے بیس برسوں میں محققین نے انسان کی خوراک، اس کے معمولات اور سوچ بچار

کے درمیان تعلق تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم جب

اپنے کھانے پینے کی نوعیت تبدیل کرتے ہیں تو ہماری عادات اور معمولات میں

بھی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ انھوں نے اس امر کا مشاہدہ کیا کہ جو لوگ مضر

صحت کھانے زیادہ کھاتے ہیں، وہ ملکی قوانین کی خلاف ورزیاں بھی زیادہ

کرتے ہیں۔ ایمر جنسی کے مراکز کا جائزہ لینے پر انھیں معلوم ہوا کہ جو لوگ

پھلوں اور سبزیوں کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں، وہ قوانین کی پابندی بھی

زیادہ کرتے ہیں۔

خنزیر ایک ایسا جانور ہے جو نہ صرف گندگی کھاتا ہے بلکہ اسے اس امر کی بھی پروا

نہیں ہوتی کہ اس کی موجودگی میں دوسرے نر اس کی مادہ کے ساتھ کیا سلوک کر

رہے ہیں۔ یہ ایک بے غیرت جانور ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دیگر جانور اپنی مادہ کا

دفاع کرتے نظر آتے ہیں، چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھانے والوں کی

غیرت عام طور پر کمزور پڑ جاتی ہے اور انھیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ ان

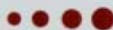
کی خواتین کے معمولات اور حرکات و سکنات کیا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خنزیر کے گوشت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ ”رجس“ یعنی گندگی ہے۔ خنزیر انسانوں کی طرف خطرناک جراثیم کی بہت سی اقسام منتقل کرتا رہتا ہے۔ خنزیروں میں بہت سے وبائی امراض پائے جاتے ہیں جن کی تعداد کم از کم 450 ہے اور یہ جن متعدی امراض کے انتشار کا باعث بنتا ہے، ان کی تعداد 75 سے زیادہ ہے۔ یہ تعداد ان عام بیماریوں کے علاوہ ہے جو خنزیر کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں تلیف جگر¹ (Cirrhosis of Liver)، بد ہضمی (Dyspepsia)، شریانوں کی سختی، بال گرنا، بانجھ پن اور یادداشت کی کمزوری شامل ہیں۔ ذہنی دباؤ (Depression) اور اپنی خواتین بیوی، بہن، بیٹی وغیرہ کے بارے میں بے غیرتی کا مظاہرہ ان کے علاوہ ہے۔

خنزیر کے گوشت اور اس سے بنی ہوئی دیگر اشیاء کے استعمال سے سولہ (16) سے زائد بیماریاں خنزیر سے انسان میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ ان میں (Cysticercosis)، مالٹا فیور (Malta fever)، جگر کا کیڑا (Hepatic Worm)، سل (T.B)، داء البیقات الشریطیة (Diabetes Larvel Tapworm) وغیرہ شامل ہیں۔

خنزیر کے تعلق سے تیار ہونے والی مصنوعات کے ساتھ اختلاط، پرورش اور تعامل کے ذریعے جن امراض کے لگنے کا اندیشہ ہے ان کی تعداد (32) کے

¹ تلیف جگر، جگر کی ایک مزمن بیماری جس میں خلیوں کے گل جانے سے آس پاس کی نسلی سخت ہو جاتی ہیں، یہ بیماری عموماً شراب نوشی کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے، Oxford English Urdu Dictionary، p:256 (سیف)



قریب ہے۔ ان میں خبیث پھوڑا (Anthrex)، منہ اور پاؤں کا گلنا (Foot-and-Mouth disease)، خون کا زہریلا پن (Toxemia)، جاپانی بخا (Yellow Fever) اور تیز خارش جیسے امراض شامل ہیں۔

جبکہ اٹھائیس (28) امراض ایسے ہیں جو کھانے پینے کی اشیاء میں خنزیر کی بنی ہوئی اشیاء کے شامل ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔

خنزیر کے گوشت کے کھانے کی شدید حرمت کے باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے وجود کے مٹا دینے اور اس کے مکمل طور پر ختم کر دینے کا حکم دیں گے۔

(وبضع الجزیة) جزیہ ایک ٹیکس ہے جو مسلم ممالک میں رہنے والے اہل کتاب سے ان کی حفاظت اور ان کے لیے پیش کی گئی سہولتوں کے عوض وصول کیا جاتا ہے۔ یہ انتہائی عدل و انصاف پر مبنی ٹیکس ہے۔ جبکہ اسلامی مملکت کے مسلمان تاجروں سے زکاۃ وصول کی جاتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے اور لوگوں کے درمیان حکومت کریں گے تو وہ اسلام کے سوا ہرگز کوئی دوسرا دین قبول نہیں کریں گے۔ عیسائی جو خود کو عیسیٰ علیہ السلام کا پیرو کار سمجھتے ہیں، جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کے ساتھ گفتگو کریں گے تو ان کے دلوں سے یہ عقیدہ ختم ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ لوگ صحیح دین پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے:

﴿وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾

”اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے

پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔“¹

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کی موت واقع ہونے سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور جو کوئی ایمان لانے سے انکار کرے گا، اس کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام جنگ کریں گے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«وَتَكُونُ الدَّعْوَةُ وَاحِدَةً»²

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مبارک میں دعوت صرف اسلام کی ہوگی۔ کوئی دوسرا دین روئے زمین پر باقی ہی نہیں رہے گا، یعنی دنیا میں کوئی ہندو، بدھ، یہودی، عیسائی، سکھ یا مجوسی نہ رہے گا۔

(تَكُونُ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا) یعنی لوگوں کا نماز اور دیگر تمام نیکیوں میں رغبت اور شوق بہت بڑھ جائے گا، اس لیے کہ ان کی خواہشات کم ہو جائیں گی، وہ دنیا سے بے رغبت ہو جائیں گے اور انھیں قربِ قیامت کا یقین ہو چکا ہوگا۔ اور اس لیے بھی کہ اس وقت ہر شخص کے پاس رزق وافر مقدار میں موجود ہوگا اور فکرِ معاش ان کے لیے عبادتِ الہی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔

(وَلَتُتْرَكَنَّ الْفِلَاصُ، فَلَا يُسْعَىٰ عَلَيْهَا) (القلاص) ان جوان اونٹنیوں کو کہا جاتا ہے جو بہت نفیس اور قیمتی ہوتی ہیں۔ عربوں کے ہاں یہ سب سے عمدہ مال ہوتا تھا۔ اس زمانے میں لوگ ایسے قیمتی جانور بھی چھوڑ دیں گے۔ ان سے بے پروا ہو

1 النساء: 159/4. 2 مسند أحمد: 2/394، وحسنه الأرئووط في تعليقه على المسند.

جائیں گے۔ کوئی انھیں پالنے پوسنے اور کھلانے پلانے کی کوشش کرے گا نہ ان کی خرید و فروخت میں دل چسپی لے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءٌ؛ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ»

”عیسیٰ ابن مریم ﷺ نازل ہوں گے اور مسلمانوں کے امیر ان سے کہیں گے: آئیے ہمیں نماز پڑھائیں۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: نہیں، تم خود ہی ایک دوسرے کے امام ہو، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عزت بخشی ہے۔“¹

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ خَلْفَهُ»

”عیسیٰ ابن مریم ﷺ جس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے، وہ ہم میں سے ہوگا۔“²

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث متواتر ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں ہمارے نبی کریم ﷺ سے

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 156. 2 سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 371/5،

جو احادیث ہم تک پہنچی ہیں، وہ متواتر ہیں اور ان کے تواتر کا ذکر کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل ¹ امام ابو الحسن اشعری ² امام طبری ³ علامہ ابن کثیر ⁴ علامہ سفارینی ⁵ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ اسی طرح امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ”التوضیح فی ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح“ میں ان احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

امام ابن کثیر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث متواتر ہیں۔ ان میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت اور اترنے کی جگہ کی بھی وضاحت موجود ہے۔ اور ان کا نزول شام میں دمشق کے مشرقی مینارے کے پاس ہوگا اور یہ اس وقت ہوگا جب نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی۔ وہ آ کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ وہ اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہ کریں گے جیسا کہ صحیحین کی احادیث کے حوالے سے یہ باتیں قبل ازیں بیان کی جا چکی ہیں اور یہ تمام خبریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اہل کتاب کے تمام اعتراضات اور شبہات ختم ہو جائیں گے، اس لیے وہ سب کے سب عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1 طبقات الحنابلة: 241/1-243. 2 مقالات الإسلامیین واختلاف المصلین: 1/345.

3 تفسیر الطبری: 291/3. 4 تفسیر ابن کثیر: 223/7. 5 لوامع الأنوار البہیة: 1/95.

﴿وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾

”اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔“¹

یہ آیت کریمہ بھی اس آیت کی طرح ہے جس میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَأِنَّهُ لَعَلَّمَكُمُ اللَّسَاعَةَ﴾ (الزخرف 61:43) (لَعَلَّم) کو ایک قراءت میں (لَعَلَّم) بھی پڑھا گیا ہے، یعنی عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ چونکہ وہ مسیح دجال کے ظہور کے بعد تشریف لائیں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کروائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی یاجوج وماجوج نکل آئیں گے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک کر دے گا۔²

امت میں اس امر پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ اس عقیدے کی اہل علم میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی سوائے ان شاذ لوگوں کے جن کی بات قابل التفات نہیں اور جن کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔

ایک سوال

عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو کیا وہ شریعت محمدی کے مطابق حکومت کریں گے یا کوئی نئی شریعت لے کر آئیں گے؟

جواب

1 النساء 159:4 . 2 تفسیر ابن کثیر، النساء 4: 159.

امام سفارینی کا قول

امام سفارینی رحمۃ اللہ علیہ آخری زمانے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں: ”صرف فلسفیوں اور بے دین لوگوں نے ان کے نزول کا انکار کیا ہے۔ مگر ان کے اختلاف کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ وہ ضرور تشریف لائیں گے اور اسی شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کریں گے۔ وہ آسمان سے نازل ہوتے وقت کوئی مستقل شریعت اپنے ساتھ نہیں لائیں گے۔“¹

نواب صدیق حسن خان کہتے ہیں

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے 29 احادیث کا ذکر کیا ہے جو یا تو صحیح ہیں یا حسن، یا پھر ایسی ہیں کہ ان میں ضعف تو پایا جاتا ہے مگر وہ شواہد کی بنا پر درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض مسیح دجال کے بارے میں ہیں اور بعض مہدی منتظر کے بارے میں ہیں۔ ان کے علاوہ صحابہ سے بھی اس کے متعلق ایسے آثار منقول ہیں جو مرفوع احادیث کے حکم میں ہیں کیونکہ ایسی باتیں اجتہاد سے نہیں کہی جاسکتیں۔ یہ تمام احادیث ذکر کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اصحاب علم پر مخفی نہیں کہ وارد شدہ احادیث حد تو اتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔“²

¹ لوامع الأنوار البہیہ: 1/95,94. 2 الإذاعة لما كان وما يكون بين يدي الساعة لصديق

حسن خان، ص: 160.

شیخ احمد شاہ قرمطراز ہیں

”آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ان مسائل میں سے ہے جن کے بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس ضمن میں نبی کریم ﷺ سے بہت سی صحیح احادیث وارد ہیں۔ یہ چیز دین کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے، وہ مومن نہیں۔“¹

شیخ محمد ناصر الدین البانی کا بیان

”اچھی طرح جان لیجیے! خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ کے بارے میں وارد احادیث متواتر ہیں۔ ان پر ایمان لانا واجب ہے، چنانچہ آپ ان لوگوں کے قول سے فریب نہ کھائیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ احادیث خبر واحد ہیں۔ ایسا سمجھنے والے دراصل علم حدیث سے جاہل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے ان احادیث کی سندوں کی تحقیق کی ہو۔ اگر وہ تحقیق کرتے تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ یہ احادیث متواتر ہیں، جیسے کہ اس علم کے ائمہ، مثلاً: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر نے شہادت دی ہے۔ یہ امر یقیناً افسوس ناک ہے کہ بعض لوگ ایسے موضوع کے بارے میں گفتگو کی جرأت کرتے ہیں جو ان کا میدان ہی نہیں ہے۔ یہ بات اس وقت اور بھی زیادہ افسوسناک ہو جاتی ہے جب اس معاملے کا تعلق دین اور عقیدے سے ہو۔“²

1 تفسیر الطبری، ال عمرن 3: 55، تعلیق الشیخ احمد شاہ قرمطراز، شرح العقیدة الطحاویة،

بتحقیق الشیخ الألبانی، ص: 565.

سوال

کیا عیسیٰ علیہ السلام کا شمار امت محمدیہ میں ہوتا ہے؟

جواب

عیسیٰ علیہ السلام اولو العزم رسول ہیں۔ اللہ کے نزدیک انھیں بلند مقام حاصل ہے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ انھوں نے شب معراج میں نبی ﷺ کے ساتھ ان پر ایمان کی حالت میں ملاقات کی اور اسی پر ان کی وفات ہوگی۔

حدیث معراج میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھر مجھے اوپر اٹھایا گیا حتیٰ کہ دوسرا آسمان آ گیا۔ جبریل نے آسمان کے پہرہ داروں سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔

پوچھا گیا: کون ہے؟

جبریل: میں جبریل ہوں۔

دربان: آپ کے ساتھ کون ہے؟

جبریل: میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔

دربان: کیا انھیں بلایا گیا ہے؟

جبریل: جی ہاں۔

دربان: انھیں خوش آمدید، وہ کیا ہی خوب تشریف لانے والے ہیں!



چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں آپس میں خالہ زاد ہیں۔

جبریل امین نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، انھیں سلام کہیے۔ میں نے انھیں سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔

پھر ان دونوں نے کہا: ہمارے نیک بھائی اور صالح نبی کی تشریف آوری مبارک ہو، انھیں خوش آمدید۔¹

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں (اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو) اور انھیں قتل کیا گیا اور سولی دی گئی، پھر تین روز کے بعد انھیں آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور وہ اپنے باپ (رب) کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہ آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے۔ قبل ازیں ان کے اٹھائے جانے کا ذکر ہو چکا ہے اور اس بات کا بھی کہ نہ تو وہ قتل کیے گئے اور نہ ہی سولی دیے گئے بلکہ یہودیوں کو محض ایک شبیہ دکھائی گئی جسے انھوں نے عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔

اہل کتاب دو مسیحوں کے اثبات پر متفق ہیں

① مسیح ہدایت، وہ داود علیہ السلام کی اولاد میں سے عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3430.

② مسیح گمراہی، اس کے بارے میں اہل کتاب کا کہنا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے¹ اور وہ مسیح دجال ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ مسلمانوں سے درج ذیل امور میں مختلف ہے

① عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ بشر، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

② عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور انھیں سولی چڑھایا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں صحیح سالم زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔

③ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیے جانے کے تین روز بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انھیں سولی یا قتل کے بغیر ہی آسمان کی طرف اٹھایا گیا تھا۔

عیسائیوں کے مندرجہ بالا اعتقادات سراسر باطل اور حقیقت کے برخلاف ہیں۔ صحیح وہی ہے جو قرآن کریم نے ان کے متعلق بتلایا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کن حالات میں نازل ہوں گے؟

مسلمان اس وقت ایک بہت بڑے معرکے سے لوٹ رہے ہوں گے۔ انھوں

1 دیکھیے: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب: «الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح»



نے شہر قسطنطنیہ کو فتح کر کے عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کرا لیا ہوگا اور یہ بات گزر چکی ہے کہ مسلمان قسطنطنیہ کو کسی ہتھیار کے ذریعے نہیں بلکہ تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کے ذریعے سے ہی فتح کر لیں گے۔ اچانک شیطان ان کے درمیان اعلان کرے گا کہ دجال نکل آیا ہے۔ یہ سنتے ہی مسلمان قسطنطنیہ سے واپس دمشق کا رخ کریں گے کیونکہ مسلمانوں کا مرکز اس وقت دمشق ہی میں ہوگا۔ اور اس کے بعد واقعی مسیح گمراہی دجال نکل آئے گا۔ وہ پوری زمین میں گھومے گا اور ایک عظیم فتنہ برپا کرے گا۔¹

ایک دوسری مفصل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا:

”دجال مدینہ کی بنجر زمین میں وارد ہوگا۔ مدینہ کے اندر داخل ہونا اس کے لیے ممنوع ہوگا۔ مدینہ اپنے رہنے والوں کو زلزلے کے ایک یا دو جھٹکے دے گا۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ تمام منافق مرد اور عورتیں مدینہ سے نکل کر دجال کی طرف چلے جائیں گے، پھر دجال شام کی طرف رخ کر لے گا اور اس کے بعض پہاڑوں کے پاس ٹھہر کر ان کا محاصرہ کر لے گا، کچھ مسلمان جو شام کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر موجود ہوں گے، دجال اس پہاڑ کے نیچے جا کر ان کا بھی محاصرہ کر لے گا۔ جب یہ محاصرہ طویل ہو جائے گا تو ایک مسلمان پکار کر ساتھیوں سے کہے گا: اے مسلمانوں کی جماعت! تم کب تک اس حالت میں رہو گے۔ اللہ کا دشمن دجال تمہاری سرزمین پر دجال کے بارے میں تفصیل سے بات گزر چکی ہے۔ دیکھیے: علامات کبریٰ میں علامت نمبر (1)۔“



شوری دلدل کی تصویر۔

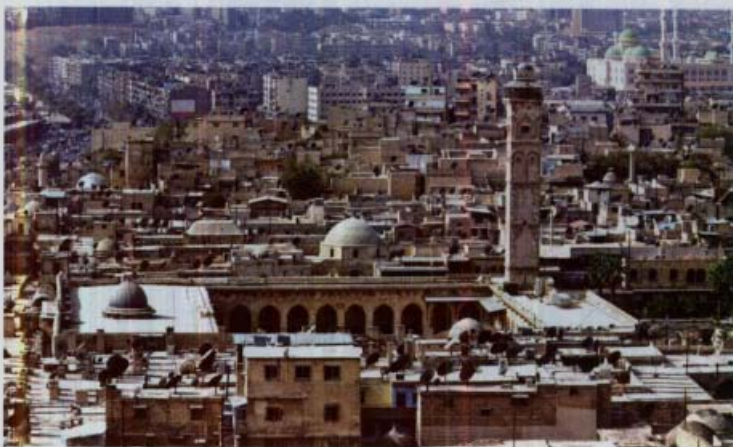
ڈیرا جما چکا ہے۔ اٹھو باہر نکلو، تم دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور پا لو گے: اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا یا پھر تم اس پر غلبہ پا لو گے۔ وہ سب خلوص دل سے موت پر بیعت کر لیں گے، پھر ان پر ایسا اندھیرا چھا جائے گا کہ ایک انسان اپنی ہتھیلی تک کونہیں دیکھ سکے گا۔ اسی دوران اچانک ابن مریم علیہ السلام تشریف لے آئیں گے۔ مومنوں کی آنکھوں سے ظلمت کے پردے ہٹ جائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام ان کے درمیان موجود ہوں گے۔ انھوں نے زرہ پہن رکھی ہوگی۔¹

لوگ کہیں گے: اللہ کے بندے! آپ کون ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں اللہ کا بندہ، اس کا رسول، اس کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ اس موقع پر عیسیٰ علیہ السلام مومنوں سے فرمائیں گے: تم لوگ دجال سے نجات پانے کی

1 مطلب یہ ہے کہ جب مومن اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد دجال سے جہاد کے لیے نکل پڑیں گے تو نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی۔ امام نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہو گا کہ اچانک تکبیر تحریمہ سے قبل ان پر اندھیرا چھا جائے گا، جب اندھیرا چھٹے گا تو وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو زرہ پہنے اپنے درمیان موجود پائیں گے۔

تین صورتوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو جو تمہیں زیادہ پسند ہو۔ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ دجال پر اور اس کے لشکروں پر آسمان سے کوئی عذاب نازل کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے اور تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تمہارے ہتھیاروں کو ان پر مسلط کر دے اور ان کے ہتھیار تم سے روک لے۔ وہ کہیں گے: اے اللہ کے نبی! یہ تیسری صورت ہمارے لیے سب سے بڑھ کر اطمینان بخش ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اس دن آپ دیکھیں گے کہ ایک عظیم الجثہ، لمبا ترنگا، بہت زیادہ کھانے پینے والا یہودی اس حالت سے دوچار ہو جائے گا کہ کپکپاہٹ کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار کو تھامنے سے قاصر رہے گا۔ اہل ایمان دجال کی طرف اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس پر فتح پا لیں گے۔ وہ جب ابن مریم علیہ السلام کو دیکھے گا تو سیسے کی طرح کچھلنا شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔¹ عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے کا قصہ تفصیل سے پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔²

1 المصنف لعبدالرزاق: 397/11. 2 دیکھیے: علامات کبریٰ میں علامت نمبر (1)۔



عیسیٰ علیہ السلام کیسے اور کہاں نازل ہوں گے؟

ان کا نزول دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینار کے قریب ہوگا۔ ان کے بدن پر ورس¹ اور زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے ہوں گے اور وہ دو فرشتوں کے پروں پر اپنی ہتھیلیاں رکھے ہوئے تشریف لائیں گے۔

علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مشہور ترین بات یہی ہے کہ وہ دمشق میں سفید مشرقی مینار پر اتریں گے۔ اس وقت نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، مسلمانوں کا امام ان سے عرض کرے گا: اے روح اللہ! آئیے نماز پڑھائیے مگر وہ کہیں گے: آپ خود اقامت کرائیں کیونکہ یہ اقامت آپ ہی کے لیے کہی گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ کی طرف سے اس امت کا اعزاز ہے۔

¹ تل کی مانند ایک قسم کی گھاس جس سے کپڑا رنگنے کا کام لیا جاتا ہے۔ (سیف)



علامہ ابن کثیر کا بیان ہے کہ اس مینار کی تعمیر ہمارے زمانے (741ھ) میں سفید پتھر کے ساتھ نئے سرے سے کی گئی۔ اس مینار کی تعمیر ان عیسائیوں کے مال سے کی گئی جنہوں نے اس جگہ پر موجود پہلے مینار کو جلا

دیا تھا۔ غالباً یہ بھی شاید نبی کریم ﷺ اونٹ کنارہ کی قسم کی ایک خاردار جھاڑی جس میں تاریخی پھول لگتے ہیں۔

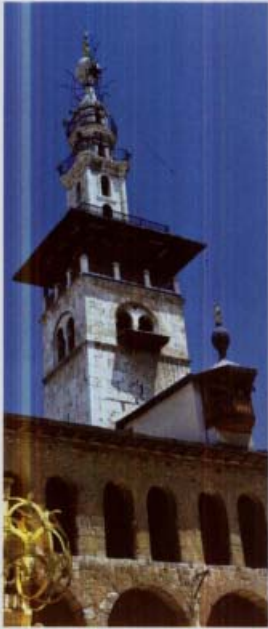
کی نبوت کے واضح دلائل میں سے ایک ہے کہ اس مینار کی تعمیر عیسائیوں کے مال سے کی گئی، جس پر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور ان سے جزیہ قبول نہیں کریں گے۔¹

میں (مؤلف) نے (1412ھ) میں بذات خود دمشق کے مشرقی علاقے میں اس سفید مینار کا مشاہدہ کیا ہے جس کے بارے میں وہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی مینار پر نزول فرمائیں گے۔ میں نے اس کی تصویر بھی بنالی ہے۔ یہ

مینار مسجد میں نہیں بلکہ ایک بازار میں داخل ہوتے ہی نصب ہے۔ جس محلے میں یہ مینار ہے، وہاں کی آبادی کی اکثریت عیسائیوں پر مشتمل



1 النہایة فی الفتن والملاحم: 192/1.



ہے۔ میں نے کتاب میں بھی یہاں اس کی تصویر لگا دی ہے۔ اب یہ بات اللہ ہی کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس مینار پر نازل ہوں گے یا کسی اور مینار پر تشریف لائیں گے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی جامع مسجد اموی کے میناروں میں سے کسی ایک پر ہوگا۔ میں اس بارے میں کوئی بات پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ واللہ اعلم۔

عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی صفات

سفید مینار

نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کی مکمل صفات امت

کے سامنے پیش کر دی ہیں اور ان حالات کا بھی تعین کر دیا ہے جن میں وہ تشریف لائیں گے تاکہ ایک مسلمان کی معلومات میں ان کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ رہے۔

آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ایسے شخص ہوں گے جو:

* درمیانے قد کے ہوں گے، یعنی نہ بہت زیادہ لمبے اور نہ چھوٹے۔

* ان کے چہرے کا رنگ سفید سرخی مائل ہوگا۔

* وہ چوڑے سینے والے ہوں گے۔

* ان کے بال سیدھے ہوں گے، یعنی گھنگھریالے نہ ہوں گے۔ گویا کہ ان کے



سر سے پانی کے قطرات گر رہے ہیں مگر بال گیلے نہیں ہوں گے۔

✽ لوگوں میں عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی شکل ان کے ساتھ سب سے زیادہ ملتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور عیسیٰ علیہ السلام سے

بھی ملاقات ہوئی.....، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: وہ

درمیانے قد اور سرخ رنگ کے تھے۔ گویا کہ وہ حمام سے نکل کر آ رہے ہوں۔¹

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ سرخی مائل، گھنگریالے

بالوں والے اور چوڑے سینے والے تھے.....²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں حطیم میں تھا اور قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارے میں سوالات

کر رہے تھے۔ انھوں نے مجھ سے بیت المقدس سے متعلق بعض ایسی چیزوں کے

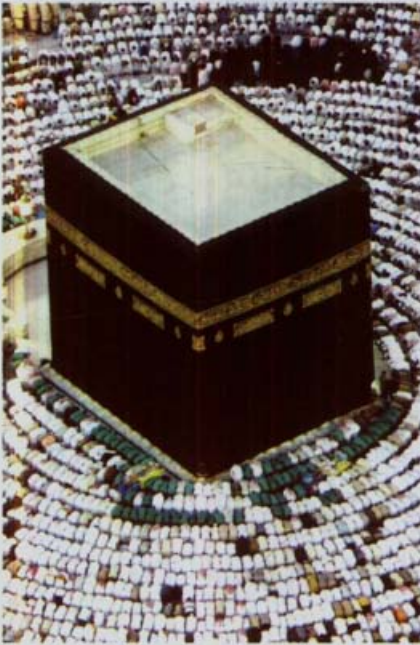
بارے میں سوال کیا جن کے متعلق مجھے وثوق سے یاد نہ تھا، اس سے مجھے اس قدر

کوفت ہوئی جس کی کوئی مثال نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے

بیت المقدس کو اس طرح میرے سامنے کر دیا کہ میں اس کی طرف دیکھتا جاتا اور

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3437، وصحیح مسلم، الإیمان، حدیث:

168. 2 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3438.



قریش جو کچھ اس کے بارے میں پوچھتے، میں بتاتا جا رہا تھا۔ میں نے (معراج کی شب) خود کو انبیاء کی ایک جماعت کے درمیان پایا۔ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک شخص میرے سامنے آگیا جو ہلکے گوشت والا، گٹھے ہوئے جسم والا تھا گویا کہ وہ ازدشنوہ قبیلے کا کوئی فرد ہو۔ میں نے جب

دیکھا تو وہ عیسیٰ علیہ السلام تھے جو حالت نماز میں کھڑے تھے۔ ان سے زیادہ مشابہت رکھنے والے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اچانک میری نگاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پڑی، وہ بھی نماز میں کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والا شخص تمھارا یہ ساتھی ہے، یعنی خود آپ ﷺ۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان سب کی امامت کرائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا: اے محمد! یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے، اسے سلام کہیے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے مجھے سلام کرنے میں پہل کی۔“¹

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 169.



آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”میں نے خواب میں خود کو کعبہ کے نزدیک پایا، اچانک میری نگاہ ایک گندم گوں شخص پر پڑی۔ وہ گندمی رنگ کا خوبصورت ترین شخص تھا۔ اس کے لمبے لمبے بال دونوں کندھوں کو چھو رہے تھے۔ اس کے بال نہ بہت گھنگھریالے اور نہ بالکل سیدھے تھے، بلکہ دونوں کے بین بین تھے۔ اس کے سر سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہنے لگے: یہ مسیح ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص کو چلتے ہوئے دیکھا جو سخت گھنگھریالے بالوں والا اور دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے، ان میں سے وہ ابن قطن (عبدالعزیز بن قطن بن عمرو خزاعی) سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔ وہ بھی دو شخصوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہنے لگے: یہ مسیح دجال ہے۔“¹

ایک اشکال

بعض لوگوں کو یہ بات سمجھنے میں دشواری ہو سکتی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور دجال ایک جگہ اکٹھے کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ دجال تو جب عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا نمک کی مانند پگھل جائے گا؟ اور پھر دجال کا کعبہ کے نزدیک پایا جانا کس طرح ممکن

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3440، وصحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 169

ہے، جب کہ اس کے لیے مکہ میں داخل ہونا بھی حرام ہے؟

جواب

یہ ایک خواب ہے جو نبی ﷺ نے دیکھا، امر واقع میں ایسا نہیں ہوا تھا۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام ﷺ کے خواب تو وحی ہوتے ہیں؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ انبیائے کرام ﷺ کے خواب اگرچہ وحی ہوتے ہیں لیکن ان میں سے بعض خواب ایسے ہوتے ہیں جو شرمندہ تعبیر ہو جاتے ہیں اور بعض نہیں۔ بعض نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ ویسے تو دجال مکہ اور مدینہ میں داخل ہو سکتا ہے لیکن جب وہ بطور دجال اور فتنہ عظیم کے نکلے گا تو اس وقت وہ مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کام اور ان کے دور کے واقعات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول اور دجال کو قتل کرنے کے بعد جب مومنوں کے امور و معاملات کو درست فرمائیں گے تو مندرجہ ذیل کام سرانجام دیں گے۔

* اسلامی حکومت کا قیام، لوگوں کو شریعت کے تابع کرنا اور مخرف مذاہب کا خاتمہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخَنزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریب ہے کہ تمہارے درمیان عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام عادل حکمران بن کر نزول فرمائیں، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے (اسے

کسی کافر سے قبول نہیں کریں گے)۔“¹

* اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا، یہود و نصاریٰ کی دعوت کو باطل قرار دینا اور جزیہ کو ختم کرنا۔

* مسیح دجال کو قتل کرنا۔

* لوگوں کے درمیان حکومت کرنا اور عدل و سلامتی کو پھیلانا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1 صحیح البخاری، أحاديث الأنبياء، حدیث: 3448، وصحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 155.

”تمام انبیاءِ علاقائی (باپ شریک) بھائیوں کی طرح ہیں۔ ان کی مائیں الگ الگ ہیں مگر سب کا دین ایک ہی ہے۔ میں عیسیٰ ابن مریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ بلاشبہ نازل ہوں گے، جب انھیں دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد اور سرخ سفیدی مائل رنگ کے ہوں گے۔ ان کے اوپر ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے۔ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے معلوم ہوں گے مگر ان کا سر گیلا نہ ہوگا۔ وہ صلیب کے ٹکڑے کر دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دور میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو ختم کر دے گا۔ ان کے عہد میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا حتیٰ کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اکٹھے چریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے مگر وہ



انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ان کی حکومت چالیس (40) برس تک رہے گی، پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔¹

¹ مسند أحمد: 2/406، المستدرک للحاکم: 2/595، وقال: صحیح الإسناد ولم

یخرجاه ووافقه الذہبی .

* خوشحالی اور امن کا عام ہو جانا۔

* قریش کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جانا۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں عادل حاکم اور انصاف پرور امام بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کے ٹکڑے کر دیں گے، خنزیر کو ہلاک کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور صدقہ ترک کر دیں گے۔“¹

بکریوں اور اونٹوں کی زکاۃ نہیں لی جائے گی۔ آپس کی دشمنی اور بغض اٹھایا جائے گا۔ ہر ایک ڈنگ والے جانور کا ڈنگ نکال دیا جائے گا² حتیٰ کہ بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالے گا اور وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ چھوٹی بچی شیر کے ساتھ کھیلے گی مگر وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا بکریوں کے ساتھ اس طرح رہے گا جیسے کہ وہ ان کا محافظ کتا ہو۔ زمین امن و سلامتی سے اس طرح بھر جائے گی جس طرح برتن پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ سب لوگ ایک ہی کلمے پر متفق ہوں گے اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ جنگ و جدل ختم ہو جائے گا۔ قریش کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ زمین چاندی کے ایک برتن جیسی ہو جائے گی۔ یہ اپنی پیداوار اس طرح دے گی جس طرح آدم علیہ السلام کے عہد میں دیتی تھی حتیٰ کہ کئی لوگ انگور کے ایک گچھے پر اکٹھے ہوں گے تو وہ ایک ہی گچھا ان سب کو شکم

1 مطلب یہ ہے کہ مال کی کثرت اس قدر ہو جائے گی کہ کوئی شخص صدقہ قبول نہیں کرے گا، اس لیے کہ ہر ایک غنی ہو جائے گا۔² یعنی زہریلے جانور، جیسے: سانپ اور بچھو وغیرہ کا ڈنگ چھین لیا۔



سیر کر دے گا۔ اسی طرح بہت سے لوگ ایک انار پر اکٹھے ہوں گے تو وہ ان سب کو سیر کر دے گا۔ بیل کی قیمت بہت تھوڑی ہوگی اور گھوڑا چند درہم میں مل جائے گا۔¹

* آپس کے بغض کو ختم کر دیا جائے گا۔ حسد اور کینہ دلوں سے مٹا دیا جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صبح علیہم کی آمد کے بعد زندگی گزارنے والوں کو مبارک ہو۔ آسمان کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی عام اجازت دے دی جائے گی حتیٰ کہ آپ کسی صاف پتھر پر بھی کوئی بیج ڈال دیں گے تو وہ بھی اگ آئے گا۔ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ کوئی سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ اسے کوئی گزند نہیں پہنچائے گا۔ اس وقت آپس میں دشمنی ہوگی نہ حسد اور نہ بغض پایا جائے گا۔“²

« جائے گا اور یہ زہریلے جانور زہریلے نہ رہیں گے۔¹ سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث:

4077. 2. مسند الفردوس للدیلمی: 2/450، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 4/559،

حدیث: 1926.



* لڑائی اور قتل و غارت کا رک جانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام عادل امام

اور انصاف پرور حاکم بن کر نازل ہوں

گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو

قتل کر دیں گے، امن و سلامتی لوٹ

آئے گی اور تلواروں کو ”درانتیاں“¹

بنادیا جائے گا۔

ہر زہریلے جانور کا زہر ختم کر دیا جائے گا، آسمان اپنا رزق نازل کرے گا،

زمین اپنی برکات نکالے گی حتیٰ کہ بچہ سانپ کے ساتھ کھیلے گا، بھیڑیا بکریاں چرائے

گا اور انھیں کوئی نقصان نہیں دے گا اور شیر گائیں چرائے گا اور انھیں کوئی نقصان

نہیں دے گا۔²

1 ”درانتی“ ایک آلہ ہے جس سے فصل کی کٹائی کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفر کے خاتمے،

جنگوں کے رک جانے، ہر طرف امن و خوشحالی ہونے اور دلوں کی سلامتی کے باعث لوگوں کو تلوار کی

ضرورت ہی نہیں رہے گی، چنانچہ وہ تلوار سے درانتی کا کام لینا شروع کر دیں گے اور اس سے

فصلیں کاٹیں گے۔² مسند أحمد: 482/2، وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد: ورجالہ

رجال الصحیح۔



حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کے ساتھیوں کا مقام

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةُ تَغْزُو الْهِنْدَ،
وَعِصَابَةُ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ»



”میری امت کی دو جماعتیں
ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے
جہنم سے بچا لیا ہے: ایک وہ
جماعت جو ہندوستان پر حملہ
کرے گی اور دوسری وہ جماعت
جو عیسیٰ علیہا السلام کے ساتھ ہوگی۔“¹

¹ سنن النسائي، الجهاد، حدیث: 3175، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: 570/4،

حدیث: 1934.

تمام انبیاء میں سے صرف عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں حکمت

شاید آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ آخری زمانے میں نزول کے لیے دیگر انبیاء کے سوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو کیوں منتخب کیا گیا ہے؟
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے؟ اس بارے میں اہل علم کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

* یہود کے اس دعوے کا رد مقصود ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جھوٹ کو واضح کر دیا ہے۔ یہود نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ وہ یہودیوں کو اور ان کے رئیس دجال کو قتل کریں گے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قول دیگر اقوال کی نسبت راجح ہے۔¹

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں امت محمد ﷺ کی فضیلت کے بارے میں پڑھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ﴾

”اور ان کی مثال انجیل میں اس کھیتی کی طرح بیان ہوئی جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔“²

تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ انھیں اس امت کا فرد بنا دے۔ اللہ

1 فتح الباری، شرح صحیح البخاری، الجہاد، حدیث: 3449. 2 الفتح 29:48.

تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے انہیں باقی رکھا تا کہ وہ آخری زمانے میں حضرت محمد ﷺ کے دین اسلام کے مٹ جانے والے شعائر کے مجدد بن کر تشریف لائیں۔

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا ان کی موت کا وقت قریب آجانے کے باعث ہوگا تا کہ وہ زمین میں دفن کیے جاسکیں، اس لیے کہ مٹی سے پیدا کی گئی کسی بھی مخلوق کے لائق یہی ہے کہ وہ زمین ہی پر وفات پائے اور اسی میں دفن کی جائے۔ ان کا نزول خروج دجال کے زمانے میں ہوگا اور وہ اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔

* وہ عیسائیوں کی تکذیب کے لے نزول فرمائیں گے۔ ان کی آمد سے نصاریٰ کے اس دعوے کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ ان کے عہد مبارک میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کو ختم کر دے گا۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ایک خاص قسم کا ربط ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

«أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ»

”میں عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“¹

1 مسند احمد: 2/463، قال المناوي: إسناده حسن .



رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک خاص تعلق رکھنے والے اور ان سے قریب ترین ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی کہ وہ ان کے بعد تشریف لائیں گے۔ انھوں نے لوگوں کو حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کرنے اور ان کے ساتھ ایمان لانے کی دعوت دی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾¹

”اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس (کتاب) تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، وہ میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا، پھر جب وہ (رسول) ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو وہ بولے: یہ تو کھلا جادو ہے۔“¹

اور حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمیں اپنے بارے میں بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔“²

1 الصف: 61، 62 مسند احمد: 5/262.

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کو
آپ ﷺ کا سلام پہنچائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُوشِكُ الْمَسِيحُ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَنْ يَنْزِلَ حَكَمًا قِسْطًا وَإِمَامًا
عَدْلًا، فَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَتَكُونَ الدَّعْوَةُ وَاحِدَةً
فَاقْرَأْهُ أَوْ اقْرَأْهُ السَّلَامَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَحَدُهُ فَيُصَدِّقُنِي»

”عنقریب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام انصاف پرور حاکم اور عادل امام بن کر
تشریف لائیں گے۔ وہ خنزیر کو قتل کر دیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور
اس وقت دعوت صرف ایک ہوگی۔ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے
انہیں سلام کہنا۔ میں جو بیان کروں گا، وہ اس کی تصدیق کریں گے۔“¹
ایک دوسری روایت میں یوں ہے:

«إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ طَالَ بِي عُمُرٌ أَنْ أَلْقَى عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنْ
عَجَلَ بِي مَوْتُ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ»

”مجھے امید ہے کہ اگر مجھے لمبی عمر ملے تو میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے
ملاقات کروں لیکن اگر مجھے جلد موت آجائے تو تم میں سے جو بھی عیسیٰ
ابن مریم علیہ السلام سے ملاقات کرے، وہ انہیں میری طرف سے سلام کہے۔“²

1 مسند أحمد: 2/394 [حسن]. 2 مسند أحمد: 2/298 [إسناده صحيح].

نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کتنی مدت زمین پر قیام کریں گے؟

عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس (40) برس تک رہیں گے۔ ان کے زمانے میں لوگ خوشحالی، سلامتی اور عدل کے ساتھ رہیں گے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو قبل ازیں بیان کی جا چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ.....إِلَى أَنْ قَالَ: فَيَمُوتُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ»

”تمام انبیاء علاقائی (باپ شریک) بھائی ہیں، ان کی مائیں الگ الگ ہیں مگر دین سب کا ایک ہے۔ میں تمام لوگوں سے بڑھ کر عیسیٰ ابن مریم ﷺ کے قریب ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں.....

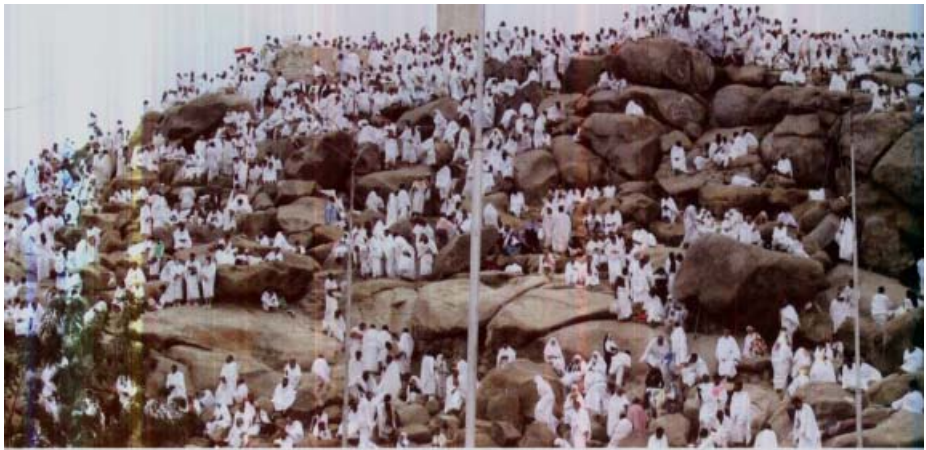
یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: وہ زمین میں چالیس برس رہیں گے، پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔“¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ: ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِسَاعَةَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا خروج ہے۔ وہ زمین میں چالیس برس تک رہیں گے، یہ چالیس برس چار برسوں کی طرح ہوں گے۔ وہ حج اور عمرہ بھی کریں گے۔“²

1 مسند أحمد: 2/406 [صحیح]. 2 مسند عبد بن حمید، یہ اثر مرفوع حدیث کے حکم میں

ہے، کیونکہ اس قسم کی بات صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا۔



عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيَهْلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيْثِنَيْنَهُمَا»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور ”فج روحاء“ کے مقام سے حج یا عمرہ کا احرام باندھیں گے یا پھر ان دونوں کو ایک ساتھ ادا کریں گے۔“

مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حج کے لیے ”فج روحاء“ کے مقام سے تلبیہ پکارتے گے۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیانی راستے پر واقع ہے۔ ان کا احرام یا تو حج تمتع کا ہوگا، یعنی پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دیں گے اور حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں گے، یا پھر حج قرآن کریں گے، یعنی ایک ہی احرام سے عمرہ اور حج ادا کریں گے۔

1 صحیح مسلم، الحج، حدیث: 1252.



خروج یا جوج و ما جوج

ضروری بات

یا جوج و ماجوج¹ بنی آدم کے دو بڑے شریر قبیلے یا قومیں ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

اولادِ آدم میں سے ہیں اور انسان ہیں۔ یہ لوگ ذوالقرنین کے زمانے میں ایک فسادی قوم کی صورت میں سامنے آئے، ان کے پڑوسیوں نے ذوالقرنین سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے اور یا جوج و ماجوج کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دیں تاکہ وہ ان کے ضرر اور شر سے محفوظ رہ سکیں اور وہ لوگ زمین میں فساد نہ کر سکیں تو ذوالقرنین نے دیوار بنا دی۔

¹ یا جوج و ماجوج کے بارے میں جو یہ مشہور ہے اور بعض ناقابل اعتماد کتابوں میں بھی ذکر ہے کہ ان میں بعض بہت چھوٹے اور بعض بہت بڑے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اپنا ایک کان زمین پر بچھا کر دوسرے کان کو اپنے جسم پر اوڑھ لیتا ہے۔ یہ اور اس طرح کی دیگر تمام باتیں بے اصل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد یا جوج و ماجوج لوگوں کی طرف نکلیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کا جبل بیت المقدس میں محاصرہ کر لیں گے اور مومنین کو بہت مشکل صورت حال سے دوچار کر دیں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ یا جوج و ماجوج پر ایک کیرا بھیجے گا جو ان کی گردنوں کو کھا جائے گا۔ اس کی وجہ سے وہ سب کے سب اکٹھے ہلاک ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو یا جوج و ماجوج کے شر سے بچالے گا۔ ذیل میں ان واقعات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

یا جوج و ماجوج پر بنائی جانے والی دیوار کا قصہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ایک نیک بادشاہ ذوالقرنین کا

قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ اتَّخَذَ سَبِيلًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا
لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ
مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۝ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
انفُخُوا ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغَ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا
اسْطَعُوا أَنْ يَصْفُوهَ ۝ وَمَا اسْتَطَعُوا لَهُ نَقْبًا ۝﴾

”پھر وہ پیچھے لگا ایک (اور) راہ کے۔ حتیٰ کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان دونوں کے اس طرف ایک قوم پائی جو قریب نہ تھا کہ کوئی بات سمجھیں۔ وہ کہنے لگے: اے ذوالقرنین! بے شک یا جوج و ماجوج اس سرزمین میں فساد کرنے والے ہیں تو کیا ہم تیرے لیے کچھ مال (جمع) کر دیں اس (شرط) پر کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دے۔ اس نے کہا: میرے رب نے مجھے اس میں جو قدرت دی ہے، بہت بہتر ہے، چنانچہ تم میری (افراد) قوت سے مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط بند بنا دوں گا۔ تم مجھے لوہے کے تختے لا دو حتیٰ کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو برابر

کردیا (تو) کہا: (اب اس میں) دھونکو حتیٰ کہ جب اس نے اسے آگ (جیسا) بنا دیا تو کہا: میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں، پھر وہ (یا جوج و ماجوج) استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اس پر چڑھ جائیں اور نہ استطاعت رکھتے تھے کہ اس میں نقب لگائیں۔“¹

ذوالقرنین کون تھا؟

اہل علم کے راجح قول کے مطابق وہ ایک نیک مومن بادشاہ تھا، نبی نہیں تھا۔ اسے ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مشرق و مغرب کا سفر کر کے ایسی جگہوں پر پہنچا جہاں سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ ذوالقرنین ”سکندر مقدونی“ نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور شخصیت ہے کیونکہ سکندر کافر تھا اور اس کا زمانہ ذوالقرنین سے دو ہزار سے کچھ زیادہ برس بعد کا ہے۔ واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا قصہ سورہ کہف میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے پوری زمین کا سفر کیا۔ ہم یہاں صرف ان آیات کا مطلب بیان کریں گے جو ذوالقرنین اور یا جوج و ماجوج کے قصے سے متعلق ہیں:

﴿ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا﴾ یعنی وہ مشرق و مغرب کے درمیان ایک اور راستے پر چلا جو اسے بلند پہاڑوں والے شمالی علاقے میں لے گیا۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ﴾ یہاں تک کہ وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچا جو ترکوں کی سرزمین میں آرمینیا اور آذربائیجان کی سرحد کے قریب واقع تھا۔

1 الكهف 92:18-97.



(السدان) کے معنی ہیں: دو

پہاڑ، ان کے درمیان خالی جگہ تھی، جہاں سے یاجوج و ماجوج نکل کر آتے تھے، وہ ترکوں کے علاقے میں فساد انگیزی کرتے

اور کھیتی اور نسل کو تباہ کر دیتے تھے۔¹

جب ان ترکوں نے ذوالقرنین کے پاس قوت دیکھی تو انھوں نے اندازہ لگا لیا کہ یہ بادشاہ صاحب اختیار اور باصلاحیت ہے۔ انھوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان اس راستے کو بند کرنے کے لیے ایک دیوار کھڑی کر دے تاکہ وہ ان پر حملہ نہ کر سکیں۔ اس کام کے عوض ترکوں نے بادشاہ کو مال کی پیشکش بھی کی۔ لیکن اس نیک بادشاہ نے بغیر کسی معاوضے کے محض بھلائی کے طور پر اور اللہ سے اجر و ثواب لینے کے لیے دیوار بنانے کا فیصلہ کیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس مسئلے کا آسان ترین حل یہ ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کی



گزر گاہ کو ایک مضبوط دیوار سے بند کر دیا جائے، چنانچہ اس نے ترکوں سے کہا کہ وہ افرادی قوت سے اس کی مدد کریں:

سد ذوالقرنین جیسی پہاڑی دیوار

¹ تفسیر ابن کثیر، الکھف: 18

﴿فَاعْيَنُونِي بِقُوَّةٍ أَلْعَلَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا﴾ بادشاہ نے لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے دونوں پہاڑوں کے درمیان ترتیب سے کھڑے کر دیے اور پھر ان سے کہا: ﴿انْفُخُوا﴾ یعنی دھونکنیوں سے ان پر آگ جلاؤ ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا﴾ یعنی جب لوہے کی وہ چادریں شدت حرارت سے آگ کی طرح سرخ ہو گئیں۔ ﴿قَالَ اثْنَانِ يُفْرِغُ عَلَيْكَ قَطْرًا﴾ تو اس نے کہا کہ اب مجھے پگھلا ہوا تانبا فراہم کرو تاکہ میں اسے ان چادروں پر ڈال دوں۔ اس سے لوہے کے ٹکڑے آپس میں مضبوطی سے ایک دوسرے سے جڑ گئے اور ایک سخت پہاڑ کی طرح ناقابلِ تسخیر بن گئے۔

اس دیوار کی بلندی کے باعث یا جوج و ماجوج کے لیے اس پر چڑھنا یا اس کے اوپر سے جھانکنا ناممکن ہو گیا۔ دیوار کی مضبوطی اور موٹائی کے سبب اسے نیچے سے کھودنا یا اس میں سوراخ کرنا بھی ان کے لیے ممکن نہ رہا۔ اس مضبوط و مستحکم دیوار کے ذریعے سے ذوالقرنین نے یا جوج و ماجوج کے راستے کو بند کر دیا۔

یا جوج و ماجوج کون ہیں؟

یا جوج و ماجوج طالوت اور جالوت کی طرح عجمی نام ہیں۔ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور نوع بشر سے تعلق رکھتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے دو قبیلے ہیں۔¹

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ انھوں

1 فتح الباری، شرح صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3346-3348 و 106/13.

نے روایت کیا ہے کہ

”نبی کریم ﷺ ایک بار سفر میں تھے کہ صحابہ اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ پیدا

ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ان دو آیات کریمہ کی بلند آواز میں تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَوْنُهَا تَدْهُلُ كُلُّ مَرْضَعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝﴾

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی

(ہولناک) چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے (یہ حال ہوگا) کہ ہر

دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل

والی اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو نشے میں (مدہوش) دیکھیں

گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے اور لیکن اللہ کا عذاب (بڑا ہی)

شدید ہوگا۔“¹

1 الحج 2:22.



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آواز سنی تو اپنی سواریوں کو حرکت دی اور سمجھ گئے کہ اللہ کے رسول وہاں ہیں جہاں سے یہ آواز آرہی ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم لوگ جانتے ہو کہ وہ دن کیسا ہوگا؟ اس دن آدم علیہ السلام کو آواز دی جائے گی اور ان کا رب ان سے فرمائے گا: اے آدم! ایک گروہ کو آگ کی طرف روانہ کرو۔ وہ سوال کریں گے: اے میرے رب! جہنم رسید ہونے والا گروہ کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے لوگ جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔“ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مارے خوف اور حیرت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور ان کی ہنسی



غائب ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے جب انھیں اس پریشانی میں دیکھا تو فرمایا: ”عمل کرتے رہو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگ دو ایسی مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جب بھی کسی چیز

کے مقابلے میں ہوتی ہیں تو کثرت میں اس پر غالب آجاتی ہیں: ایک تو یاجوج و ماجوج اور دوسرے بنو آدم اور بنو ابلیس میں سے ہلاک ہونے والے۔“ عمران کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ کا خوف و پریشانی جاتی رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگوں

لوگوں کے درمیان اس طرح ہو، جس طرح اونٹ کے پہلو میں سیاہ نشان یا کسی جانور کے بازو میں ایک چھوٹا سا دائرہ ہوتا ہے۔“¹

جسمانی کیفیت

حضرت خالد بن عبد اللہ بن حرمہ اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ ﷺ نے بچھو کے کاٹنے کے سبب اپنا سر مبارک کپڑے سے باندھ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: لَا عَدُوَّ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا تُقَاتِلُونَ عَدُوًّا حَتَّى يَأْتِيَ بِأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ، صِعَارُ الْعُيُونِ، صُهْبُ الشَّعَافِ، مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ»



”تم کہتے ہو کہ کوئی دشمن نہیں، حالانکہ تم ہمیشہ لڑائی کرتے رہو گے حتیٰ کہ یا جوج و ما جوج آجائیں، چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے اور سرخی مائل سیاہ بالوں والے۔ وہ ہر ایک بلندی سے دوڑتے

ڈھال، جنگجو لڑائی کے دوران تلواریں اور کھباز یوں سے بچاؤ کے لیے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔

1 مسند احمد: 4/435، جامع الترمذی، تفسیر القرآن، حدیث: 3169، وقال: حدیث



ہوئے آئیں گے، ان کے چہرے گویا منڈھی ہوئی ڈھالیں ہیں۔“¹

«صُهْبُ الشَّعْفِ» یعنی ان کے بالوں کا رنگ سیاہ ہوگا جس میں سرخی بھی شامل ہوگی۔

«كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ» «المجن» ڈھال کو کہتے ہیں۔ ان کے چہروں کو ڈھال سے تشبیہ اس لیے دی گئی کہ وہ کشادہ اور گول ہوں گے۔ اور «المُطْرَقَةُ» اس لیے کہا گیا کہ وہ موٹے اور گوشت سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ (من کل حذب ینسلون) یعنی ہر بلند جگہ سے وہ تیزی سے نکلیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے۔

وہ دیوار میں سوراخ کیسے کریں گے؟

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یاجوج و ماجوج دو قبیلے ہیں۔ وہ زمین میں انواع و اقسام کا فتنہ و فساد برپا کرتے تھے حتیٰ کہ ذوالقرنین نے ان کو روکنے کے لیے دیوار بنا دی۔ یہ دیوار ان کے اور عام لوگوں میں حائل ہوگئی۔ بلاشبہ وہ پس دیوار موجود ہیں اور ان کے پاس کھانا پینا بھی ہے۔ ان کی زندگی اور نظام معیشت خاص طرز کے ہیں۔ یاجوج و ماجوج ہمہ وقت اس دیوار کو گرانے کی کوشش میں مشغول رہتے ہیں، چنانچہ وہ اسے کھودنے کی اور اس میں نقب لگانے کی کوشش جاری رکھتے ہیں۔

1 مجمع الزوائد: 13/8، ومسند أحمد: 271/5، والطبرانی ورجالہما رجال الصحیح.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیوار کے بارے میں فرمایا:

”یا جوج و ماجوج ہر روز اسے کھرپتے ہیں، جب اس میں سوراخ کرنے کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو ان کا سردار کہتا ہے: لوٹ چلو! تم کل اسے توڑنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ جب وہ لوٹ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتا ہے مگر جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس روز ان کا سردار کہے گا: لوٹ چلو! ان شاء اللہ تم کل اس میں سوراخ کر لو گے۔¹ ان کا سردار یہ کہتے ہوئے ان شاء اللہ کے الفاظ بھی کہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس روز بھی لوٹ جائیں گے۔

اگلے دن جب آئیں گے تو دیوار کو گزشتہ حالت پر ہی پائیں گے۔² تو وہ دیوار کو توڑ کر نکلیں گے اور لوگوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ وہ لوگوں کا سارا پانی پی جائیں گے۔ لوگ انھیں دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو ان کے تیر خون سے رنگین ہو کر واپس آئیں گے۔“³

¹ یعنی جب وہ ان شاء اللہ کہے گا اور تصرف اور فیصلے کو اپنی جانوں کے بجائے اللہ کی طرف منسوب کرے گا تو وہ تمام کامیاب ہو جائیں گے۔² یعنی جس قدر وہ کھود کر گئے تھے، اللہ تعالیٰ اسے ٹھیک نہیں کرے گا بلکہ وہ کھدی ہوئی ہی رہے گی۔³ مسند أحمد: 510/2، وجامع الترمذی تفسیر القرآن، حدیث: 3153، والمستدرک للحاکم: 488/4، وقال: صحیح علی شرط الشیخین، ووافقه الذہبی.

اس حدیث سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں

* اللہ تعالیٰ نے انھیں رات دن مسلسل کھدائی سے منع کر رکھا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ممکن تھا کہ اس میں سوراخ کر دیتے۔

* اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ توفیق بھی چھین رکھی ہے کہ وہ سیڑھی یا کسی اور آلے کے ذریعے دیوار پر چڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال میں یہ بات آنے ہی نہیں دی اور نہ انھیں یہ طریقہ سکھلایا ہے۔ ممکن ہے انھوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی ہو مگر دیوار کی بلندی اور ہمواری کے سبب ایسا کرنے سے قاصر رہے ہوں۔

* اللہ تعالیٰ انھیں وقت متعین اور قرب قیامت تک ان شاء اللہ کہنے کی توفیق عطا نہیں فرمائے گا۔

حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کاریگر اور حکمران و سلاطین بھی ہیں اور ان کی رعیت ایک نظام اور بالائی کنٹرول کے تحت کام کرتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت و مشیت کا اعتراف کرتے ہیں۔

اس امر کا بھی امکان ہے کہ ان کے حکمران کی زبان پر کلمہ ”ان شاء اللہ“ اس کے معانی کو جانے بغیر ہی آجائے اور اس کی برکت سے انھیں مقصد حاصل ہو جائے۔¹

1 فتح الباری، شرح صحیح البخاری، الفتن، حدیث: 7135.

یا جوج و ماجوج کے بارے میں آیات قرآنیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۚ إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۚ فَاتَّبَعِ سَبَبًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّمَا أَنْتَ تُعَذِّبُ وَإِنَّمَا أَنْتَ تُتَّخَذُ فِيهِمْ حُسْنًا ۚ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ۚ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ الْحُسْنَىٰ ۗ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۚ ثُمَّ اتَّبَعِ سَبَبًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ۗ كَذَٰلِكَ ۗ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۚ ثُمَّ اتَّبَعِ سَبَبًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۚ قَالُوا يَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۚ قَالَ مَا مَكِّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۚ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۗ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغَ عَلَيْهِ قَطْرًا ۚ فَمَا اسْتَطَعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَعُوا لَهُ نَقْبًا ۗ﴾

”اور (یہ لوگ) آپ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے: عنقریب میں اس کا کچھ ذکر تمہارے سامنے تلاوت کروں گا۔

بے شک ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا اور اسے ہر چیز کے اسباب دیے۔ چنانچہ وہ پیچھے لگا ایک راہ کے۔ حتیٰ کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچا، اس نے اسے پایا کہ وہ سیاہ کچھڑ (دلہل) والے چشمے میں غروب ہو رہا ہے اور اس نے اس کے پاس ایک قوم پائی۔ ہم نے کہا: اے ذوالقرنین! (تجھے اختیار ہے) خواہ تو (انھیں) سزا دے، خواہ ان سے اچھا برتاؤ کرے۔ اس نے کہا: جو شخص ظلم کرے گا، اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا، چنانچہ وہ اسے سخت ترین عذاب دے گا۔ اور رہا وہ جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو اس کے لیے (اللہ کے ہاں) بدلے میں خوب تر بھلائی ہے اور ہم لازماً اپنے کام میں سے اس کے لیے نہایت آسانی کا حکم دیں گے۔ پھر وہ ایک (اور) راہ کے پیچھے لگا۔ حتیٰ کہ جب وہ طلوع شمس کی جگہ پہنچا، اس نے اسے پایا کہ وہ ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جس کے لیے ہم نے سورج کے آگے کوئی پردہ نہیں رکھا۔ (واقعہ) ایسا ہی ہے اور یقیناً اس کے پاس جو کچھ تھا علم کے اعتبار سے ہم نے اس کا احاطہ کر لیا تھا۔ حتیٰ کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان دونوں کے اس طرف ایک قوم پائی جو قریب نہ تھا کہ کوئی بات سمجھیں۔ انھوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بے شک یا جوج و ماجوج اس سرزمین میں فساد کرنے والے ہیں تو کیا ہم تیرے لیے کچھ مال (جمع) کر دیں، اس (شرط) پر کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دے۔ اس نے کہا:

میرے رب نے اس میں جو مجھے قدرت دی ہے، بہت بہتر ہے، چنانچہ تم میری (افرادی) قوت سے مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان مضبوط بند بنا دوں گا۔ تم مجھے لوہے کے تختے لا دو حتیٰ کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا کو برابر کر دیا (تو) کہا: (اب اس میں) دھونکو حتیٰ کہ جب اس نے اسے (آگ) جیسا بنا دیا تو کہا: میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ اس پر ڈال دوں، پھر وہ (یا جوج و ماجوج) استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اس پر چڑھ جائیں اور نہ استطاعت رکھتے تھے کہ اس میں نقب لگائیں۔“¹

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا﴾ کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ ان سے مخاطب ہونے والے کی بات کو بہت مشکل اور بڑی دیر سے سمجھتے تھے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝﴾

”حتیٰ کہ جب یا جوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے (دوڑتے) آئیں گے۔“²

فرمان الہی: ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر بلند جگہ سے تیزی سے اترتے ہوئے آئیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے۔

1 الکہف 83: 18-99 2 الانبیاء 21: 96.

احادیث مبارکہ

❁ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور آپ فرما رہے تھے:

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَلُّ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِيحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدَمٍ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ۔ وَحَلَقَ بِإِصْبَعِيهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ»

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ عربوں کے لیے تباہی ہے، اس شر سے جو بہت قریب آچکا ہے۔ آج یا جوج و ما جوج کی دیوار میں اتنا سوراخ کھول دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور ساتھ ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنا کر دکھایا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت ہلاک ہو جائیں گے، جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، جب خباثت بہت زیادہ ہو جائے گی۔“¹

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے یا جوج و ما جوج کی دیوار میں اتنا سا سوراخ کھول دیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے نو (9) کی گرہ بنا کر دکھائی۔“²

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3346، وصحیح مسلم، الفتن وأشراف

الساعة، حدیث: 2880. 2 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3347.

* حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم! وہ کہیں گے: اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیری اطاعت پر قائم ہوں اور ساری خیر و بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جہنم والوں کو الگ کر دو۔ وہ کہیں گے: یا اللہ! جہنمیوں کا گروہ کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ (خوف و غم کی وجہ سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تم دیکھو گے کہ لوگ مدہوش ہیں، حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! وہ ہم میں سے ایک کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ! تم میں سے ایک شخص ہوگا اور (باقی ایک کم) ہزار یا جوج و ما جوج میں سے ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کی کل تعداد کا ایک چوتھائی ہو گے۔ ہم نے خوش ہو کر (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو گے۔ ہم نے خوش ہو کر (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔ ہم نے پھر خوشی سے (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں اس طرح ہو جیسے ایک سفید تیل کے جسم میں سیاہ بال ہوتا ہے یا پھر سیاہ تیل کے بدن میں سفید بال ہوتا ہے۔¹

1 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3348، وصحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 222.

* حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ پیدا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے ان دو آیتوں کو پڑھا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوُنَّهَا تُذْهِلُ كُلَّ مَرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝﴾

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی (ہولناک) چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے (یہ حال ہوگا) کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور آپ لوگوں کو نشے میں (مدہوش) دیکھیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب (بڑا ہی) شدید ہوگا۔“¹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آواز سنی تو اپنی سواریوں کو حرکت دی اور سمجھ گئے کہ اللہ کے رسول وہاں ہیں جہاں سے یہ آواز آرہی ہے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تم لوگ جانتے ہو کہ وہ دن کیسا ہوگا؟ اس دن آدم علیہ السلام کو آواز دی جائے گی اور ان کا رب تبارک و تعالیٰ ان سے فرمائے گا: اے آدم! جہنمیوں کو آگ کی

طرف روانہ کرو۔ وہ سوال کریں گے: اے میرے رب! جہنم والے کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے لوگ جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔“ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خوف اور حیرت کے مارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور ان کی ہنسی غائب ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں اس پریشانی میں دیکھا تو فرمایا: ”عمل کرتے رہو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! تم لوگ دو ایسی مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جب بھی کسی چیز کے ساتھ ہوتی ہیں تو کثرت کے اعتبار سے اس پر غالب آجاتی ہیں۔ ایک تو یاجوج و ماجوج اور دوسرے بنو آدم اور بنو ابلیس میں سے ہلاک ہونے والے۔“ عمران کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر صحابہ کا خوف اور پریشانی جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! تم لوگوں کے درمیان اس طرح ہو گے جس طرح اونٹ کے پہلو میں سیاہ علامت ہوتی ہے یا کسی جانور کے بازو میں ایک چھوٹا سا دائرہ ہوتا ہے۔¹

* نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت، عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور حکومت کرنے کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

«فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ

عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقَبْتَالِهِمْ فَحَرَّرُ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ»

”وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل

1 مسند احمد: 4/435، وجامع الترمذی، حدیث: 3169، وقال: حدیث حسن صحیح.



کوہ طور سے لیا گیا ریو ظلم کا فضائی منظر جو کہ سطح سمندر سے 826 میٹر بلند ہے۔

فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندے نکالے ہیں جن سے لڑائی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے۔ آپ میرے بندوں کو لے کر کوہ طور کی طرف چلے جائیں۔¹

حضرت نواس بن سمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ،
فَيَمُرُّ أَوَائِلَهُمْ عَلَى بَحِيرَةِ طَبْرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ
فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَّاءٌ»

”اللہ تعالیٰ یا جوج و ما جوج کو بھیجے گا، وہ ہر بلندی سے دوڑتے بھاگتے آئیں گے۔ ان کا پہلا گروہ جب ”جھیل طبریہ“ (Sea of Galilee) سے گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا، جب ان کا آخری گروہ

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2937.

1 وہاں پہنچے گا تو وہ کہیں کہے کہ کبھی اس جگہ پانی ہوا کرتا تھا۔“



”جھیل طبریہ“ کو ”بحیرہ جلیل“

بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مقبوضہ فلسطین

کے شمال میں واقع ہے۔ اس میں

دریائے اردن آکر گرتا ہے جو اپنے

بہاؤ کو جاری رکھتے ہوئے اس میں

سے اردن کے زیریں علاقے کے درمیان میں جا کر نکلتا ہے۔ اس کا حجم کچھ اس

طرح سے ہے کہ: ”بحیرہ طبریہ“ کا طول 23 کلومیٹر اور سب سے زیادہ چوڑائی 13

کلومیٹر ہے۔ اس کی گہرائی کہیں بھی 4.4 میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ سطح سمندر سے

210 میٹر نیچے واقع ہے۔

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2937.

طبریہ کی جھیل



اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

”پھر یاجوج و ماجوج چلتے چلتے ”جبل خمر“ تک جا پہنچیں گے۔¹ اب وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا ہے، آؤ اب ہم آسمان والوں کو قتل کریں، وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلانا شروع کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون سے رنگین کر کے واپس کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا جائے گا حتیٰ کہ بیل کا سر ان کے لیے اس سے بھی قیمتی ہو جائے گا۔² جیسے آج تم میں سے کسی کو سو دینار مل جائے۔“

پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں پر ایک کیڑا بھیج دے گا۔³ جس سے وہ سب کے سب ان واحد میں مرجائیں گے، پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پہاڑ سے) زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ بھی ایسی نہ ہوگی جو ان کی چربی اور بدبو سے متعفن نہ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جو دو کوہانوں والے بڑے

1 (خمر) خاء اور میم کے زبر کے ساتھ گھنے درخت کو کہتے ہیں۔ یہ دراصل جبل بیت المقدس ہے اور فلسطین میں واقع ہے۔² یعنی انھیں اس قدر سختی، حاجت اور بھوک لاحق ہوگی کہ اگر ان میں سے کسی کو بیل کا سر مل جائے گا تو اسے اس قدر خوشی ہوگی جس قدر خوشی کسی صحابی کو سو دینار ملنے سے ہوتی تھی۔³ ”نقحہ“ دراصل ایک کیڑا ہوتا ہے جو اونٹوں اور بکریوں کی گردن میں پیدا ہوتا ہے اور انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں پر بھی یہی کیڑا بھیجے گا۔



اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، وہاں پھینک دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی بارش برسائے گا جس سے مٹی، گارے، اون اور بالوں کے بنے تمام گھرتاہ ہو جائیں گے، وہ بارش ساری زمین کو دھو کر چکنی اور سپاٹ بنا دے گی پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنا پھل اگاؤ اور اپنی برکت لوٹاؤ۔ اس وقت ایسی برکت ہوگی کہ ایک انار پوری جماعت کے لیے کافی ہو جائے گا۔

انار کا خول اتنا بڑا ہوگا کہ وہ جماعت اس کے سایے میں بیٹھ سکے گی۔ دودھ میں اس قدر برکت ڈالی جائے گی کہ دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہو جائے گی۔ دودھ دینے والی گائے ایک پورے قبیلے کے لیے کافی ہوگی۔ دودھ دینے والی بکری ایک پورے گھرانے کو کافی ہوگی۔ اسی حال میں اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا۔ وہ انھیں بغلوں کے نیچے سے پکڑے گی اور ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی۔ زمین پر اس وقت صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح علانیہ طور پر لوگوں کی موجودگی میں مباشرت کریں گے، انھی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔¹

1 صحیح مسلم، الفتن و أشرار الساعة، حدیث: 2937.

ایک روایت میں ہے کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں دو کوہانوں والے بڑے اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔ وہ یا جوج و ما جوج کی نعشیں اٹھائیں گے اور انھیں ایک گہرے گڑھے میں پھینک دیں گے۔ مسلمان ان کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں سے سات برس تک آگ جلاتے رہیں گے۔¹

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کروایا گیا اور آپ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انھوں نے قیامت کا ذکر کیا تو سب نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا دی۔ انھوں نے دجال کے قتل کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ لوگ



اپنے شہروں اور گھروں کی طرف لوٹ رہے ہوں گے کہ ان کا سامنا یا جوج و ما جوج سے ہو جائے گا۔²

وہ ہر بلندی سے دوڑتے آ رہے

ہوں گے جس پانی سے گزریں گے، اسے جمیل طبریہ سے نکلنے والا دریائے اردن

پی کر ختم کر دیں گے اور جس چیز کو دیکھیں گے، اسے تباہ کر دیں گے۔ لوگ مجھ سے دعا

1 جامع الترمذی، الفتن، حدیث: 2240 وهو حدیث صحیح. 2 یعنی جب وہ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ جائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے تو یہ خبر سن کر لوگ واپس اپنے شہروں اور گھروں کو آجائیں گے مگر آتے ہی ان کو یا جوج و ما جوج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کا مطالبہ کریں گے، میں اللہ سے دعا مانگوں گا تو وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا۔ ان کی لاشوں کی بو سے زمین میں تعفن پھیل جائے گا، مسلمان پھر مجھ سے دعا کی التجا کریں گے، میں اللہ سے دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا، بارش کا وہ پانی ان کے جسموں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گا۔¹

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا:

”وہ لوگوں پر نکلیں گے تو ان کا سارا پانی پی لیں گے۔ لوگ ان سے (خوفزدہ ہو کر) بھاگ جائیں گے۔ یاجوج و ماجوج اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو وہ خون سے رنگین ہو کر واپس آئیں گے، وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں پر بھی غلبہ پالیا اور آسمان والوں پر بھی اپنی قوت اور عظمت کے باعث غالب آچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا بھیج دے گا جو ان سب کو ہلاک کر دے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر سیر ہوں گے اور موٹے تازے ہو جائیں گے۔“²

1 المستدرک للحاکم: 4/489,488، وقال: صحیح الإسناد ولم یخرجاه، ووافقه الذہبی فی تلخیصہ وأخرجه الإمام أحمد فی المسند: 4/182. 2 جامع الترمذی، تفسیر القرآن، حدیث: 3153، وحسنہ، وسنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4080، والمستدرک للحاکم: 488/4، وصححه الألبانی، ووافقه الذہبی فی التلخیص.

یا جوج و ما جوج کے بارے میں وارد ایک ضعیف حدیث

یا جوج و ما جوج کے بارے میں بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں بہت سی ضعیف احادیث بھی مشہور ہو گئی ہیں۔ ان میں سے یہ حدیث نہایت ضعیف ہے:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یا جوج و ما جوج کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا جوج ایک امت ہے اور ما جوج ایک امت ہے، ان میں سے ہر ایک امت میں چار لاکھ امتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک وہ اپنی اولاد میں سے ایک ہزار افراد کو اپنے سامنے مسلح شکل میں نہ دیکھ لے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمیں ان کے متعلق کچھ بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی تین اقسام ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ”ارز“ کی طرح ہے۔ میں نے کہا: ”ارز“ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شام میں ایک درخت ہے جس کی بلندی آسمان کی طرف ایک سو بیس ہاتھ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے کوئی تدبیر یا لوہا کارگر نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک قسم ایسی ہے جو اپنا ایک کان زمین پر بچھا کر دوسرے کان کو بدن پر پٹیٹ لے گی۔ وہ جس کے پاس سے گزریں گے، اسے کھا جائیں گے، چاہے وہ ہاتھی ہو، وحشی جانور ہو، اونٹ ہو یا خنزیر ہو۔ یا جوج و ما جوج میں سے جو کوئی مر جاتا ہے، وہ اسے بھی کھا جاتے ہیں۔ ان کے لشکر کا اگلا حصہ شام میں ہوگا تو آخری حصہ خراسان میں ہوگا۔ وہ مشرق

کے سب دریاؤں کا اور ”بحیرہ طبریہ“ کا پانی پی جائیں گے۔¹

یا جوج و ماجوج کی ہلاکت

یا جوج و ماجوج کے مرد، عورتیں اور بچے زمین میں قتل و غارتگری اور فساد کرتے ہوئے لوگوں کی عزتیں پامال کرتے ہوئے اودھم مچا دیں گے حتیٰ کہ ان کا کفر اس قدر بڑھ جائے گا کہ وہ آسمان پر تیر چلانا شروع کر دیں گے تاکہ جس طرح زمین پر ان کا قبضہ ہوا ہے، اسی طرح آسمان پر بھی ہو جائے۔ اہل زمین میں سے ان کی دست برد سے وہی بچے گا جو قلعہ بند ہوگا یا کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ ان قلعہ بند لوگوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھی بھی ہوں گے اور وہ شدید بھوک، حاجت اور سخت مشکلات کا شکار ہوں گے۔

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے۔ دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ایک مہلک کیڑا یا جوج و ماجوج کی گردنوں میں پیدا کر دے گا جس سے وہ سب کے سب مرجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ دو کوہانوں والے بڑے اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا جو یا جوج و ماجوج کے مردہ جسموں کو اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، انھیں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو زمین کو دھو کر صاف ستھری کر دے گی، پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنے پھل اگاؤ اور

1 مجمع الزوائد للہیثمی: 13/8..

اپنی برکتیں لوٹاؤ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا جوج و ماجوج کو کھول دیا جائے گا۔ وہ لوگوں پر چڑھ دوڑیں گے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَلَّ حَدَابٍ يَنْسُلُونَ﴾ ”وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“ زمین میں خوب غارت گری کریں گے، مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں پناہ گزین ہو جائیں گے اور اپنے مویشی بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔ یا جوج و ماجوج زمین کا سب پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ ان کا لشکر ایک دریا کے پاس سے گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا حتیٰ کہ وہ خشک ہو جائے گا۔ جب ان کا ایک دوسرا گروہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا: اس جگہ کبھی پانی ہوتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمین کے سب لوگ شہروں یا پناہ گاہوں میں محصور ہو جائیں گے تو یا جوج و ماجوج میں سے ایک شخص کہے گا: زمین والوں سے تو ہم فارغ ہو گئے ہیں، اب آسمان والے رہ گئے ہیں، پھر ان کا ایک شخص اپنا نیزہ لہرائے گا اور اسے آسمان کی طرف اچھال دے گا اور وہ خون سے آلودہ ہو کر واپس آئے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے آزمائش اور فتنہ ہوگا۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ ان پر ایک کیڑا بھیج دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہوگا، اس کے اثر سے یہ سب مرجائیں گے اور ان کی آہٹ تک سنائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کہ ہے کوئی ایسا شخص جو ہماری خاطر اپنی جان خطرے میں ڈال کر معلوم کرے کہ ہمارے اس دشمن کا کیا انجام ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اہل اسلام میں سے ایک شخص مرنے کی تیاری

کر کے اٹھے گا، وہ اپنے قلعے سے نیچے اتر کر دیکھے گا، تو ان سب کو اوپر تلے گرے ہوئے مردہ پائے گا۔ وہ خوشی سے پکار اٹھے گا: اے مسلمانو! مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کا صفایا کر دیا ہے۔ مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں سے نکل آئیں گے۔ ان کے مال مویشی آزادی سے چریں گے۔ ان کے جانوروں کے لیے اس وقت یا جوج و ما جوج کے گوشت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا، اسے کھا کر وہ اس قدر موٹے ہو جائیں گے، جتنا کوئی جانور کسی اچھے سے اچھے سبزے اور چارے کو کھا کر موٹا ہوتا ہے۔¹

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا جوج و ما جوج زمین میں موجود ہر شخص کو ہلاک کر ڈالیں گے، صرف وہی بچے گا جو کسی قلعے میں پناہ گزیر ہوگا۔ جب یا جوج و ما جوج زمین والوں کی ہلاکت سے فارغ ہو جائیں گے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ اب صرف وہی لوگ بچے ہیں جو قلعوں میں ہیں یا آسمان والے رہ گئے ہیں، وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے، تو وہ خون سے آلودہ ہو کر واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے کہ تم نے آسمان والوں سے بھی راحت حاصل کر لی ہے، اب صرف وہی رہ گئے ہیں جو قلعوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ ان کا محاصرہ کر لیں گے حتیٰ کہ ان کے لیے محاصرے کی مشکلات بہت بڑھ جائیں گی، ابھی وہ اسی سوچ بچار میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک کیڑا مسلط کر دے گا جو ان کی

¹ مسند أحمد: 77/3، وسنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: 4079، والمستدرک للحاکم: 489/4، وقال: حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه.



گردنوں میں پیدا ہوگا اور وہ ان کی گردنوں کو توڑ ڈالے گا۔ وہ ایک دوسرے پر گریں گے اور مر جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک کہے گا: کعبہ کے رب نے انھیں قتل کر دیا ہے۔ بعض دوسرے کہیں گے: نہیں نہیں، یہ ہمارے ساتھ دھوکا کر رہے ہیں تاکہ ہم ان کی طرف نکلیں اور یہ ہمیں بھی اسی طرح ہلاک کر دیں جس طرح انھوں نے ہمارے بھائیوں کو ہلاک کر دیا۔ وہ کہے گا کہ تم مجھے قلعے کا دروازہ کھول دو میں باہر جا کر ان کی خبر لاتا ہوں۔ وہ کہیں گے کہ ہم نہیں کھولیں گے۔ وہ کہے گا کہ مجھے کوئی رسی دے دو۔ وہ رسی کے ذریعے نیچے اترے گا تو ان سب کو مردہ پائے گا۔¹

1 المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية: 443/18، حدیث: 4523.

یا جوج و ما جوج کے بعد کوئی لڑائی نہیں

جب اللہ تعالیٰ یا جوج و ما جوج کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں سوائے مومنوں کے کوئی نہیں بچے گا۔ برکات و خیرات ہر طرف پھیل جائیں گی، ان کے دل آپس میں صاف ہوں گے اور جدال و قتال اور جنگیں ختم ہو جائیں گی۔

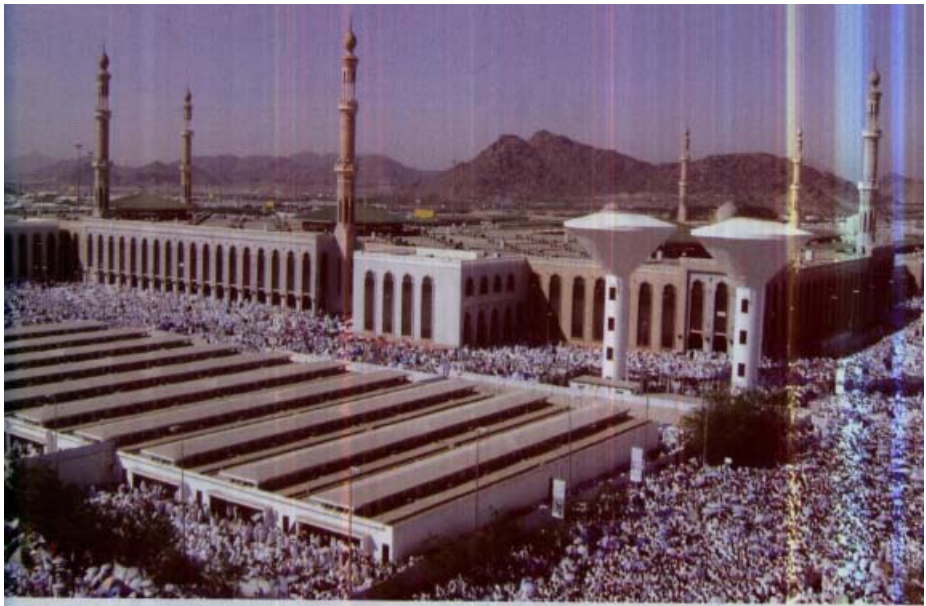
حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: اللہ کے رسول! گھوڑوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، ہتھیار رکھ دیے گئے ہیں، لوگوں کا خیال ہے کہ اب کوئی لڑائی نہیں ہوگی اور جنگیں اختتام پذیر ہو گئی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انہوں نے غلط کہا، لڑائی تو اب آئی ہے۔ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ ایسی رہے گی جو اللہ کے راستے میں لڑتی رہے گی، ان کے مخالفین ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں کو جنھیں اللہ رزق دے رہا ہوگا، ٹیڑھا کر دے گا۔ وہ جماعت قیام قیامت تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتی رہے گی۔“

لڑائی یا جوج و ما جوج کے نکلنے تک موقوف نہ ہوگی۔“¹

1 السنن الكبرى للنسائي: 218/5، و سلسلة الأحاديث الصحيحة: 571/4،





یا جوج و ما جوج کے بعد حج باقی رہے گا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِيَحْجَنَّ الْبَيْتُ وَلِيَعْتَمِرَنَّ بَعْدَ

خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ»

”خروج یا جوج و ما جوج کے بعد بھی

بیت اللہ شریف کا حج اور عمرہ کیا جائے

گا۔“¹

¹ صحیح البخاری، الحج، حدیث: 1593.



ذوالقرنین کی یاجوج و ماجوج کے لیے بنائی ہوئی دیوار کو کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی کے لیے دیکھنا ممکن بھی ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے اسے دیکھا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں اسے تعلقاً صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے، وہ ایک دھاری دار چادر کی طرح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: ”واقعی تم نے اسے دیکھا ہے۔“



حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث کو ابن ابی عمر نے اہل مدینہ کے ایک شخص سے موصولاً روایت کیا ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یاجوج و ماجوج کی دیوار دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کیسی تھی؟“ اس نے عرض کی: دھاری دار چادر کی طرح، ایک دھاری سرخ اور ایک دھاری سیاہ۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: ”واقعی تم نے اسے دیکھا ہے۔“¹

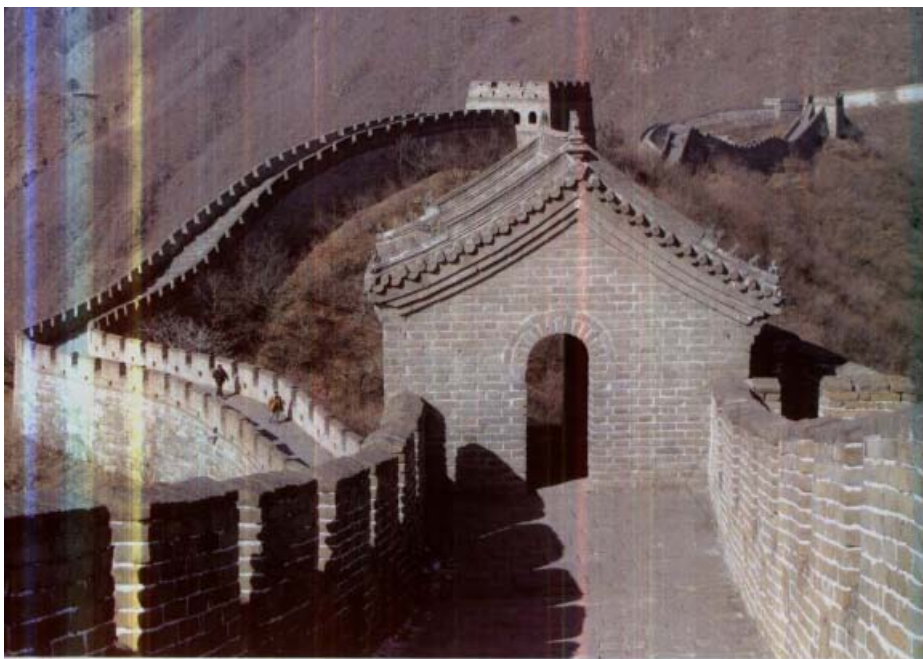
1 فتح الباری شرح صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3348.

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے دیوار اور بعض بادشاہوں کے اس تک پہنچنے کی کوشش کا قصہ ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

”خليفة واثق بالله¹ نے اپنی حکومت کے زمانے میں اپنے کچھ امراء کو تیار کیا اور ان کے ساتھ ایک لشکر بھی روانہ کیا تاکہ وہ اس دیوار کا جائزہ لیں، اس کا معائنہ کریں اور واپسی پر خلیفہ کو اس کی رپورٹ پیش کریں۔ یہ لشکر ایک ملک سے دوسرے ملک، ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرتا رہا حتیٰ کہ اس دیوار تک پہنچ گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ دیوار کو لوہے اور تانبے سے بنایا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ بھی ذکر کیا کہ اس میں ایک دیوہیکل دروازہ بھی ہے جس پر بہت بڑے بڑے تالے لگے ہوئے تھے، نیز دیکھا کہ وہاں مٹی اور پتھر سے ایک برج تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے پاس اس کے پڑوسی ملکوں کے بادشاہوں کی طرف سے کچھ پہریدار بھی تھے۔ یہ دیوار بلند وبالا، پر شکوہ اور عظیم ہے، اس پر کوئی چڑھ نہیں سکتا، نہ اس کے ارد گرد کے پہاڑوں پر چڑھا جا سکتا ہے۔ یہ مشن قریباً دو سال تک اپنے کام میں مشغول رہنے کے بعد واپس لوٹا اور بہت سے عجیب و غریب امور کا مشاہدہ کر کے آیا۔²

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کی کوئی سند بیان نہیں کی اور نہ صحت و ضعف کے اعتبار سے اس پر کوئی تبصرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

¹ خليفة واثق بالله نے عہد عباسی میں (227 تا 232ھ بمطابق 842 تا 847ء) حکومت کی۔ عباسی خلفاء میں ترتیب کے لحاظ سے ان کا نواں نمبر بنتا ہے۔ ² البداية و النہایة: 126/7.

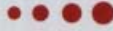


کیا سید ذوالقرنین کا دیوار چین ¹ سے کوئی تعلق ہے؟

سید ذوالقرنین اور دیوار چین میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔

① ذوالقرنین نے یہ دیوار یا جوج و ما جوج کے حملوں کو روکنے کے لیے بنائی تھی لیکن دیوار چین کو وہاں کے حکمرانوں نے اپنی مملکت کی حفاظت کے لیے تعمیر کیا۔

① عظیم دیوار چین تاریخ انسانی میں طویل ترین تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ اس کی لمبائی 6400 کلومیٹر ہے۔ اس پر 4 قبل مسیح میں کام شروع ہوا اور 17ء تک جاری رہا۔ اس دیوار کو چینیوں نے شمالی حملہ آوروں سے حفاظت کے لیے تعمیر کیا تھا۔ یہ دیوار چین کے شمال مشرقی ساحل سے شروع ہو کر وسط چین تک چلی گئی ہے۔ ماہ و سال کے گزرنے سے اس کے کچھ اجزاء گر بھی گئے تھے۔ بعد میں ان کی مرمت کر دی گئی۔ اس کے بنیادی حصے کی لمبائی (3460) کلومیٹر ہے۔ دیوار کی بلندی (7.5) میٹر ہے اور موٹائی بنیاد سے (7.5) میٹر جبکہ اوپر جا کر یہ (4.6) میٹر رہ جاتی ہے۔ پوری دیوار میں ہر (180) میٹر کے فاصلے پر نگرنی کے لیے برج بنائے گئے ہیں۔ گزشتہ صدیوں میں اس دیوار کے بعض حصے منہدم ہو گئے تھے جنہیں 1949ء میں چینیوں نے دوبارہ تعمیر کر لیا۔



② سد ذوالقرنین کی بناوٹ لوہے اور تانبے سے ہے جبکہ دیوار چین کو پتھر، اینٹوں اور چونے سے بنایا گیا ہے۔

③ یاجوج و ماجوج کی دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ان کا راستہ بند کرنے کے لیے بنائی گئی تھی جب کہ دیوار چین مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں سے ہوتی ہوئی مشرقی چین سے مغربی چین تک ہزاروں میلوں پر محیط ہے۔

④ سد یاجوج و ماجوج کو آخری زمانے میں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، توڑ ڈالے گا لیکن دیوار چین تو ماضی میں کئی جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔



مصنوعی سیارے (Satellite) یا جوج و ماجوج کو کیوں نہیں دیکھ سکتے؟

زمین کے تمام حصوں کی معرفت اور ان میں موجود ساری مخلوقات کا احاطہ کرنا تو محض اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے جس نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اگر ہم یا جوج و ماجوج کی دیوار، یا دجال کی جگہ یا اور دیگر مخلوقات کو معلوم نہیں کر سکے تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ موجود ہی نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ اللہ



تعالیٰ نے خود ہی لوگوں سے یا جوج و ماجوج اور ان کی دیوار کو اوجھل کر رکھا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور لوگوں کے درمیان بعض ایسی اشیاء حائل کر دی ہوں جو انھیں دیکھنے میں مانع ہوں جیسا کہ بنی اسرائیل کے

ساتھ ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں میدان ”تیه“¹ میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا تو وہ زمین کے چند کلومیٹر کے علاقے میں ہی چالیس برس تک بھٹکتے رہے اور لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا حتیٰ کہ وہ مدت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اس نے ہر چیز کے لیے ایک متعین وقت اور مدت مقرر کر رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

¹ یعنی جب بنی اسرائیل میدان تیه میں بھٹک گئے، نہ انھیں راستے کا پتہ چلتا تھا اور نہ اطمینان حاصل ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل کے زمین میں بھٹکنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام

﴿وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۗ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِبُكِينٍ ۝ لِكُلِّ نَبِيٍّ مُّسْتَقَرٌّ ۖ وَسَوْفَ يُعْلَمُونَ ۝﴾

”اور اس (قرآن) کو آپ کی قوم نے جھٹلایا، حالانکہ وہ حق ہے، کہہ دیجیے: میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ ہر ایک خبر کا وقت مقرر ہے اور جلد ہی تم جان لو گے۔“¹

۱۱ اور ان کی قوم کو (آل فرعون سے) نجات عطا فرمائی تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ﴿ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ ”اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے۔“ وہ زمین بیت المقدس کی تھی مگر انھوں نے اس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: ﴿إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جِبَارِينَ وَإِنَّا لَنَنذِرُكُم بِهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دُخِلُونَا ۝﴾ ”وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم تو ہرگز وہاں نہ جائیں گے۔ ہاں، اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم بخوشی چلے جائیں گے۔“ کہنے لگے: وہ تو بڑی سرکش اور جاہر قوم ہے، یعنی ان کے پاس قوت و جبروت ہے۔ ہم اس بستی میں کبھی داخل نہ ہوں گے۔ جب انھوں نے اس ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأَنهَآ مَحْرَمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ ”کہ اب یہ زمین ان پر چالیس برس کے لیے حرام کر دی گئی ہے، چنانچہ یہ (خانہ بدوش) ہو کر چالیس برس تک اس زمین میں بھٹکتے رہے۔ وہ ایک جگہ ہوتے، دن بھر سفر کرتے مگر جب رات ہوتی تو خود کو پھر اسی جگہ پاتے جہاں کل رات گزاری تھی۔ انھیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کدھر جائیں۔ سارا دن اپنی سواریوں اور قدموں پر چلتے مگر اس کے باوجود کوئی مسافت طے نہ ہوتی بلکہ اس وحشت ناک صحرا میں چالیس برس تک ایک ہی جگہ گھومتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ سزا اس لیے مسلط کی تھی کہ انھوں نے اس وقت سرکشی کا مظاہرہ کیا، جب انھیں ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا، حکم ماننے کے بجائے انھوں نے یہاں تک کہہ دیا: ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَتِلَا إِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ﴾ ”اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب جا کر دو دنوں ہی لڑ بھڑ لو، ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔“¹ الانعام 6: 67,66.

جس چیز کے اکتشاف سے پہلے لوگ قاصر رہے، اسے بعد والے بھی معلوم نہ کر

سکے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔¹

آخری بات یہ کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”یا جوج و ما جوج کے بارے میں وارد یہ احادیث حقیقت پر مبنی ہیں۔ ان پر ایمان رکھنا واجب ہے کیونکہ یا جوج و ما جوج کا خروج علامات قیامت میں سے ہے۔ ان کے بارے میں وارد احادیث میں وضاحت سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی کثرت تعداد کے باعث کسی کے پاس ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور دجال سے نجات پانے والے ان کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام یا جوج و ما جوج کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کے اثر سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ ہلاکت کے بعد ان کی لاشوں کے تعفن سے اہل زمین بہت اذیت میں ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیج دے گا جو انھیں اٹھا کر ایسی جگہ جا پھینکیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔²

¹ دجال کے بارے میں تفصیلی کلام میں گزر چکا ہے کہ ”برمودا مثلث“ ابھی تک ایک معمہ ہے جس کی حقیقت کے متعلق سائنسی ترقی اور جدید وسائل کے باوجود اہل علم تا حال حیرت و پریشانی کا شکار ہیں۔² قاضی عیاض کا یہ کلام ملا علی قاری نے مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 2/16 میں ذکر کیا ہے۔

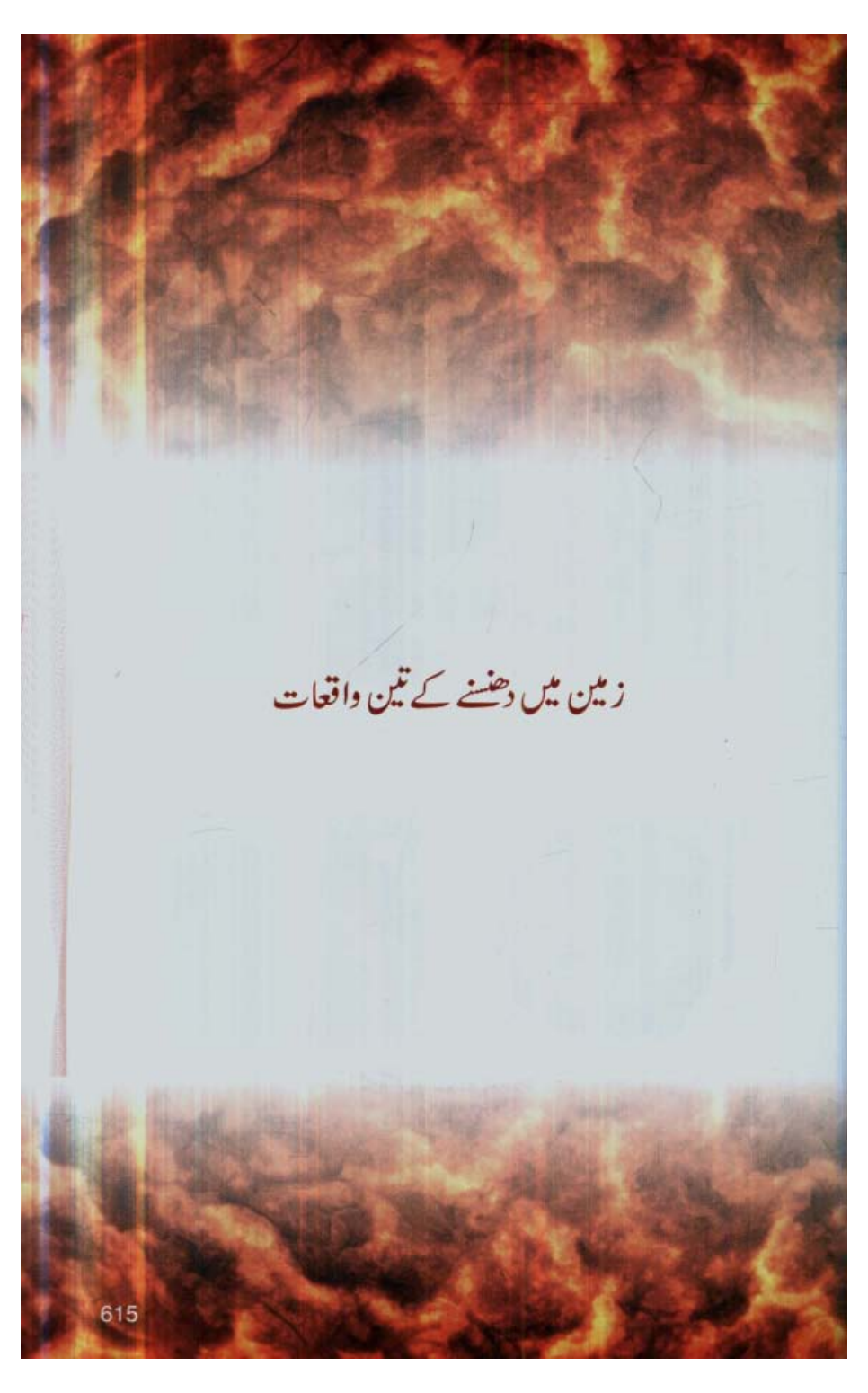
آخری بات

کیا مسلمانوں پر یا جوج و ما جوج کے خلاف لڑنا واجب ہے؟

جواب

ہر شخص پر ان کے خلاف لڑنا واجب نہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے: ”میں نے اپنے کچھ ایسے بندے بھیجے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں ہمت نہیں، لہذا آپ میرے مؤمن بندوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2937.

The image shows a landscape with a bright, hazy sky and a dark, rocky foreground. The sky is a mix of light blue and white, with some faint clouds. The foreground is dark and textured, possibly representing a rocky or volcanic terrain. The overall mood is dramatic and somewhat mysterious.

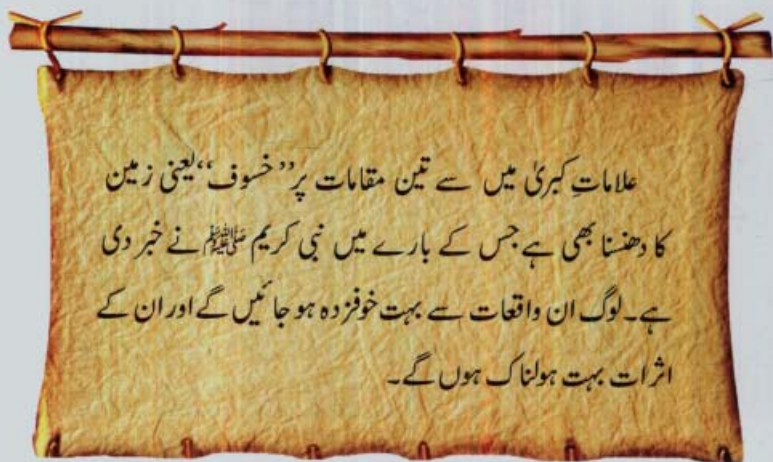
زمین میں دھنسنے کے تین واقعات



ذہماک کی ایک سڑک پر زمین دھسنے کا عبرتناک منظر



زمین دھنس جانے کے چند اور مناظر



”خسف“ کے معنی

خسف کے معنی ہیں: زمین کا پھٹ جانا اور جو کچھ اس کے اوپر ہو، اس کا زمین کے اندر غائب ہو جانا۔

زمانہ ماضی و حاضر میں بہت سے ایسے واقعات پیش آچکے ہیں جو قوت اور حجم میں ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ مگر وہ ”خسوف“ جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے ان کی ایک خاص حیثیت ہوگی اور ان کی خبر اور چرچا ہر طرف پھیل جائے گا۔

تین مقامات پر ہونے والے وہ ”خسوف“ جن کا ذکر احادیث میں وارد ہے، آخری زمانے میں واقع ہوں گے۔ قرآن و سنت کی بہت سی نصوص ان پر دلالت کرتی ہیں۔

حسف کے بارے میں وارد احادیث

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟“ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ: فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالذَّجَالَ وَالِدَابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خُسُوفٍ بِالْمَشْرِقِ، وَخُسُوفٍ بِالْمَغْرِبِ، وَخُسُوفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ»

”یقیناً وہ (قیامت) اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو، پھر آپ نے ذکر کیا: دھواں، خروج دجال، خروج داہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول، خروج یاجوج و ماجوج، مشرق، مغرب اور جزیرہ نمائے عرب میں زمین کا دھنس جانا اور سب سے آخر میں جو علامت ظاہر ہوگی، وہ یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر (شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن و أشراط الساعة، حدیث: 2901.

ایسی احادیث جن میں ”دھسنے“ کے واقعات کا ذکر ہے جو گناہوں کی سزا کے طور پر ہوں گے

* حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو و لعب میں رات گزاریں گے، جب صبح ہوگی تو سب کے سب خنزیر بن چکے ہوں گے۔ اس امت کے بعض قبائل کو ان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب صبح ہوگی تو لوگ کہیں گے کہ آج رات بنو فلاں کو زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ آج رات فلاں قبیلے کے گھروں کو زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ ان پر پتھر برسائے جائیں گے اور ان پر منحوس ہوا بھیجی جائے گی جو انھیں اسی طرح ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گی جس طرح پہلی قوموں کو ان کے شراب پینے، سود کھانے، مردوں کے ریشم پہننے، گانے بجانے والی عورتیں اختیار کرنے اور قطع

رحمی کرنے کی وجہ سے بیخ و بن سے اڑا چکی ہے۔ ابو امامہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان ہلاک ہونے والوں کی ایک اور خصلت بھی ذکر کی مگر میں اسے بھول گیا ہوں۔¹

* حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«فِي أُمَّتِي خُسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ»

² ”میری امت میں خسف و مسخ اور پتھروں کی بارش ہوگی۔“

* حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



«بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجْرُ إِزَارَهُ

مِنَ الْخِيَلَاءِ خُسْفَ بِهِ،

فَهُوَ يَتَجَلَجَلُ فِي الْأَرْضِ

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

”ایک شخص تکبرانہ انداز میں

اپنی چادر زمین پر گھیٹتے ہوئے چل رہا تھا، اسے زمین میں دھنسا دیا گیا

اور وہ اس میں قیامت تک دھنستا ہی چلا جائے گا۔“³

(یتجلجل) کے معنی ہیں: آواز کے ساتھ حرکت کرنا۔

1 المستدرک للحاکم: 4/515، وقال: حدیث صحیح علی شرط مسلم. 2 أخرجه

الحاکم: 4/492، وقال: إن كان أبو الزبير سمع من عبد الله بن عمر فإنه صحیح علی

شرط مسلم، ولم يخبره. 3 صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، حدیث: 3485.

* حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا:

”اے انس! لوگ مختلف شہروں میں رہائش اختیار کریں گے، ان میں سے ایک شہر کا نام ”بصرہ“ یا ”بصیرہ“ ہے۔ اگر تمہارا وہاں گزر ہو یا اس میں داخل ہونے کا اتفاق ہو تو اس کی شوریلی زمینوں سے، اس کی زرعی پیداوار سے، اس کے بازاروں سے اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچ کر رہنا۔ تم اس کے نواحی علاقوں تک ہی رہنا کیونکہ اس شہر والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، ان پر پتھروں کی بارش ہوگی اور وہاں زلزلے آئیں گے۔ کچھ لوگ وہاں رات گزاریں گے مگر صبح ہونے سے قبل بندر اور خنزیر بن جائیں گے۔“¹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ لوگ مختلف شہروں میں جا کر رہیں گے، ان میں سے ایک ”بصرہ“ نامی شہر بھی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خبردار کیا کہ وہ اس شہر کی شوریلی زمین سے بچ کر رہیں، وہ اس کی نباتات سے اور اس کے بازاروں سے بھی بچ کر رہیں جہاں لوگ جمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ظالم حکام کے دروازوں پر جانے سے بھی ڈرایا کیونکہ شہر میں زمین دھسنے، پتھر برسنے، زلزلے برپا ہونے اور شکلیں بدلنے کے واقعات ہوں گے۔

1 سنن ابی داؤد، الملاحم، حدیث: 4307، وصححه الألبانی.

آپ ﷺ نے انھیں بصرہ کے گرد ونواح میں رہنے کی ہدایت فرمائی تاکہ وہ ہلاکت سے بچ سکیں۔

* حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو اسے میری طرف سے سلام نہ کہنا، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”میری امت کے قدریہ فرقے کے لوگوں کے ساتھ شکلیں بدلنے، زمین میں دھنسنے اور پتھروں کی بارش جیسے واقعات پیش آئیں گے۔“¹

خلاصہ

آخری زمانے میں واقع ہونے والے تین بڑے ”خسوف“ میں سے ایک کے مقام اور سبب کا ذکر پہلی حدیث میں ہو چکا ہے۔ جہاں تک خسف کے باقی دو واقعات کا تعلق ہے تو وہ بھی آخری زمانے میں واقع ہوں گے۔ لیکن مجھے ان کے مقام یا سبب پر دلالت کرنے والی کوئی حدیث نہیں مل سکی۔ واللہ اعلم۔

1 سنن ابن ماجہ، الفتن حدیث: 4061، وجامع الترمذی، القدر، حدیث: 2152، وهو

حدیث صحیح۔

دھوئیں کا اٹھنا

THE SMOKE

علاماتِ قیامت مختلف نوعیت کی ہیں۔
 بعض زمین سے تعلق رکھتی ہیں، جیسے:
 حسف، خشک سالی وغیرہ۔ بعض ایسی ہیں
 جن کا تعلق لوگوں سے ہے، جیسے: عورتوں کی
 کثرت اور مردوں کی قلت۔ بعض کا تعلق
 انسانی اخلاق سے ہے، جیسے: زنا کا پھیلنا۔
 بعض وہ ہیں جن کا تعلق آسمان سے ہے،
 انہی میں سے دھوئیں کا اٹھنا بھی ہے۔

* دھوئیں سے کیا مراد ہے؟

* کیا یہ علامت واقع ہو چکی ہے؟

* اس میں کیا حکمت ہے؟

اس کے علاماتِ قیامت میں سے ہونے کی دلیل حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ

ہے:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۗ هَذَا
 عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَتَى لَهُمُ
 الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝﴾

”تو آپ اس دن کا انتظار کیجیے جب آسمان صاف دھواں لائے گا۔ جو
 لوگوں کو ڈھانپ لے گا (کہا جائے گا): یہ دردناک عذاب ہے۔ (کافر



دھویں کی فرضی تصویر، یہ قرآن میں مذکور دھواں نہیں ہے۔

کہیں گے:) اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب ہٹا دے، بلاشبہ ہم ایمان لانے والے ہیں۔ ان کے لیے نصیحت کیونکر ہوگی جبکہ ان کے پاس ایک کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آگیا۔“¹

آیت میں وارد ”دخان“ کے بارے میں علماء کے دو اقوال

① بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو قریش کو شدت بھوک کی شکل میں اس وقت پہنچا جب نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعوت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے بددعا فرمائی تھی۔ وہ اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتے تو انھیں بھوک اور قحط کی وجہ سے دھوئیں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سلف صالح کی ایک جماعت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور ابن جریر طبری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔²

حضرت مسروق بن اجدع سے روایت ہے:

1 الدخان 4 4 10-13. 2 أضواء البيان للشنقيطي، النحل 16: 112.

”ہم ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص وہاں آیا اور کہا: اے ابو عبد الرحمن! ایک قصہ گو یہ قصہ بیان کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دھوئیں کی علامت جب ظاہر ہوگی تو کفار کی سانسیں بند ہو جائیں گی جب کہ مومنوں پر اس سے صرف زکام جیسی کیفیت طاری ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور غصے کی حالت میں فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو، تم میں سے جسے کسی چیز کا علم ہو تو صرف اسے اپنے علم کے مطابق بیان کرے اور جسے کسی چیز کا علم نہ ہو وہ ”اللہ أعلم“ کہے۔ اس نے تمہیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب کوئی کسی بات کو نہ جانتا ہو تو اس کے بارے میں ”اللہ أعلم“ کہہ دے۔

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

”(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں تم سے اس (تبلیغِ دین) پر کوئی اجر نہیں مانگتا اور میں تکلف (بناوٹی کام) کرنے والوں میں سے نہیں۔“¹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ لوگ ان کی بات قبول نہیں کر رہے تو اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں بددعا کی: **«اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبَ يُونُسُ»** ”اے اللہ! ان پر سات برس کا قحط بھیج جس طرح کہ یوسف علیہ السلام کی قوم پر بھیجا تھا۔“²

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”انھیں ایسی قحط سالی نے آپکڑا جس نے ہر چیز ختم کر دی۔

1 ص 38: 86. یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انھیں اسی طرح مصیبت میں ڈالے جس طرح اہل مصر کو مصیبت میں ڈالا گیا تھا۔ ان کے سات برس خشک سالی اور قحط میں گزرے۔

حتیٰ کہ بھوک اور افلاس کی شدت کے باعث وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ان میں سے جب کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کے باعث اسے دھواں ہی دھواں نظر آتا۔¹

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بھی قول ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں:
 (الذّرام) ² (الروم) ³ (البطشة) ⁴ (القمر) ⁵ (الدخان) ⁶۔

② بہت سے علمائے کرام اس طرف گئے ہیں کہ ”الدخان“ ان علامات قیامت میں سے ہے جن کا ابھی انتظار ہے، تا حال وہ ظاہر نہیں ہوئیں اور وہ قرب

1 صحیح البخاری، الاستسقاء حدیث: 1007، وصحیح مسلم، صفة القيامة والجنة والنار، حدیث: 2798. 2 ”الذّرام“ سے مراد وہ عذاب ہے جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے: ﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ (الفرقان 77:25) ”تم نے تکذیب کی ہے، سو اس کی وجہ سے عذاب تمہارے لیے لازم ہوگا۔“

3 اشارہ ہے ان آیات کریمہ کی طرف: ﴿الْمَآءِ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي آدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَّغْلِبُونَ ۝﴾ (الروم 1:30) ”آلہم۔ رومی مغلوب ہو گئے۔ قریب ترین سرزمین (شام و فلسطین) میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہوں گے۔“

4 اشارہ ہے اس ارشاد باری کی طرف: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝﴾ (الدخان 4:16) اور (البطشة الكبرى) سے مراد غزوہ بدر ہے۔

5 اس فرمان باری تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے: ﴿إِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۖ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ ۝﴾ (القمر 1:54) چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی بات علامات صغریٰ میں علامت نمبر (3) میں گزر چکی ہے۔

6 صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: 4825، وصحیح مسلم، صفات المنافقین وأحكامهم، حدیث: 2798۔

قیامت واقع ہوگی۔ یہ قول حضرت علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عباس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کا ہے۔

حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ سے متعلق قبل ازیں بیان کردہ احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

بعض دیگر اہل علم نے ان اقوال میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ ”دخان“ دو ہیں: ان میں سے ایک تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ظاہر ہو چکا ہے اور دوسرا قرب قیامت کو ظاہر ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھے: ”دخان“ دو ہیں: ایک تو گزر چکا ¹ اور دوسرا وہ ہوگا جس سے زمین و آسمان کا خلا بھر جائے گا۔ مؤمن پر تو اس کا اثر زکام جیسا ہوگا مگر کافروں کے کان اس سے پھٹ جائیں گے۔ ²

راجح قول یہی ہے کہ جس ”دخان“ کا یہاں ذکر ہے، وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ وہ قرب قیامت ہی کو ظاہر ہوگا۔ قرآن کریم کی آیت بھی اسی کی تائید کرتی ہے:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝﴾

”آپ اس دن کے منتظر رہیں جب آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔“ ³

مطلب یہ ہے کہ آسمان میں ایک ایسا نمایاں اور واضح دھواں ظاہر ہوگا جسے ہر کوئی دیکھے گا۔

جہاں تک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا تعلق ہے کہ قریش اسے دیکھ چکے

1 یعنی جو دھواں قریش نے دیکھا تھا۔ 2 التذکرۃ للمقرطبی: 655. 3 الدخان 4: 10.

ہیں تو قریش کو بھوک اور افلاس کی شدت کے باعث محض خیال ہوتا تھا کہ آسمان میں دھواں ہے لیکن وہ ان کا وہم تھا۔ یہ دھواں حقیقی ہوگا۔ ارشاد الہی ہے: ﴿يَعْشَى النَّاسَ﴾ یعنی وہ دھواں حقیقت میں لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اور ارشاد الہی: ﴿هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جب دھواں انھیں پریشان کرے گا تو لوگوں سے کہا جائے گا کہ یہ دردناک عذاب ہے۔

”دخان“ کے بارے میں وارد احادیث

* حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ: فَذَكَرَ الدُّخَانَ،
وَالدَّجَالَ --- الحديث»

”بلاشبہ وہ (قیامت) ہرگز قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو..... اور آپ نے دھوئیں اور دجال کا ذکر کیا..... الحدیث۔“¹

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوِ الدُّخَانَ،

1 صحیح مسلم، الفتن و أشراف الساعة، حدیث: 2901.



أَوِ الدَّجَالِ، أَوِ الدَّابَّةِ، أَوْ خَاصَّةً أَحَدِكُمْ أَوْ أَمْرَ الْعَامَّةِ»

”چھ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، یا دھوئیں کا ظاہر ہونا، یا دجال کا ظاہر ہونا، یا خروج دابہ، یا تم میں کسی کا خاص وقت (موت) آجانا، یا سب کے لیے واقع ہونے والا معاملہ (قیامت کا) قائم ہو جانا۔“¹

* حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں:

”ایک دن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: میں رات بھر سو نہیں سکا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ میں نے پوچھا: کس لیے؟ کہنے لگے: لوگوں نے بتلایا ہے کہ دم دار ستارہ طلوع ہو چکا ہے، مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں دھواں نہ آپہنچا ہو، اسی خیال سے میں پوری رات نہ سو سکا۔“²

اس اثر میں محلِ شاہد یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دخان سے اس لیے خوفزدہ ہوئے کہ یہ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراط الساعة، حدیث: 2947. 2 تفسیر ابن کثیر، الدخان

خروجِ دابہ

(عجیب الخلق جانور کا ٹکنا)



آخری زمانے میں فساد پھیلنے، برائیوں کے ظاہر ہونے اور لوگوں کے ان کا عادی ہونے کے سبب اچھے برے لوگ خلط ملط ہو جائیں گے حتیٰ کہ مومن و منافق اور مسلم و کافر کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ ایک جانور ظاہر کر دے گا۔

* دابہ کیا چیز ہے؟

* وہ کہاں اور کب ظاہر ہوگا؟

* اس کے ذمے کیا کیا کام ہوں گے؟

دابہ کا ذکر قرآن مجید میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ
النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾

”اور جب ان پر (قربِ قیامت کے وعدے کی) بات پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے، وہ ان سے کلام کرے گا۔ بے شک یہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔“¹

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿تُكَلِّمُهُمْ﴾ کے ایک معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ وہ ان سے مخاطب ہوگا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ انہیں زخمی کرے گا۔ سعید بن جبیر،

عاصم جعدری اور ابورجاء عطار دی رضی اللہ عنہما کی قراءت (تَكَلِّمُهُمْ، یعنی تَجَرَّحُهُمْ) کہ وہ انھیں زخمی کرے گا، اسی معنی میں ہے۔“

اس دابہ کے اوصاف کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔ علامہ ماوردی اور ثعالبی نے اس کے اوصاف کے بارے میں بعض ایسی عجیب و غریب باتیں بیان کی ہیں جن کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہ کہ اس کا سر تیل کے سر کی طرح ہوگا اور اس کے کان ہاتھی کے کانوں جیسے ہوں گے، وغیرہ۔

لیکن ہم اس کی جو صفات جانتے ہیں وہ یہ ہیں

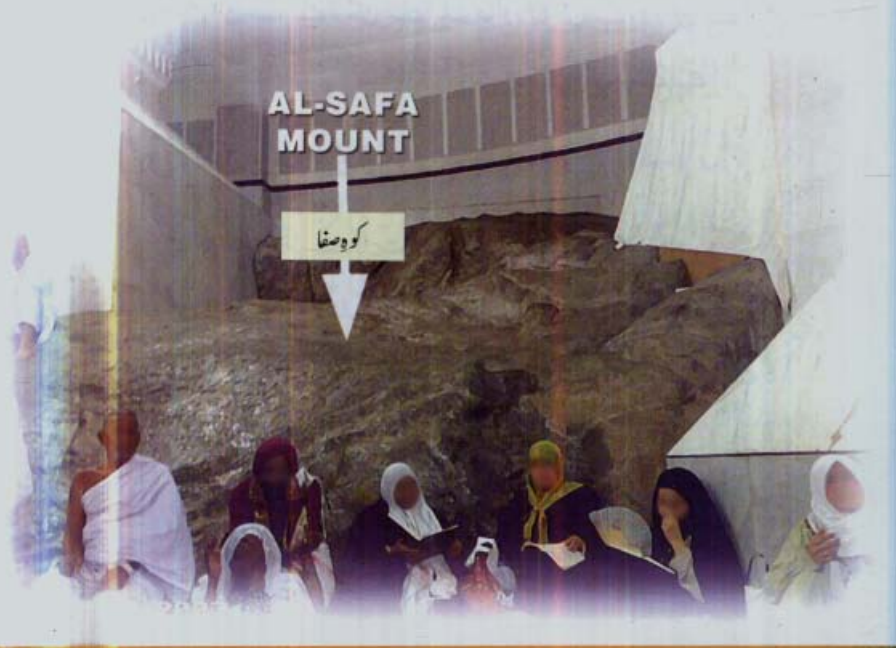
* وہ حقیقت میں ایک جانور ہی ہوگا۔

* وہ لوگوں سے باتیں کرے گا۔

* وہ زمین سے نکلے گا۔

AL-SAFA
MOUNT

کوہ صفا



وہ کہاں سے نکلے گا؟

اس کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔
ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسی طرح نکلے گا جس طرح اللہ عزوجل
نے خبر دی ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں سے نکلے گا۔

دابہ کیا کرے گا؟

یہ جانور لوگوں سے کہے گا: ”لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے۔“ یہی بات
اس ارشاد باری تعالیٰ میں بیان فرمائی گئی ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ
النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝﴾

”اور جب ان پر (قرب قیامت کے وعدے کی) بات پوری ہو جائے
گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے، وہ ان سے کلام
کرے گا۔ بے شک یہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے“¹

وہ لوگوں کو آگ سے داغے گا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”وہ جانور نکلے گا اور لوگوں کی ناکوں کو داغے گا، پھر وہ سب تم میں گھل مل
جائیں گے حتیٰ کہ ایک شخص اونٹ خریدے گا اور کوئی اس سے پوچھے گا

1 النمل 27:82.



عربوں میں داغے جانے کا نمونہ، اسی طرح دابہ الارض لوگوں کی ناک پر نشان لگائے گا۔ واللہ اعلم

کہ یہ اونٹ تم نے کس سے خریدا ہے؟ وہ کہے گا: ایک ایسے شخص سے جس کی ناک کو آگ سے داغ لگا ہوا تھا۔¹

* اس کے داغنے کی کیفیت کیا ہوگی اور یہ صورت حال کب تک جاری رہے گی؟

* کیا آنے والی نسلوں میں بھی یہ نشان باقی رہے گا؟

* جب دابہ لوگوں کو داغے گا تو حق باطل کے مقابلے میں واضح ہو جائے گا اور

مومن کافر سے ممتاز ہو جائے گا، اس کے بعد کیا ہوگا؟

لوگ ایک عرصہ تک اسی حال میں رہیں گے، کچھ عرصے بعد لوگ ایک دوسرے

کو اس طرح پکاریں گے: اے مومن، یا اے کافر۔

جب اللہ تعالیٰ قیامت قائم کرنا چاہے گا تو ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو مومنوں کی

روحوں کو قبض کر لے گی کیونکہ قیامت صرف شریر لوگوں ہی پر قائم ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دجال میری امت میں ظاہر ہوگا اور چالیس کی مدت پوری کرے گا۔ میں

نہیں جانتا کہ یہ چالیس دن ہوں گے، چالیس ماہ ہوں گے یا چالیس برس ہوں

1 مجمع الزوائد للہیثمی: 14/8، ومسند أحمد: 268/5.

گے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا، ان کی شکل و شباهت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ہلاک کر ڈالیں گے، پھر لوگ سات برس اس طرح گزاریں گے کہ کہیں بھی دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو ہر اس شخص کی روح قبض کر لے گی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان یا بھلائی موجود ہوگی۔ اگر تم میں سے کوئی کسی پہاڑ کی کھوہ میں بھی داخل ہو جائے گا تو یہ ہوا وہاں بھی اس کی روح قبض کر لے گی۔ اس کے بعد زمین پر صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کی شرانگیزی میں پرندوں کی سی تیزی ہوگی، انھیں نہ نیکی کا پتا ہوگا نہ برائی کا۔ ان کے پاس شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا: کیا تم میری بات نہیں مانو گے؟ وہ کہیں گے: تم کیا کہتے ہو؟ شیطان انھیں بتوں کی پوجا کی دعوت دے گا۔ وہ اس کی بات مان لیں گے۔ ان کے پاس رزق کی خوب فراوانی ہوگی، زندگی خوب مزے سے گزر رہی ہوگی کہ اچانک صور پھونک دیا جائے گا۔ جسے بھی یہ آواز پہنچے گی، وہ گردن ایک جانب جھکا کر آواز سننے کی کوشش کرے گا تو دوسری طرف کو اوپر اٹھالے گا۔ سب سے پہلے یہ آواز وہ شخص سنے گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا۔ وہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن و أشراف الساعة، حدیث: 2940.



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِّنَ الْيَمَنِ الْيَمِينَ مِنَ الْحَرِيرِ، فَلَا تَدْعُ أَحَدًا

فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ - أَوْ قَالَ: مِثْقَالَ ذَرَّةٍ - مِنْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ»

”اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا چلائے گا جو ریشم سے زیادہ نرم

ہوگی۔ جس کے دل میں ایک دانے کے برابر، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

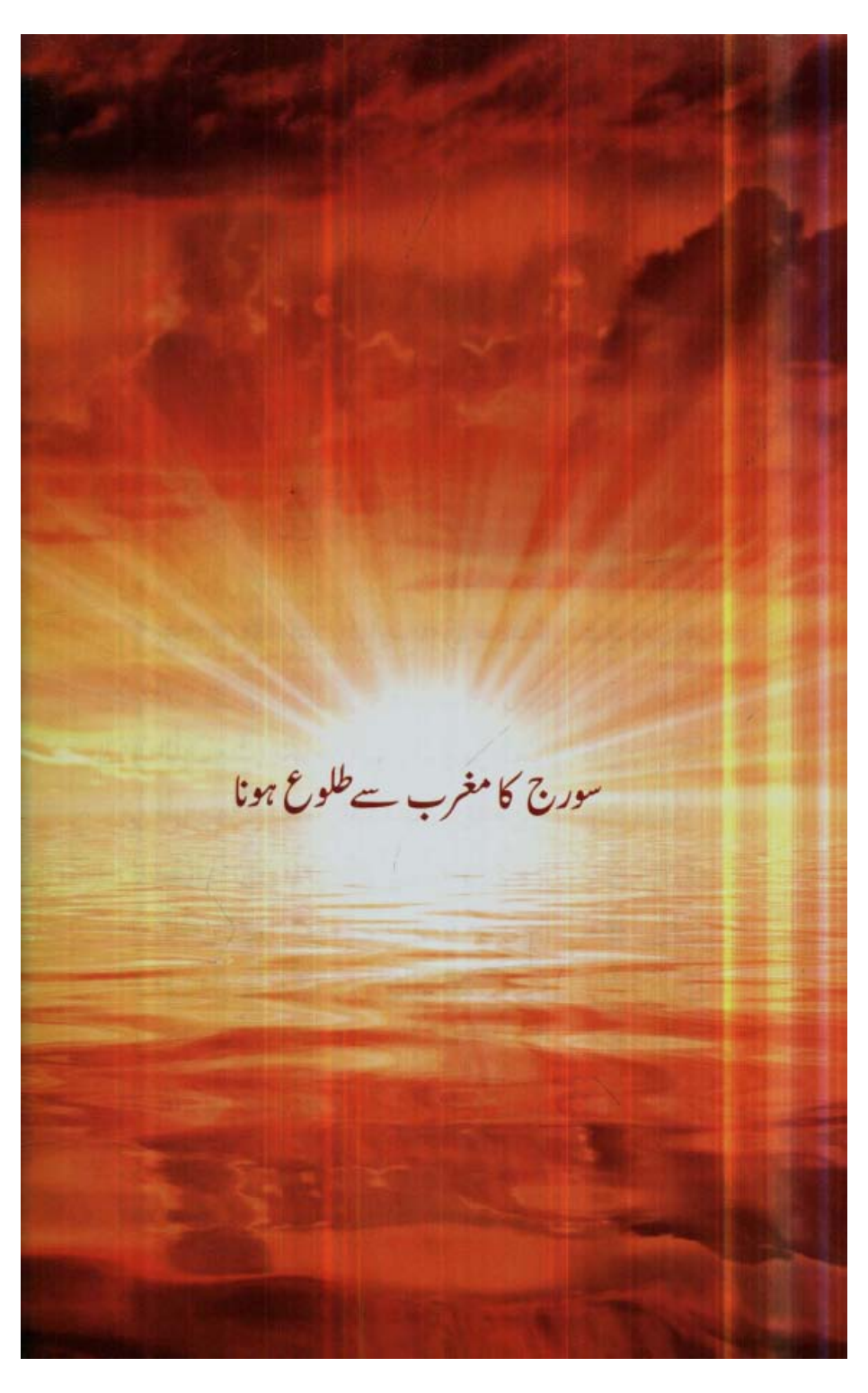
کہ ایک ذرے کے برابر بھی ایمان ہوگا، یہ اس کی روح قبض کر لے

گی۔“¹

اس ہوا کے چلنے کے بعد نیک لوگ ختم ہو جائیں گے، زمین پر صرف شریر رہ

جائیں گے اور انھی پر قیامت قائم ہوگی۔

¹ صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 117.



سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

لوگ ایک صبح سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے سورج کو پیدا کیا ہے، وہ ہمیشہ مشرق ہی سے طلوع ہوتا آیا ہے مگر اس روز اچانک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور جب ایسا ہو جائے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا ذکر قرآن مجید میں

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلْ انتظروا إِنَّا مُنتظرون ۝﴾

”کیا وہ صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا آپ کا رب آئے، یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں؟ جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اسے فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ کہہ دیجیے: تم انتظار کرو، بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔“¹

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں احادیث

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجَنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا،
وَالدَّجَالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ»

”جب تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لاپکا ہو یا اپنے ایمان میں کچھ بھلائی کے کام نہ کر چکا ہو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا اور زمین سے جانور کا نکلنا۔“²

اس موقع پر توبہ کا دروازہ بند کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ایمان کے بہت سے پہلو ایمان بالغیب سے تعلق رکھتے ہیں مگر جب سورج مغرب سے طلوع ہو گیا تو وہ

1 الأنعام: 6: 158. 2 صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: 158.

ایمان بالغیب نہ رہے گا بلکہ یہ فرعون کے اس ایمان کی طرح ہوگا کہ جب اسے غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا تو وہ ایمان لانے لگا۔

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پس جب وہ طلوع ہو جائے گا اور سارے لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت کسی بھی ایسے شخص کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہوگا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی کا کام نہ کیا ہوگا۔ قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنا کپڑا پھیلا یا ہوگا، وہ خرید و فروخت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کپڑے کو لپیٹ سکیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنے جانور کا دودھ دوہ کر لے جا رہا ہوگا اور وہ اسے استعمال نہ کر سکے گا کہ قیامت آجائے گی۔ ایک شخص اپنے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا، وہ اس میں اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور ایک شخص نے لقمہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا، وہ اسے کھا نہیں سکے گا کہ قیامت رونما ہو جائے گی۔“¹

* حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورج چلتا ہے

1 صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: 6506.

حتیٰ کہ عرش کے نیچے اپنے مستقر میں پہنچ جاتا ہے، پھر یہ سجدے میں گر پڑتا ہے اور اسی حال میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس سے کہا جاتا ہے: اٹھو اور جہاں سے تم آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔ وہ لوٹتا ہے اور اپنے معمول کے مطلع سے طلوع ہو جاتا ہے، پھر دن بھر چلتے چلتے عرش کے نیچے اپنے مستقر میں جا پہنچتا ہے اور سجدے میں گر پڑتا ہے۔ وہ اسی حال میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس سے کہا جاتا ہے: اٹھو اور جہاں سے تم آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔ وہ لوٹتا ہے اور اپنے معمول کے مطلع سے طلوع ہو جاتا ہے۔ ایک روز وہ چلے گا، لوگ اس میں کوئی نئی چیز نہیں دیکھیں گے حتیٰ کہ وہ عرش الہی کے نیچے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پہنچے گا اور اس سے کہا جائے گا: اٹھو اور آج مغرب سے جا کر طلوع ہو جاؤ، چنانچہ وہ صبح کے وقت مغرب سے طلوع ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کب ہوگا؟ یہ اس وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا جس نے اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل نہیں کیے ہوں گے۔“¹

* حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، وَأَبُوهَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا»

”سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی، وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

1 صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 159.

اور چاشت کے وقت دابہ کا لوگوں کے لیے نکلنا ہے۔ ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی، دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔“¹

ایک اشکال اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں کو یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی، وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابہ کا نکلنا ہے، جب کہ دیگر روایات میں دجال کے خروج یا امام مہدی کے ظہور کو قیامت کی سب سے پہلی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ تو دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کیسے ہوگی؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جو بات تمام روایات کی روشنی میں راجح نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ بڑی علامات جو زمین کے رہنے والوں کے احوال کو بدل کر رکھ دیں گی، ان میں سب سے پہلی علامت خروج دجال ہوگی اور یہ علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ وہ علامات جن کا تعلق بالائی نظام کی تبدیلی سے ہوگا، ان میں سب سے پہلے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ ان علامات کا اختتام قیامت کے قائم ہونے سے ہوگا۔ غالباً خروج دابہ بھی اسی روز واقع ہوگا جس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔“

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2941.



امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحَى، وَابْتِهَامَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَيْتِهَا فَالْآخِرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا»

”سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی، وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابہ کا لوگوں کے لیے نکلنا ہے۔ ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی، دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہو جائے گی۔“¹

علامات قیامت سے پہلے نیک اعمال کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوِ الدُّخَانَ، أَوِ الدَّجَالَ، أَوِ الدَّابَّةَ، أَوْ خَاصَّةً أَحَدِكُمْ أَوْ أَمْرَ الْعَامَّةِ»



”چھ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو:

1 فتح الباری شرح صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: 6506/110

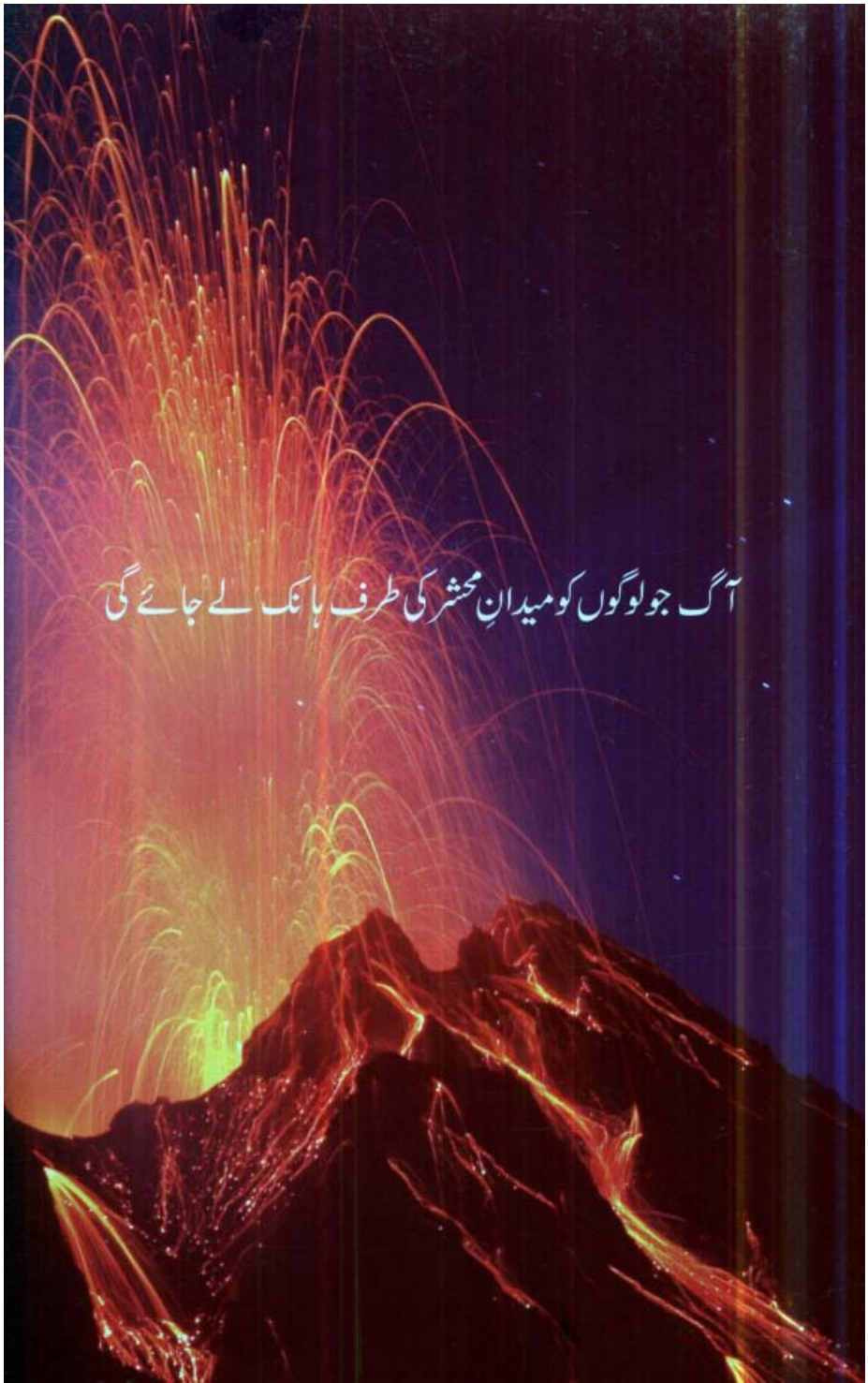


سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، یا
دھوئیں کا ظاہر ہونا، یا دجال کا ظاہر
ہونا، یا خروج دابہ، یا تم میں سے کسی کا
خاص وقت (موت) آجانا، یا سب
کے لیے واقع ہونے والا معاملہ
(قیامت کا) قائم ہو جانا۔¹

1 صحیح مسلم، الفتن و أشراف الساعة، حدیث: 2947.



آگ جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک لے جائے گی



قیامت کی سب سے آخری علامت اور نشانی یہ ہوگی کہ یمن کی جانب سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارضِ محشر (شام) کی طرف لے جائے گی اور انھیں وہاں جمع کرے گی۔

* یہ آگ کیسی ہوگی؟

* یہ کس طرح نکلے گی؟

* کہاں سے نکلے گی؟

* اور اس کے بعد کیا واقعات ہوں گے؟

اس آگ کے بارے میں وارد احادیث

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ: فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالْجِبَالَ، وَالذَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالشَّرْقِ، وَخَسْفٌ بِالمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ العَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ اليَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ»

”بلاشبہ وہ (قیامت) قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو: آپ نے ذکر فرمایا: دھواں، دجال، خروج دابہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، خروج یاجوج و ماجوج، تین جگہ زمین کے دھسنے کے واقعات، یعنی مشرق میں زمین کا دھنس جانا، مغرب میں زمین کا دھنس جانا اور جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنس جانا۔ سب سے آخر میں جو علامت ظاہر ہوگی، وہ یمن کی طرف سے نکلنے والی ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف لے جائے گی۔“¹

1 صحیح مسلم، الفتن وأشراف الساعة، حدیث: 2901.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے:

«نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرَةِ عَدْنٍ تَرَحَّلُ النَّاسَ»

”ایک آگ عدن کے دور دراز علاقے سے نکلے گی جو لوگوں کو چلائے گی۔“¹

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سَتَخْرُجُ نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَحْرِ حَضْرَمُوتَ، أَوْ مِنْ حَضْرَمُوتَ تَحْشُرُ النَّاسَ۔ قَالُوا: فِيمَ تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: عَلَيكُمْ بِالشَّامِ»

”روز قیامت سے قبل بحیرہ حضرموت سے یا حضرموت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: (ان حالات میں) آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ملک شام میں رہائش اختیار کر لینا۔“²

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جنہیں ایک نبی کے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا: قیامت کی پہلی علامت کیا ہوگی؟ اہل جنت کا

1 صحیح مسلم، الفتن وأشرط الساعة، حدیث: 2901. 2 مسند أحمد: 53/2، وهو حدیث صحیح.

سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ وہ کیا سبب ہوتا ہے جس کے باعث بچہ اپنے والد یا اپنے ماموں (ماں) کے مشابہ ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی جبریل نے مجھے ان چیزوں کے بارے میں بتلایا ہے۔ عبد اللہ بن سلام کہنے لگے: یہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔¹ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی۔ اہل جنت کا پہلا کھانا وہیل مچھلی کے جگر کا کنارہ ہوگا۔ جہاں تک بچے کی مشابہت کا معاملہ ہے تو مرد جب عورت سے جماع کرتا ہے اور اس کا پانی عورت کے پانی پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی سبقت لے جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔²

1 ایک دفعہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہر نبی کے پاس ایک فرشتہ آسمان سے خبریں لے کر آتا ہے، ہمیں بتائیے کہ آپ کے پاس کون آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جبریل۔ کہنے لگے: وہ جبریل جو عذاب، لڑائی اور جنگ لے کر آتا ہے، وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اگر آپ میکائیل کہتے تو اچھا تھا کیونکہ وہ رحمت، نباتات اور بارش لے کر نازل ہوتا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝﴾ (البقرة: 2: 97، 98) (اے نبی!) کہہ دیجیے: جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اسی نے اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر نازل کیا ہے، یہ اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور مومنوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ جو کوئی اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔² صحیح البخاری، أحادیث الانبیاء،

ایک اشکال اور اس کا ازالہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 «إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ
 الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحَى، فَأَيُّهُمَا خَرَجَتْ قَبْلَ الْأُخْرَى
 فَأَلَا أُخْرَى مِنْهَا قَرِيبٌ»

”سب سے پہلے جو نشانی ظاہر ہوگی، وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابہ کا لوگوں پر نکلنا ہے۔ ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی، دوسری اس کے بعد قریب ہی ہوگی۔“¹

علاماتِ قیامت کے سلسلے میں جو ترتیب پہلے گزر چکی ہے، اس کی اس حدیث کے ساتھ موافقت کیسے ہوگی؟

اس حدیث سے مراد قیامِ قیامت کی علامات ہیں اور اس کی تائید بخاری کی دوسری روایت کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: «مَا أَوْلُ أَمْرِ السَّاعَةِ؟» یعنی قیامِ قیامت کی ابتدا کیسے ہوگی؟

تنبیہ

یہ آگ جو لوگوں کو حشر کے لیے اکٹھا کرے گی، اس آگ کے علاوہ ہوگی جس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ارضِ حجاز میں ظاہر ہوگی اور جس سے بصری کے

1 صحیح مسلم، الفتن و أشرط الساعة، حدیث: 2941.

اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ وہ آگ ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہو چکی ہے اور یہ قیامت کی علامات صغریٰ میں سے ہے۔¹

آگ لوگوں کو کیسے اکٹھا کرے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لوگوں کو میدان حشر میں تین طریقوں سے لایا جائے گا۔ کچھ رغبت اور خوف سے آئیں گے۔ کچھ ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار یا دس دس افراد ہوں گے۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی۔ جہاں وہ قبیلہ کریں گے، آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہرا کرے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے، آگ بھی وہاں رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے، آگ بھی وہاں صبح کرے گی اور جہاں شام کریں گے، آگ بھی وہاں شام کرے گی۔²

مطلب یہ ہے کہ اس آگ کا مقصد لوگوں کو جلانا نہیں ہوگا بلکہ انھیں محض شام میں واقع ارض محشر کی طرف چلانا ہوگا۔ جب لوگ تھک جائیں گے اور قبیلہ یا نیند کے لیے رکیں گے، اس وقت آگ بھی رک جائے گی لیکن جب قبیلہ سے بیدار ہوں گے تو آگ بھی انھیں لے کر چل پڑے گی حتیٰ کہ انھیں شام میں پہنچا دے گی۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لوگ روز قیامت تین گروہوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔ ایک گروہ تو

1 یہ بات علامت نمبر (13) میں گزر چکی ہے۔ 2 صحیح مسلم، الجنة ونعیمها، حدیث:

پُر امید، کپڑے پہنے ہوئے سوار یوں پر سوار ہوگا۔ دوسرا گروہ ایسا ہوگا جو کبھی چلے گا کبھی دوڑے گا اور تیسرا گروہ ایسا ہوگا جسے فرشتے ان کے چہروں کے بل گھسیٹ کر لائیں گے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: ان دو گروہوں کو تو ہم نے معلوم کر لیا مگر یہ کون ہوں گے جو کبھی چلیں گے اور کبھی دوڑیں گے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سوار یوں پر ایسی آفت بھیجے گا کہ کوئی سواری باقی نہیں بچے گی حتیٰ کہ ایک شخص جس کا ایک خوش نما باغ ہوگا، اسے ایک چھوٹے کجاوے والی عمر رسیدہ کمزور اونٹنی دی جائے گی مگر وہ اس پر سوار نہ ہو سکے گا۔¹

1 مسند أحمد: 164/5، وسنن النسائي: 2088، وهو حدیث صحیح.

خاتمہ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس کتاب کی تکمیل کے لیے سہولت اور اعانت سے سرفراز فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو نفع بخش بنائے اور اس کے بارے میں نیت کو محض اپنی ذات پاک کے لیے خالص کر دے۔

میری خواہش تھی کہ میں علاماتِ قیامت کو جدید اور پُرکشش اسلوب میں پیش کروں تا کہ قاری کو گرانقدر فائدہ حاصل ہو۔ اُمید ہے کہ میری تمنا پوری ہوئی اور مجھے اپنے ارادے کی تکمیل کی توفیق میسر آ گئی ہے۔

اس کتاب کے قارئین کرام کے لیے یہ بہت خوب صورت بات ہوگی کہ وہ اس کے مطالعے کے بعد اپنی رائے یا ملاحظات یا اپنا نقطہ نظر تحریر کر کے میرے ای میل ایڈریس پر یا SMS کے ذریعے سے ارسال فرمائیں۔ میں ان کے لیے بے حد ممنون اور غائبانہ طور پر دست بدعا ہوں گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو توفیق فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن العریفی

استاذ عقیدہ و معاصر اُدیان و مذاہب

شاہ سعود یونیورسٹی۔ ریاض

رکن پیریٹیم کمیٹی برائے اسلامی ذرائع ابلاغ

ای میل: arefe5@yahoo.com

موبائل: 00966505845140

نهاية العالم (باللغة الأردنية)

جب دُنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی

دنیا کے حالات بہت تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے واقعات اور خطرناک حادثات کا ایک سیل رواں ہے جس نے انسانیت کو اپنی زد میں لے رکھا ہے۔ برائی کی قوتیں روز بروز طاقت ور ہوتی جا رہی ہیں۔ ہر زبان پر ایک ہی سوال ہے، کیا دنیا کا انجام قریب ہے؟!

ہر سوچنے سمجھنے والا انسان اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے سرگرداں ہے۔ روزنی پیشین گوئیاں شائع ہوتی ہیں، قیامت آنے کی تاریخیں تک دی جاتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ سوال تشہد جواب ہی رہتا ہے۔

اس کائنات میں صرف اللہ کے رسول ﷺ کی ہی ہستی ہے جو صادق و مصدوق ہیں۔ انہوں نے جو کچھ بیان فرمایا وہ عین حق اور سچ ہے۔ آپ ﷺ نے جو پیش گوئیاں فرمائیں وہ حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔

اس کتاب میں آپ ﷺ کی سچی پیش گوئیاں صحیح اور مستند کتب سے حاصل کر کے خوبصورت ترتیب سے بیان کی گئی ہیں۔ مستقبل کا ہر نقش واضح ہے۔ آنے والے واقعات کی تصویر قاری کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مہلک ترین فتنوں کے درمیان عافیت اور سلامتی کے اس راستے کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے جس پر چل کر ہر انسان منزل پر پہنچ سکتا ہے۔



دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

